SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 12, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at fifteen minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ منَ الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

انّ ربکم اللّٰہ الّذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش یغشی الّیل النھار یطلبہ حثیثًا و الشمس والقمر و النّجوم مسخّراتٍ بامرہٖ الا الخلق و لامر تبرک اللّٰہ رب العٰلمین۔ ادعوا ربکم تضرّعًاوّ خفیتہً انّہ لا یحبّ المعتدین۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ خوفًاوّ طمعًا انّ رحمت اللّٰہ قریبٌ منَ المحسنین۔

ترجمہ، اللّٰہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللّٰہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اسی کے حکم کے مطابق کام میں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 12, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at fifteen minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ منَ الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

انّ ربکم اللّٰہ الّذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش یغشی الّیل النھار یطلبہ حثیثًا و الشمس والقمر و النّجوم مسخّراتٍ بامرہٖ الا الخلق و لامر تبرک اللّٰہ رب العٰلمین۔ ادعوا ربکم تضرّعًاوّ خفیتہً انّہ لا یحبّ المعتدین۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ خوفًاوّ طمعًا انّ رحمت اللّٰہ قریبٌ منَ المحسنین۔

ترجمہ، اللّٰہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللّٰہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اسی کے حکم کے مطابق کام میں

لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے)۔ یہ اللہ رب العلمین بڑی برکت والا ہے۔ (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور ملک میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرنا اور اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہنا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔ سورۃ آل عمران(۵۴-۵۶)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Charman: I will read out the Leave Applications.

پروفیسر ساجد میر ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایس ایم ظفر ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 9 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے ' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد غفران خان ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 10 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ گلشن سعید ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ 10 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی

درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

FURTHER DISCUSSION ON RECOMMENDATIONS ON THE FINANCE BILL 2006-07.

جناب چیئرمین، اب ماشاء اللہ آپ یہاں موجود ہیں۔

The discussion has been concluded on the Finance Bill, 2006-07 and the Budget Statement and I think, unanimously items were cleared on Saturday evening. Now, we will take up the recommendations. How do you want to go about it.

Senator Shahid Hassan Bugti: Mr. Chairman sir, I want to say something which is related to the Budget.

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ چند دن پہلے Minister of State for Finance نے یہاں پر یہ کہا تھا کہ supplementary budget کے documents ابھی تک تیار نہیں ہوئے ہیں' اس لئے وہ یہاں پر 15 جون کو lay کئے جائیں گے جب کہ 16 تاریخ کو سینیٹ کا اجلاس prorogue ہو جائے گا لیکن کل کے اخبار میں supplementary documents تقریباً پورے کے پورے چھپ چکے ہیں اور اس کا remaining portion آج کے اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ جناب والا! آخر یہ پارلیمنٹ سے یہ سب کیوں چھپانا چاہتے ہیں۔ اخبار میں یہ چھپنے سے ثابت ہو گیا ہے کہ documents بالکل تیار ہیں لیکن وہ اسے ہاؤس کے سامنے نہیں لانا چاہتے ہیں۔ یہ چیزیں ارکان پارلیمنٹ کے سامنے کیوں نہیں لا رہے ہیں اور انہیں discussion کے لئے پارلیمنٹ میں کیوں lay نہیں کیا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہاں لانے کے بارے میں تو کہا تھا کہ انہیں کوئی گریز نہیں ہے۔ عمر صاحب۔

جناب عمر ایوب خان (وزیر مملکت برائے خزانہ): جناب والا! جہاں تک

allotment of days and supplementary budget کا تعلق ہے' اس کے بارے میں National Assembly کی House Business Committee بیٹھتی ہے اور وہ یہ سب چیزیں review کرتی ہے۔ یہ صرف ایک اجلاس کی بات نہیں ہے بلکہ ہر اجلاس کے لئے ہاؤس کی Business Committee بیٹھ کر فیصلہ کرتی ہے۔ اس میں گورنمنٹ کے اراکین ہوتے ہیں اور اپوزیشن کے اراکین ہوتے ہیں۔ جناب والا! اس میں وزیر برائے پارلیمانی امور ہوتے ہیں اور سپیکر صاحب بھی ہوتے ہیں۔ اس اجلاس کے لئے اس کمیٹی نے جو پروگرام طے کیا ہوا ہے' اس میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ Thursday,15 June, 2006. کو یہ پیش ہوگا۔ اسمیں یہ بھی آ جاتا ہے کہ آپ نے supplementary budget کب lay کرنا ہے۔ Friday 16th June, 2006, presentation of Supplementary, Demands for Grants and Appropriation, اس کے بعد اس پر general discussion ہے Thursday, 22nd June, general discussion on Supplementary, Demand for grants and Appropriation 2005-06. ہر ایک چیز اس میں clear ہے۔ کوئی چھپانے والی بات نہیں۔ پتا نہیں کہ ہمارے اراکین اپوزیشن اس کو ایک sinister قسم کی move دینا چاہتے ہیں۔ That is nothing of the sort involved. It is above board. As per the time table agreed by the Opposition and the Government, it is all split out,very clearly.

Mr. Chairman: Senators have raised this point. and I think, Mr.Anwar Bhinder wants ڈار صاحب نے بھی اس پر point raise کیا تھا to say something on it.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! جہاں تک supplementary grants that relates to the budget of 2005-06 and کا تعلق ہے and excess budget does not relate to the budget of 2006-07. اس وقت ہمارے پاس جو reference آئے گا یا جو reference آنا ہے' ہم نے in relation to the Budget Statement of 2006-07.

صرف recommendations بھیجنی ہیں - باقی excess budget کا تعلق ہے یا that is for the National Assembly to decide, ہے کا تعلق supplementary grants وہ پچھلے سال کا بجٹ we have got nothing to do with that sort of the budget. ہے۔ جناب والا! ہم پچھلے سال کے بجٹ کو کسی صورت میں یہاں take up نہیں کر سکتے۔ یہ نیشنل اسمبلی کا معاملہ ہے۔ اس میں نیشنل اسمبلی کی competence ہے' یہ نیشنل اسمبلی میں ہی آنا ہے اور اسے نیشنل اسمبلی میں انہوں نے کب lay کرنا ہے' یہ ان کا schedule ہے اور انہوں نے ہی اسے وہاں lay کرنا ہے۔ یہ بات اس روز بھی clarify ہو گئی تھی۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, from a legal person's point of view whatever Bhinder Sahib has said may be right but from practical point of view, what is budget? Budget is an estimate for the next year. What is supplementary budget? Budget that is an overrun of the expenditure

and the next year budget is کیا خرچ X plus Y نے آپ اور ملا X amount کو آپ کہ always based on the last year budget, keeping in view, how much excess

of expenditure was there because that gives you guide line کہ جناب فلاں and that happens, ministry سو ملین میں کام نہیں کر سکی' اس کو ایک سو دس چاہیے تھے Minister of State جناب والا! یہ بالکل that what you do and give justification. for Finance کو غلط فہمی ہے۔دو تین سال کی یہ نئی روایت ہے otherwise یہ اتنا پلندہ ہے' It has always been the کیا کریں distribute اسے اس طرح آئے' business جوں جوں set, which from A to Z, you discuss in the House پورا کا آپ پورے کہ tradition Business Committee of the National Assembly کہ جناب ہم نے یہ کام کرنا ہے' آپ سارے documents ان کے دے دیتے ہیں' اب اس میں چھپانے والی کیا بات ہے۔ How can you justify? - جناب والا! Finance Ministery میں argue ہوتا رہا ہے کہ

ہمارا خرچہ اس لئے زیادہ ہے کہ پچھلے سال جو پیسے تھے، وہ پورے نہیں ہوئے، جیسے آپ نے 234 billion کئے allocate اور خرچ 241 billion ہوئے اور چاہیے 250 billion defence کے لئے ۔ جناب والا! اسمیں کون سی چھپانے والی بات ہے۔ رہا معاملہ بھنڈر صاحب کا، جیسے میں نے عرض کیا ' it is otherwise logical, the whole sense of bringing any thing here, even for advisory capacity, will be a failed attempt and you will not achieve anything. جیسے میں نے عرض کیا اور پہلے دن ہی کہا تھا کہ ان کے پاس printed copies ہیں ' میں ان کو challenge کرتا ہوں، یہ کہتے ہیں کہ تیار نہیں ہیں 'it will be a lie. I can assure that this document was printed - یہ کہتے ہیں کہ تیار نہیں ہے and was ready with other documents. یہ صرف چھپانا چاہتے ہیں اور چھپا کر کیا کر لیں گے۔ خدا کے لئے انہیں کہیں کہ ہاؤس کو confidence میں لیں اور انہیں دے دیں۔ آج اخبار میں چھپ گیا ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ پندرہ تاریخ سے پہلے تیار نہیں ہوگا۔ What a shame? انہوں نے اپنے colleagues کو تو نہیں دیا لیکن کسی نے Finance Ministry سے کاپی لے کر پوری کی پوری چھاپ دی ہے۔

جناب چیئرمین: میں اس پر عرض کروں۔ اسے چھپانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔اس میں یہ ہے کہ may be your colleagues, they can take it up in the Advisory Committee. TheNational Assembly is also free to do so. If you want an earlier date.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب جب WAT کے بارے میں amendment آئے گی that needs further clarification کیونکہ اس ہاؤس کو ایک کام دے دیا ہے اور ایک I think, this House or anybody can not کی ذمہ داری دے دی ہے advisory role discharge hisresponsibility unless you have the last year figures, the supplementary which is overrun, we can give justification. خود بھی if you pick up the copy for demands and supplementary نکالی جا سکتی ہیں

all you have to do is to موجود ہیں figures اس میں یہ appropriations for 2006-07. خرچ over کتنا میں سال پچھلے کہ sit down, spent a few hours and do the exercise ہوا ۔ جناب والا! اس میں صرف یہ آسانی ہو جاتی ہے کہ supplementary کے لیے آپ نے جو خود کام کرنا ہے ' اس میں یہ کام کیا ہوا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بھی the best art of supplementary grant is, it has to give reasons why they have over spent it than the Budget. Like in ہے ہوا زیادہ خرچہ کا آپ میں areas major کہ اس میں کن کن other words, you have to give the reasons. اگلے سال ہو تو justification اگر تو بجٹ کی آسانی ہو جاتی ہے اور اس میں ہاؤس ان کو بہتر assist کر سکتا ہے' بہتر advice دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ' عمر صاحب۔

Mr. Omar Ayub Khan: Sir, the honourable Member has used harsh words. I take very strong exception to them. In this august House, whatever I say here is on authority and with conviction.

پہلی بات یہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ schedule جو ہے' یہ agreed ہے۔ آپ نے بھی اپنے اراکین کو بتا دیا ہے اور یہ خود House Business Committee میں اپنے colleagues سے بات کر سکتے ہیں۔یہ schedule وہاں نیشنل اسمبلی کے سارے ممبران کے سامنے تھا' انہوں نے اس پر بات کی ہے۔ Accordingly, timings National Assembly میں set ہوئی ہیں۔ جس طرح بھنڈر صاحب نے کہا ہے کہ اس سال کا بجٹ سینیٹ کو for discussion and for advice transmit ہوا ہے ۔ وہ واپس نیشنل اسمبلی کو جائے گا اور آپ یہ transmit کر رہے ہیں۔اس کے بعد جناب چیئرمین! جو supplementary portion ہے ' وہ lay ہوگا اور پھر اس کے بعد اس پر discussion ہوگی اور voting ہوگی ۔ اس میں چھپانے والی یا aspersion cast کرنے والے کیا بات ہے ۔ اگر وہ political point جو I can not say anything about that. ہے score کرتے ہیں تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے

وہ بات کریں گے، ہم سنتے رہیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ذرا وزیر صاحب کو سن لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، میری ایک گزارش دونوں معزز اراکین سے ہے کہ وہ expert ہیں اور سمجھ دار ہیں۔ جناب والا! جو بجٹ 2005-06 کا ہے it is still going on. ابھی کچھ دن باقی ہیں۔ یہ 30 جون تک mature ہوگا کہ کتنی excess money has been used in different fields whereby to demand it and current یہ نامناسب ہے۔ ان کو سمجھ لینا چاہئیے کہ ابھی تک place before this House, is being spent and money has come from that. New budget جو ہے budget yet has come یہ یکم جولائی سے لاگو ہو گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ difficulty actual came out of this that Opposition demanded extra two days to extend the period from 20th to 22nd of this so that the discussion کے لیے cut motions دیے جائیں extra کہ دو دن ہمیں month میں یہ بات تھی، اب Business Advisory Committee is carried out extensively. then we got انہوں نے میری ڈیوٹی لگائی، وزیر مملکت برائے خزانہ اور دوسروں پر permission from the Prime Minister and we consulted with our colleagues, really agreed to it, we must give two days as have been demanded by the Opposition, تو اس وجہ سے بھی دو دن extend ہو گئے ہیں اور schedule اگر آپ دیکھیں we will have to lay, this was to be laid on 14th, is to be laid on 16th تو اب یہ دو مسائل تھے۔ اب ایک بات یہاں پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہے بڑی کڑوی اور کھٹی، کہ we will not discuss this issue, it is unconcerned with this august آئندہ House to bring any supplementary budget in this House.

Mr. Chairman: I think, lets move on with the business here.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Sir, I will take just one minute. Mr. Chairman! this was raised on the last day when this issue came up before this august House and the observation made by yourself was that we will discuss this issue when the Leader of the House is here.

Mr. Chairman: We were discussing, Bhinder sahib was requested to look into this.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: May I complete it sir? now what the learned Minister has said, it is in flagrant violation of Article 73 because kindly see the Motion which was placed before the House and the Motion is placed like this and I read only the wording of the Motion. Following Motion moved by Mr. Omar Ayub Khan, Minister of State for Finance on 5th June 2006, that it states, the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill 2006, containing the Annual Budget Statement under Article 73 of the Constitution

پہلی بات یہ ہے کہ یہ کوئی احسان اس سینیٹ پر نہیں کیا گیا کہ یہاں پر یہ لایا گیا جس طرح سے یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ this House has got nothing to do, Article 73 says two things. No1, either the spendings which are referred now as supplementary are the part of Budget for the year 2006-07 or it is not No.1 and No.2 is, may I complete Mr. Bhinder, if this part then of course this House has a vested constitutional right in terms of Article 73 of the Constitution to discuss it, to make recommendations and to deliberate on the same. This would be of course by-passing the Senate. This is the

point which I wanted to raise. Thank you Mr. Chairman.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب جو یہ فرما رہے ہیں Annual Budget Statement, جناب Annual Budget Statement 2006-07 کی ہے جو ہم consider کر رہے ہیں۔ 2005-2006 کی Annual Statement نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، یہ کہہ رہے ہیں کہ supplementary part بنتی ہے کہ نہیں، تو آپ کہہ رہے ہیں کہ نہیں بنتی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب وہ part ہے 2005-06 کا۔ اس کے ساتھ 2005-06 کو یہاں اس وقت discuss نہیں ہونا ہے۔ 2006-07 کا ہونا ہے۔ یہ غلط فہمی ہے کہ شاید جو excess budget statement بھی حصہ ہے 2006-07 کا۔ وہ 2006-07 کا حصہ نہیں ہے۔ وہ Annual Budget Statement کی definition میں 2006-07 نہیں آتا اس لئے اس کو یہاں آنا اور discuss ہونا ہی نہیں ہے۔ نہ lay ہونا ہے اور نہ discuss ہونا ہے۔

Mr. Chairman: I think we are going out of the track.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: No sir, we are not going out of track. یہ بہت important بات ہے۔

Mr. Chairman: Let us say the Leader of the House.

میں پھر آتا ہوں آپ کی طرف۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، جناب یہ بڑی اچھی اور عالمانہ باتیں ہو رہی ہیں - میرا خیال ہے اس کا موقع آج نہیں ہے۔ آج ہمارے پاس آخری دن ہے جو ہم نے recommendations دینی ہیں۔ اگر آج نہ گئیں تو پھر یہ سارا مقصد ختم ہو جائے گا۔ تو میرا خیال ہے کہ اس بحث کو پھر کسی اور وقت discuss کرلیں گے جب سارے اس پر غور و فکر کے بعد جناب کو assist کریں گے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ جو agenda کی کارروائی ہے اس کو آگے بڑھایا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب یہ آپ کی طرف سے ارشاد فرمایا گیا تھا

کہ اس کو ہم پندرہ سے پہلے اس ہاؤس میں lay کریں گے۔ this is on record آپ کی commitment ہے۔ اس commitment سے کیوں بھاگ رہے ہیں۔

Mr. Chairman: No, no, he made a reference to the agreed schedule.

Senator Wasim Sajjad: If it has not been laid in the NationalAssembly, how can it be laid in the Senate.

جناب چیئرمین، جی عباسی صاحب آپ کا کیا point ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب میں بھنڈر صاحب سے بڑا مودبانہ اختلاف کروں گا۔ جناب actually کیا ہوتا ہے 2006-07 کا جب بجٹ announce کیا جاتا ہے اور اس کی ابھی Annual Budget Statement کی کاپی نہیں ہے اور میرے پاس یہ Federal Budget in brief کی کاپی ہے۔ تو ہمیشہ بجٹ relate کرتا ہے پچھلے سال کے ساتھ۔ اس میں کم از کم آدھی book on Federal Budget in brief اور آدھی book on Annual Budget Statement اس وقت میرے پاس وہ کتاب نہیں ہے اور اگر یہ دوست مجھے دے دیں تو میں اس میں سے یہ دکھا سکتا ہوں کہ اس میں 2005-06 کا بجٹ discuss کیا گیا ہے۔ جب آپ اس پوری book پر discussion کرتے ہیں، جب پورے Economic Survey کو discuss کرتے ہیں، یہ ہمارے پاس 2005-2006 کا Economic Survey ہے تو how come آپ یہاں supplementary budget lay نہیں کرنا چاہتے۔ Supplementary budget میں بنیادی بات یہ ہے کہ they have orver run, معذرت کے ساتھ میں آپ کے سامنے یہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ Federal Budget میں کچھ ایک سو بلین expenditures کا فرق ہے۔ انہوں نے جو expenses کی ہیں اس میں 129 billion کا فرق ہے، ہم سے یہاں پر ایک چیز پر recommendation لی جاتی ہے تو میں Finance Minister صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے پچھلے سال ہم سے recommendation on an expenditure of about 1000 and some billion اور وہاں پر آپ نے کوئی 1200 billionexpenditure

کیا' ایسا کیوں ہے؟ یہ ہمارے سامنے کیوں lay کرنا نہیں چاہتے جو supplementary budget انہوں نے by 129 billion over run کیا ہے۔ یہ کتابیں پھر ہمیں کیوں دی جاتی ہیں ' why? ۔ ہمیں 2005-2006 کا Economic Survey کیوں دیا جاتا ہے اور Federal Budget کے تمام documents میں آدھی discussion on 2005-2006 ہے ' کوئی بجٹ آپ پچھلے بجٹ سے inter-relate کیے بغیر discuss نہیں کر سکتے تو یہ totally غلط ہے جو بات وہاں سے اٹھائی جا رہی ہے کہ supplementary budget یہاں پر پیش نہیں ہونا چاہیئے' جناب والا! بالکل پیش ہونا چاہیئے۔ اگر انہوں نے کوئی amendment کرنی ہے تو سارا Parliamentary Affairs بیٹھا ہے' جا کر قومی اسمبلی والوں سے خود بات کریں' ہم کیوں ان سے بات کریں۔ therefore, lay it on the floor of this House. اگر انہوں نے پچھلے بجٹ کو inter-relate نہیں کرنا تو انہوں نے کیوں 129 billion زیادہ خرچ کیا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد ، چیئرمین سینیٹ نے in terms of Rule 237 of the Rules instructions issue کی ہیں ان directions میں لکھا ہے کہ when a copy of the Money Bill including Finance Bill containing the annual budget statement is transmitted to the Senate, it shall be laid on the table of the House. ابھی transmit ہی نہیں ہوا۔ transmit تب ہوگا جب قومی اسمبلی میں lay ہوگا۔ اس سے پہلے ہم کیسے اس کو discuss کریں۔

(Interruption)

Senator Wasim Sajjad: We have to abide by our own rules and the rules are very clear that we can only---

تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب وہ آئے گا ' دیکھی جائے گی۔ اس وقت جو موجودہ کارروائی ہے اس کو چلایا جائے کیونکہ وقت نکل جائے گا اور ہم یہ کام مکمل نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین ، I think, یہ معاملہ پچھلے سالوں میں بھی رہا ہے but it is a point that is very important, let us look at it subsequently کیونکہ یہ ہوتا رہا ہے پچھلے

دو تین سال میں بھی رہا ہے ۔ محمد اسحاق ڈار۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : شکریہ جناب چیئرمین ! دونوں sides کے arguments ہیں valid حکومتی طرف سے law and wording of Constitution کے حساب سے بالکل ہے۔ دوسری طرف سے practicality point of view کے حساب سے وہ بھی درست ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ unless آپ کا پچھلے سال جو approved budget ہے' جو اس House نے دیکھا ' اس کے بعد جو excess خرچہ ہوا only then sir, you reach to consider a demand for next year 2006-2007. So, sir, the problem lies with the wording of Article 73 and consequently, there will have to be a change in the Rule 237. If the honourable Minister had not stated on day one when I spoke and he stood up and said supplementary میں آپ کو بتاؤں گا' کب لا سکتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ supplementary budget کی کتاب کا میں recommendation نے ذکر کیا تھا۔ اگر اس دن یہ impression نہ ملتا تو جیسا کہ ہم ایک لے کر آئے ہیں کہ PAC, جو ہے Public Accounts Committee, after the Senate has been given a role to even give an advisory recommendations to the National Assembly ہم نے کہا کہ پھر Public Accounts Committee میں بھی اس Only then you will be making an effective ۔ House کی نمائندگی ضروری ہو چکی ہے role, sir it is a complete process or a chain . So, آپ approve کرتے ہیں پھر suplementary approve کرتے ہیں ' پھر over expenditure ہوتا ہے ' پھر اس کا although we have a time for اس کو بعد میں کرتا ہے Auditor General Pakistan that comes in ہوتا ہے audit کا about 5, 6 years. Ultimately Government Public Accounts Committee of the National Assembly at the moment and then the public representatives sit on that and see that where there have been irregularities in expenses. Sir, you have been reading the entire

details in the newspapers . اگر اس دن یہ clarify کر دیتے ' پہلے دن ہی جب میں نے یہاں تقریر سات تاریخ کو کی تھی تو I am sure that Finance Committee میں میرے ساتھی جنہوں نے یہ recommendation دی ہے Public Accounts Committee جو ہے وہ Parliamentary Committee, joint Houses کی ہونی چاہیے وہاں ہم یہ بھی add کرتے ' وہاں صرف words change کرنے ہیں کہ the annual budget for next year together with the supplementary budget for the past year will be laid. Sir, only addition of the three words will take care of the past.

جناب چیئرمین: جب میں نے بھی یہ پڑھا تو اس کی wording ایسی ہے کہ it is not mentioned there. بھنڈر صاحب کا جو point ہے اور آپ بھی وہی کہہ رہے ہیں- میں نے بھی یہ دیکھا تھا' اس لیے اس پر discussion ہو سکتی ہے-

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جیسے وسیم سجاد صاحب نے کہا کہ ابھی آج ہی کام ختم کرتے ہیں and I think we should consider also this amendment کہ اس کو ہم clarify کریں کہ جو supplementaries ہیں ان کو ہم cover کر لیں - I mean there is always a room for improvement and we must follow that pattern.

Mr. Chairman: This is what we can. Yes, Raza Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Sir, I did not want to get into this debate at this stage because then we were eating into the time of our own motion but I think it is essential to put the record straight and putting the record straight, I am sorry, I don't have my glasses, so, you will just bear with me a little bit. Sir, I take you to Article 84 of the Constitution where there is ambiguity that the excess budget statement or the supplementary budget statement has to be laid and how

it is to be laid, that procedure is also described. Sir, I will take you to Article 84 to the para in Article 84, "The Federal Government shall have power to authorize expenditure from the Federal Consolidated Fund whether the expenditure is charged by the Constitution upon that fund or not and shall cause to be laid before the National Assembly and shall cause to be laid before the National Assembly supplementary budget statement, or as the case may be, an excess budget statement, setting out the amount of that expenditure and the provisions of Articles 80 to 83 shall apply to those statements as they apply to the annual budget statement. Now Mr. Chairman! I would take you back to Article 80 of the Constitution which says, "That the Federal Government shall in respect of every financial year cause to be laid before the National Assembly a statement of the estimated receipts and expenditure of the Federal Government for that year in this part referred to as the annual budget statement". Now Mr. Chairman! one thing is abundantly clear that it is mandated by the Constitution under Article 84 that the exact budget statement is to be laid before the National Assembly and the procedure given in Articles 80 to 83 of the Constitution has been specified. The only anomaly or the only grey factor which emerges from a reading of 84 (a) and Articles 80 to 83 and 73, the only grey factor emerges is that whether it is to be laid simultaneously with the budget or can the departure be made as has been made for the last 2/3 years that it is made subsequently and not with the main budget document.

Now Mr. Chairman! in parliamentary practice, you will agree with

me whether it be Kaul, whether it be May's, whether it be the House of Commons, whether it be Lok Sabha, in parliamentary practice what you have if there is a grey area then that grey area gets lied from what has been the past tradition of the Houses and I said this that day and I maintain it from the floor of this House and Iwould request to carry out an equiry and inform the House that prior to the last two or three budgets that this Government has given, what was the practice? TheSecretariat of the National Assembly will bear witness. The Finance Ministry will give testimony to the fact that the tradition all along has been that the supplementary budget statement has been laid with the annual budget statement. This departure has only come for the last year or two years but prior to that it was made with it and therefore, if there is any grey area then in Parliamentary Practice we fall on tradition and tradition says that it should have been laid on the day, it was I think the fifth when budget was presented. It should have been laid with budget statement.

Mr. Chairman: I think we put this matter to close.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Only one minutesir. I would like to point out Article 84 which has been referred to my learned brother and sir, the later part of the Article has been read but sir, it starts with this that, "If in respect of any financial year it is found, that so and so, so and so," thatexcess budget is in relation to the past year, that is always in relation to the past year and,sir, so far as.....

(Interruption)

Mr. Chairman: I think it is very clear from both sides, it is question of coordination and to look what the practice.is.....

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, what is the excess budget statement for the last year and that is for the National Assembly.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, there is no quarrel on that.

this we can take up. جناب! اب آگے چلیں

Mr. Chairman: I think Wasim sahib,

اس کو آپ رضا صاحب کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیجیئے گا کہ traditions کیا ہیں اور آئندہ کیا ہو سکتا ہے'

then we will coordinate with the Ministry of Finance.

Senator Wasim Sajjad: Sir, also I think we will involve the Finance Minister, we will discuss it and there is no problem. It is just that we are getting involved in the technicalities at the cost of involvement of business before the House.

Mr. Chairman: Ahmed Ali sahib, do you have something?

سینیٹر احمد علی: جناب! اس issue پر بڑی debate ہو رہی ہے۔ یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہہ رہے ہوتے کہ interim تو پھر میں ان کے ساتھ agree کرتا۔ ابھی تو 30 جون تک چلے گا۔ پتا نہیں اور کتنے خرچے ہونے والے ہیں۔ بجٹ تو پہلی تاریخ سے effective ہو گا ناں۔ ابھی یہ اگر interim مانگ رہے ہیں تو یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں' یہ ہو جانا چاہیے۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, in fact in practice, they will then follow this but 30th of June, they will not have a peny more but there is not asupplementary, another one, to come in this House next year. No.

جناب چیئرمین، میرے خیال میں وسیم صاحب! آپ اس پر بیٹھ کر for future in coordination with the Finance Ministry and the Chairman of the Finance Committee also دیکھیں کہ پہلے traditions کیا تھیں؟ اس حساب سے کریں۔ جی عمر صاحب۔

جناب عمر ایوب خان : بہت شکریہ' جناب چیئرمین! I just want to set the record straight on the floor of the House اور honourable Senator Ishaq Dar کو بھی میں نے sahib یہی بتایا تھا کہ informally the supplementary budget will be laid on the floor of the National Assembly as per schedule on the 15th session کا شام I gave him, 'ٹھیک ہے' and he agreed with me. He said, تھا' آپ sir, the day he made the speech کو یاد ہوگا اور اسی وقت شام کو I made a statement on the floor of the House کہ 15 تاریخ کو وہاں پر lay ہوگا' جس کا Minister for Parliamentary Affairs کہہ رہے ہیں کہ House Business Committee میں یہ decide ہوا کہ schedule ذرا extend ہو رہا ہے تو اس کے مطابق جناب! as per schedule that is with us and now it will be laid there on the 16th اور پھر یہاں that is the factual position. 'ہو گا' transmit پر

Mr. Chairman: Now, we will move on to item No.3.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! to keep the record straight.....

(Interruption)

Mr. Chairman: Is the record not straight?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the record is not straight. To keep the record straight, the honourable Minister of State for Finance would recall that when he made the statement that it will be laid there on

the 15th and it will come over here to the Senate, I raised the question that on the 16th, the Senate will be prorogued and it would become ineffective when it comes to us and he would also recall that there was a walk out by the Opposition after a *hullabaloo* in the House and then subsequently the honourable Leader of the House and Mr. Kamil Ali Agha, the honourable Minister of State for Parliamentary Affairs and also the Minister himself gave an undertaking that they will talk to the Speaker of the National Assembly and try and make an adjustment in the schedule that has been worked out and bring, earlier in the National Assembly so that it can come to the Senate well in time.

Mr. Chairman: But then he came and gave me schedule that was agreed and mentioned that this is with the House Business Committee but I think it needs closer coordination. It is a very interesting issue and a very important one raised by colleagues, you can sit together and see alongwith the Parliamentary Affairs and Finance and of course the Standing Committee. Now, we will go on toItem No.3. What was agreed, how long and who will speak? All the movers or otherwise? Wasim Sahib.

Senator Wasim Sajjad: Sir, my humble suggestion for the honourable Senator because the time is short and I think that each of the item which is on the agenda, the honourable Senators would like to discuss it, so normally on an amendment we usually allow about two minutes and it is upto them. If they want to utilize more time, asking more members to speak on, one can represent them and put their point of view

before the House. So, I would leave it to him.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, what would be appropriate is that we know that we are going to have two sittings, we will be able to go through all the 17 recommendations that are there by the evening sitting. I think if the discretion could be left with us because there are some on which we would like toconsume a little more time, there are others which could be sorted out two or three minutes would be sufficient but obviously, this is.....

Mr. Chairman: Will you take it case by case.

Senator Mian Raza Rabbani: We will take it case by case, sir.

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے وسیم صاحب' آغا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, with the bottom line that we will be through by the evening.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! ہم نے اس پر یہی فیصلہ کیا ہے۔ ربانی صاحب بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ آٹھ بجے تک سارا بزنس ختم کر دیں گے۔ ہماری کوشش یہ ہو گی کہ repetition نہ ہو' یہ بھی کوشش ہو گی کہ specific رہیں۔

جناب چیئرمین، اور specific رہیں۔ To the point and specific.

سینیٹر کامل علی آغا، Specific بھی رہیں گے' شروع کریں گے تو ختم ہو گا۔

جناب چیئرمین، وہ تو رضا صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں۔

I think we will take up item No..3. Then please move item No. 3.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, I on behalf of myself and others beg to move that the porposed budget allocation for Defence Forces be reduced to Rs. 240 billion and the Defence Budget be placed

before the Parliament for debate and approval.

Mr. Chairman : Is it opposed?

Mr . Khalid Ahmed Khan Lund (Minister of State for Defence): Opposed.

Mr. Chairman: Opposed, O.k. You want to be the first, to the point and brief.

Senator Muhammad Ishaq Dar: We will be very brief. Sir, As I promised to the Leader of the House and I will explain why, sir, the motions moved in the Senate are actually in the nature of cut motions. Since we do not pass the budget and there is obviously no cut motions and even cut motions, cut motions are generally for one rupee and why cut motions are there, that you want to highlight some reasons, some problems and some possibility of improvement in that particular budget. He is absolutely right. I would go for even if it is one trillion required for Pakistan's defence, I will be the first man to vote for it but why this motion has been moved? I would be very honest and I will tell the back-ground. Sir, in 1999-2000. The budget which was there was the 143.3 billion rupees. I presented that budget, that include the pensions. Now the budget for the last year, if you remember sir, there was a lot of heated debate and it was agreed eventually that 223.5 but there is again already an over run of 241.4 billion which mean around 8 billion

with اور Now against 223.5 budgeted ۔ہے اس میں زیادہ خرچ ہوا ہے over run کا the over run the total amount 241.4 billion, there is now a request or

demand for 250.2 billion. Sir, as I said that if the requirements of the country are more we would go along, why nobody knows sir, it is one line of budget obviously . The detail is hardly available and sir the ہم نے اس چیز پر transparency internationally have gone so far. Already The reason why it has come as a separate فنانس کمیٹی میں بحث کی ہے ۔ minority motion although the views of almost all members may be barring one or two including treasury members, were there, that it is the high time that atleast, and I said, proposed amendment to our recommendation there, the revenue portion of the Defence budget should be brought in parliament and it should be debated. Now sir, what is the revenue portion nothing to be کے جو خرچے ہیں جو کہ type اس of the budget is sir, salaries, POL Pensions ہیں موجود نہیں pensions کہ ہے یہ تو ایک میں بجٹ اس kept classified. have now been shifted for the last 3-4 years tocivilians. So, if you add that figure then it will be much more. On top of that, I know there are certain expenditures which even are in neither of these two Heads and I think I owe to this country and it is my oath responsibility, I cannot divulge and go into details because it is the country's requirement and they may be somewhere else and they are somewhere else.

جناب ! اس میں مقصد یہ ہے کہ جب تک آپ پارلیمنٹ میں process of شروع نہیں کریں گے ۔ آپ اس میں revenue side سے شروع کردیں ۔ آپ discussion اپنا capital expenditure ابھی نہ لائیں تو

this is the high time that then there would be a detailed discussion and justification . Sir , I am sure without compromising quality or quantity of their requirements , we can still make massive savings . Sir , it is another

bureaucracy. There is no sacred cow in this country, whether there is civil bureaucracy or it is military bureaucracy, the audit and the accounts set up and the possibility of savings is always there.

it is a high time and one may blame that why we had the لہذا میرا خیال ہے Government then why we didn't do it? I have no reason not to share with the House that I met Admiral Bukhari who was a Naval Chief, I discussed with him. He agreed in August 1999 that, they will be very happy and unless there is some restriction or some opposition from the other forces تو ہمارے process میں یہ تھا اور میرا خیال ہے اس حکومت کو یہ credit ملے گا اگر یہ کام شروع کردیں that the revenue portion of the Defence Budget, they should start bringing in the Parliament and the Parliament start debating so that there will be more transparency. There will be more input, this is the background now of this proposal. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Should we refer it to vote, anymore speakers?. Raza, Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! the reason for the proposals to -

(a) reduce the Defence Budget; and

(b) bring it before Parliament for scruitiny are very obvious.

In the first, we seek to change the paradigm of the state which has now become a national security state and it is a national security state at the expense of the people of Pakistan, at the expense of well-being of the

masses of Pakistan and it is neither a welfare State, nor is it an Islamic State.

Mr. Chairman! if you look at the Budget of the Defence Armed Forces from their budgeted demands, last year they have an over run this year and this year in addition to that overrun, they are asking 250 billion and as already pointed out that there is another additional 35 billion under the Head of Pensions which is under the Civilian Budget. Along with this Mr. Chairman, now I am referring not to those amounts which Mr. Ishaq Dar did but there are other Heads of Civil Armed Forces, of the Rangers and all of these other alike forces that have been constituted and are present, and you would find that the total Budget wouldrun to something like 310 billion or there about approximately. Therefore, we feel that in the present given circumstances when people are dying for the simple fact that they cannot have pure water, are being forced to have contaminated water, itis essential that the Defence Budget be cut. No.1.

No.2. The traditional reason or the traditional theme that was being harped upon that there is a constant threat from India. Today, according to the Government that threat is withering away. Today, we are honey and hunky dory with the Indians and we are talking in terms of even better relationships. So, therefore, the rationale of keeping of such big Armed Froces is also coming into question. And finally, Mr. Chairman, apart from the budgeted amount you would also see that the increase in Pensions that has been given also goes to the benefit of the Armed Forces. I think it was very correctly reported in the press that the Advisor

for Finance, when he was asked that how many people do you think would benefit from this because most of the people should have reached the age of 90 and they would have died, he perhaps inadvertently, perhaps consciously said that this will go for those Army *Havaldars* and Junior Commissioned Officers who retire earlier.

Secondly, Mr. Chairman! the tax which has been levied on the transfer of property, there also they have been provided protection. Because as you will recallthat the transfers in Defence Housing Authorities, the transfers in Cantonments and the transfers in the Garrison areas do not show the amount which has been transferred, the agreement is not produced. It is a transfer from one name to another name and the budget for them provides that there would be a flat rate of Rs. 50/= per sq. ft. which again is a ridiculously low amount. Finally Mr. Chairman!why we seek the budget to come before Parliament is because we believe that there are no holy cows, every person, every institution which is functioning under the Constitution of Pakistan should be accountable and the accountability is best served when it is placed before the representatives of the people and before the representatives of the provinces in the Senate and therefore, we demand that the Defence Budget be placed before Parliament for discussion.

Mr. Chairman: Mr. Raza Muhammad Raza.

سینیٹر رضا محمد رضا، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب اسحاق ڈار صاحب اور رضا ربانی صاحب کی تمام باتوں کی تائید کرتے ہوئے میں اس پر زور دوں گا کہ یہ اکیسویں صدی ہے اور تمام

دنیا میں سب سے سپریم ادارہ پارلیمنٹ ہی ہوتا ہے اور تمام معاملات پارلیمنٹ ہی کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ جناب !ہماری فوج کا بجٹ لازمی پارلیمنٹ کے سامنے آنا چاہیے اور پارلیمنٹ کی منظوری سے ان کی رقم کی منظوری ہو۔ ہماری فوج کے اخراجات بہت بوجھ بن گئے ہیں' اس debate سے ثابت ہوا کہ عملی طور پر یہ اخراجات 315 ارب روپے ہیں جبکہ ہمارا revenue اتنا ہی ہے' جو ہم عوام کے ٹیکسوں سے اکٹھا کرتے ہیں اور وہ فوج اورقرضوں پر خرچ ہو جاتا ہے۔جناب والا! یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری فوج کے 80% تک اخراجات انتظامی اخراجات ہوتے ہیں' اس کو ایک طاقتور فوج بنانے کے لئے ان کے weapons پر تقریباً 20% خرچ ہوتا ہے اور یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری فوج ہمارے عوام کے کام نہیں آتی۔ جیسے China کی فوج سڑکیں بناتی ہے' dam بناتی ہے یا مملکت کے لئے کوئی اور رفاہی کام کرتی ہے۔ آپ نے زلزلے میں دیکھ لیا کہ ہمارے عوام پر قیامت کا سماں تھا لیکن چار دن تک ہماری فوج نے کچھ بھی نہیں کیا اور ایک سال ہونے کو ہے کہ فوج نے تمام اختیارات سنبھال لئے ہیں اور وہاں پر عوام کے لئے کچھ بھی نہیں ہو سکا۔ جب ہم ان کی پنشن کے بارے میں بات کرتے ہیں تو آپ سابقہ ریکارڈ سے اندازہ لگائیں اب تو یہ بڑھ جائے گا' 35 ارب ہم فوج کو دیتے ہیں جبکہ ہم civilian pensioner کے لئے صرف 7 ارب روپے دے رہے ہیں تو ایسے حالات میں جبکہ ہماری فوج خود بھی ایک مالیاتی ادارہ ہے۔ جناب! وہ کما رہا ہے' ان کی super shops ہیں' cinemas ہیں' ان کی بیکریاں اور کارخانے چل رہے ہیں' ان کے plots ہیں۔ جب وہ ایک مالیاتی اور کاروباری ادارہ بن گیا تو اس پر کوئی control ہونا چاہیے۔ یہ جو ہم اتنی بڑی huge رقم خرچ کر رہے ہیں اس کو کم کیا جائے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس کو 240 سے بھی کم کرنا چاہیے لیکن جب ہم سب نے recommendation دی ہے تو اس کو روک لینا چاہیے اور تمام اخراجات پارلیمنٹ کے control میں ہونے چاہییں اور آئندہ ہم ان کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ civilian اداروں پر بھی آ جائیں' کارپوریشن پر بھی آ جائیں۔ جناب! 13 سو سے زیادہ regular ہمارے civilian posts پر حاضر سروس فوجی حضرات فائز ہیں تو ایسے حالات میں ہماری فوج بڑا بوجھ بن گئی ہے' ان کا بجٹ لازمیطور پر کم ہونا چاہیے اور یہ پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہو تاکہ جو ہمارے ملک کی سالمیت و استحکام کے لئے حق بنتا ہے وہ ہو۔ اب تو انڈیا

پورے region کا policeman بن گیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم arms race سے بھی دستبردار ہو گئے ہیں، جب وہ مقابلے کی position میں بھی نہیں، جب بھی کشمیر اور سیاچن سے بھی دستبردار ہے تو --------

(مداخلت)

جناب چیئرمین، مختصر رکھیں اور بھی movers ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، میں یہی کہتا ہوں کہ ہم نے ایک درست سفارش کی ہے کہ فوج کے بجٹ میں کمی آجانی چاہیے اور یہ پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین ، ڈاکٹر صفدر علی عباسی I am going in the order of the names that I have with me, Baig Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب ایسے کرتے ہیں کہ میں بعد میں بول لوں گا۔ بیگ صاحب پہلے بول لیں پھر اعوان صاحب اور بعد میں میں بول لوں گا۔

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman! as my honourable colleagues have asked for reduction in the defence budget, as Senator Dar has pointed out. Sir I just like to point out a couple of things.

Sir, last year the defence spent an additional amount of 14 billion rupees and this year they have asked for 215 billion and 43 billion rupees for the pension fund which was supposed to be deducted from the defence budget, has gone on to the civilian side. That means there is an additional of 43 billion already in the defence budget.

Then Sir, the civil armed forces, as my colleague said, is 8.75 billion, Rangers is 4.6 billion, F.C. is 1.8 billion, Defence production Division is 1.44 billion. Sir

یہ total amount بنتا ہے 16.59 billion

Then the defence budget which they have asked for is 250. Then the pension funds which have been put into the civilian side and which is a surplus in the defence side and the total amount comes to 309.59 billion. Sir, this is 37% of the total revenue collected. Sir, Pakistan Armed Forces

کو دس trillion dollars چاہییں

and the country can afford it and there is a threat to the nation. Bismillah Sir, there is no problem because we are all Pakistanis and we feel that defence of any country should be as strong as ever but Sir

gave a deterrent to the بھٹو ذوالفقار علی شہید ۔ ہیں گئے ہو change آج کل حالات

nation

and that deterrent should cut the cost of conventional weapons but unfortunately sir,

relation with your neighbour India is آپ کے ہے یہ ہوا اب ۔ نہیں ہوا وہ

improving by the day. The relationship have gone on a people to people bases and there is absolutely no threat of any kind of conflict with India. We are talking on the core issue of Kashmir with them. They are responding, we are talking and we are trying to make an amicable solution

People are dying for clean drinking ہیں حالات ملکی جو وقت اس of that issue but

There is ۔ ہوا رکھا ہے .5% پر Health ' ہے ہوا رکھا 2% نے آپ پر water. Education

no *gun jaish* of any labour colonies for the poor. Sir, with all due respect to my friends in the forces, you go to their townships, the askari townships everything working. You go to the poor areas of Karachi, Golimar, Azizabad, Lyari, Mochi Gate in Lahore, Faisalabad, Frontier, Balochistan. there is nothing.

Sir, I would appeal to the friends of the Treasury side that please for God's sake

Sir, once stand up with the opposition and ہماری قوم بھوکی، ننگی اور پیاسی ہے please go for reduction in defence budget. غریبوں کی دعائیں ان کو ملیں گی۔ including all of us. Sir, the people سب کو دعا ملے گی They will be re-elected. of this nation are very poor. Sir, we need to reduce this. There is absolutely no justification for the big expenditure and I would like to appeal to my friends to please be more realistic and vote for a reduction in the defence expenditure. Thank you sir.

Mr. Chairman: Rukhsana Zuberi Sahiba.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Thank you very much sir. While we are recommending for reduction in defence budget, there are so many reasons which have been outlined by the honourable Senators before me. I would like to draw your attention to the expenditure on defence which has not been taken into account that expenditure, this expenditure is coming from Health Ministry, this expenditure is coming from Education, Higher Education Commission, Science and Technology, Defence Production and sir, one thing is allocation for budget the other is dilution of resources. For instance; Frontier Works Organization is theroad building organ office, and they are subletting all the jobs, charging us three times the unit price which normally we pay, the private sector is doing it but Frontier Works Organization comes in and they are getting three times bigger price, so is with NLC, Government of Pakistan

has gone for guarantees they are over charging, Fauji Foundation is purchasing privatization assets of the country and they are having reduced price. For instance; that was Saudi Fertilizer Company, their 4 billion was the investment. Then sir, Army Welfare Trust they are, if you go in their assets side they are having prime land of this country, into their hands that is asset of the people of Pakistan, that is being diluted and sir, while coming back to the appropriation of a part of it, it is being said that the 2005-2006 pertains to, if you go through the Public Sector Development Programme of the 2002-2003 only 26% of the allocated amount was spent and that is from July to December sir, if you go beyond the last quarter sir, and last year also it was subject to conflict. Sir if we have a disaggregated that information then exactly we know that how this is that 8 billion more and what other sectors are cut down sir, it is very important to have all the data and we will be moving an amendment to the constitution to that effect that expenditures also drafted to this. Thank you.

Mr. Chairman: Mr. Babar Awan.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Thank you honourable Mr. Chairman! friends of mine, they have already referred to one aspect of this proposal. Which is in the motion that is regarding reduction in the allocation and I will be talking of the second part of it which is regarding placing the proposal of allocation for defence forces into the parliament for debate. I go on the constitution primises only Mr.

Chairman and my proposals is three fold. Number one;if we look into the scheme of the constitution there are three things which are very pertinent. Number one; I am referring to the preamble and preamble I am referring to from proviso 5 of the preamble, of the constitution. Wherein the muslims shall be enabled to order to their lives in an individual and collective spheres, in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holly Quran and Sunnah. Number 1, Number 2; Mr. Chairman! I will be referring just in one sentence Artical 2 (a) of the Constitution where under the objective resolution is made substantive provision and part of the Constitution. I will take this august House to your goodself Mr. Chairman! to Article-8 of the Constitution which says any law or any custom or usage having the force of law, in so far as it is inconsistent with rights conferred by this chapter shall to that extent of such inconsistency be void. Now quickly I will be going to Atricle 25. Artricle 25 says all citizens are equal to before law and are entitled to the equal protection of law and the only exception which is given here is to the women and children not to any other segment of the society nothing in this Article shall prevent the state for making any special provision for the protection of women and children. Now on this I quote one example, as I have said that this is a Constitution which has been Islamic scheme as well I will cite one example from the life of one of the companions of the Holy Prophet (PBUH)

سیدنا حضرت عمر مسلح افواج کے سربراہ تھے وہ کھڑے ہوئے' ان کا احتساب ہوا اور ان سے پوچھا گیا کہ یہ کرتہ میرا نہیں بن سکا' آپ نے کیسے بنایا؟

So, the precedent is there. We just can not run away from there that under the Islamic Constitutional provision the precedent from the lives of *Sahaaba* is there that we can go to it. No. 1.

Now No. 2, is the scheme of the Constitution with reference to the exercise of authority of the State in the country. Mr. Chairman! I will be referring very quickly, I am cognizant of the time. First, I will be referring to Article 90 and then I will be referring to Article 91 of the Constitution. These two Articles lay down the trichotomy of power in the country.

اور اقتدار کی اس مثلث میں، پاکستان کے آئین کی مثلث میں بدقسمتی سے یا خوش قسمتی سے مسلح افواج نہیں آتیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کیا وہ ادارے جو اس آئین کی، اس اقتدار کی تکون اور مثلث میں آتے ہیں ان سب کے اخراجات بجٹ کی صورت میں، proposals لے کر، بجٹ کی منظوری کی صورت میں پارلیمنٹ میں پیش ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے؟ جواب ہاں میں ہے۔ میں یہاں ایک بات کہنا چاہوں گا۔

As gesture of passing reference and then I will go to my last point Mr. Chairman.

وہ یہ ہے کہ یہ ذمہ داری ان کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسلح افواج کا کوئی سیاسی کردار ہونا چاہیے۔ ان کا کوئی آئینی کردار ہونا چاہیے، ان کا حکومت میں کوئی role ہونا چاہیے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ انہوں نے ایک الٹی کوہان والے اونٹ پر ان کو چڑھا دیا ہے۔ جب کوئی اختیار میں ہوگا، اقتدار میں ہوگا، خرچ کرے گا، حکومت کرے گا، حکومت کرنے کے دعوے کرے گا۔ Good governance کی بات کرے گا۔ تو پھر جناب چیئرمین! احتساب کی بات بھی ہوگی۔ کسی نے کہا تھا کہ

کہا ہم اونٹ پر بیٹھیں کہا تم اونٹ پر بیٹھو
کہا کوہان کا ڈر ہے کہا کوہان تو ہوگا

اب جب حکومت کے اقتدار کے سنگھاسن پر بیٹھتے ہیں تو پھر ان کے احتساب کی بات لازماً ہوگی۔

آخری بات۔

Mr. Chairman, I will be referring to only one fact that is from the *Holy Quran* itself. (Arabic) When you govern, take everybody along and take everybody's suggestion.

بات بڑی سادہ اور بڑی مختصر یہ ہے کہ اس بجٹ کی proposals سے فرق کیا پڑے گا؟ Claim is that there is a transparency in the system of accountability in the Armed Forces. O.K. Let us agree with this. ہم اتفاق کر لیتے ہیں کہ افواج پاکستان میں احتساب کا بڑا شفاف نظام ہے۔ بحث کے بغیر ہم اتفاق کر لیتے ہیں۔ اس شفاف نظام کو قوم کے سامنے پیش کرنے میں کیا امر مانع ہو سکتا ہے؟ دوسری آخری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس ملک میں تین طرح کے لوگ ہیں۔ ایک سفید bureaucracy ' ایک سیاہ پوش اور ایک ہاتھی پوش۔ بدقسمتی کے ساتھ جو سیاہ پوش bureaucracy ہے which is known as judicature of this country. اس کا بھی اس طرح سے احتساب نہیں ہوتا جس طرح سفید پوش bureaucracy کا ہوتا ہے اور اس میں public servants بھی شامل ہیں اور اس میں public office holders بھی شامل ہیں۔

I believe Mr. Chairman! that this is within the parameter of the Constitution that the budget proposals regarding the Defence be placed for deliberation and discussion in the House. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Dr. Safdar Ali Abbasi.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین! شکریہ۔ آپ کے سامنے یہ جو proposal ہم نے رکھا ہے' House کے سامنے رکھا ہے۔ جناب! ہر چیز کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے اور میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ ایک زمانہ تھا جب پاکستان کی Armed Forces کی ایک respect تھی۔ ہم ان کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ان کے کسی بھی action کو question نہیں کیا جاتا تھا۔ خصوصاً over the years جیسے ہم نے اس میں کہا ہوا ہے' جو

ہماری پچھلی recommendation کمیٹی کے سامنے گئی اس میں ہم نے یہ کہا ہے کہ یہ defence budget آج بھی ہے اور پہلے بھی ہوا کرتا تھا لیکن معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پہلے questions نہیں ہوتے تھے لیکن آج اگر آپ اخبارات اٹھالیں، میڈیا میں چلے جائیں، عوام میں جائیں یا پھر یہاں پارلیمنٹ میں آئیں، ہر جگہ پر اب یہ debate شروع ہو چکی ہے۔ حکومت اگر اس کو avoid بھی کرنا چاہے تو اس کے باوجود بھی تھڑے پر، دکانوں میں اور کارخانوں میں ہمارے گاؤں میں جس کو" اوطاق" کہتے ہیں، وہاں پر ہر جگہ یہ debate ہے کہ کیوں؟ ایک section کو جناب! figures کے مطابق جو میرے پاس figures ہیں کہ حکومت کے جو total revenues ہیں، جو حکومت 2006-07 میں اکٹھا کرنے کا سوچ رہی ہے، وہ 840 ارب ہیں۔ میرے دوست جو یہاں پر جتنے بھی ہیں، انہوں نے figure wise آپ کو ثابت کیا ہے کہ یہ Defence Budget actually 250 نہیں ہے بلکہ 310 ارب پر چلا جاتا ہے۔ یہ ان کے علاوہ ہے جو آپ نے مختلف Ministries کے اندر جرنیل بٹھائے ہوئے ہیں، جو National Accountability Bureau بنایا ہوا ہے، جو مختلف retired اور حاضر service فوجی لوگ corporations کے اندر، Ministries کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں، ہر جگہ بٹھائے ہوئے ہیں، یہ اس کے علاوہ ہے۔ جب 840 ارب کے revenue میں تقریباً 300, ساڑھے تین سو ارب اگر ایک sector کو مل رہا ہو تو جناب! لوگ question کریں گے۔ یہ questions جو اٹھ رہے ہیں، regardless اس کے کہ ہم نے کیا proposal دی ہے کہ جس طرح ہم سمجھتے ہیں کہ 10 billion کا ایک قسم کا total cut ہے، regardless اس کے کہ ہم نے cut کتنا مانگا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز اس Parliament کے اندر debate ہونی چاہیے کہ کس sector کو کتنا ملنا چاہیے، اس لئے کہ ہمارے پاس resources نہیں ہیں۔ معذرت کے ساتھ، ہم جو resources بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں، اس دن جس طرح میں نے اپنی Budget speech میں کہا کہ ایک taxation process کے ذریعے ہم بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب! پاکستان کے عوام مزید tax نہیں دے سکتے، ان میں مزید tax دینے کی capacity نہیں رہی ہے، چاہے GST کی صورت میں لے لی جائے، چاہے آپ کسی اور صورت میں لینا چاہیں، ان کی capacity نہیں رہی۔ جناب! پہلی بات یہ ہے کہ اسی وجہ سے ہم cut بھی مانگ رہے ہیں۔

جناب! دوسرا point یہ ہے جو میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم نے اپنی پوری original recommendations کا ایک chart دیا تھا' اس میں ایک chart دیا تھا کہ budgetary estimate میں کتنے ہوتے ہیں اور revised estimate میں کتنے آتے ہیں۔ جناب! ہماری recommendations کو دیکھیں تو 2000, 2002-03 آج تک چار سال ہوئے ہیں' پہلے سال میں 15 billion کا over run ہوا ہے' دوسرے سال میں کوئی 20 billion کا over run ہوا ہے اور تیسرے سال میں کوئی 23 billion کا over run ہوا ہے اور چوتھے سال میں کوئی 18 billion کا over run ہوا ہے۔ جناب! یہ کیا Budget ہوتا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک disciplined force ہیں تو کہاں سے budget بناتے ہیں۔ جناب! میں یقین سے کہتا ہوں کہ 250 billion کے figure ہیں' وہ کم از کم 30 billion سے زیادہ جائے گا' یہ کیا طریقہ کار ہے جس کے مطابق budget کو revise کرتے چلے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جی جناب۔ آپ Parliament سے approval نہیں لینا چاہتے' ادھر آپ discussion کو avoid کرتے ہیں۔ جناب! میں سمجھتا ہوں کہ آج کے حالات میں public کے اندر public scrutiny process شروع ہو چکا ہے اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ public scrutiny کا جو procedure ہے' عوام کے اندر موجود ہے۔ جناب! ہم نے اسی وجہ سے cut مانگا ہے اور اسی وجہ سے ہم نے یہ request کی ہے کہ آپ kindly جتنا بھی Defence Budget ہے' جتنے بھی Defence Budget کے sectors ہیں' آپ ان کو بحث کے لئے Parliament میں لائیں۔ بڑی مہربانی' بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، کامران مرتضیٰ صاحب! آپ کا No.4 بھی اسی سے related ہے تو آپ اس کو کر دیں تو ہم اس کو اکٹھا لے لیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! club کر لیجیے' بات تو almost یہی ہے۔ جناب! اس ملک میں جو سب سے زیادہ آج تک expenditure کئے گئے ہیں' اس ملک کی جتنی تاریخ رہی ہے تو اس میں سب سے زیادہ Defence پر خرچ کیا ہے۔ مگر کبھی بھی خرچ سے پہلے یا خرچ

کرنے کے بعد اس کے results کیا ہیں؟ نتائج آپ کے سامنے ہیں' ہمارے بھی سامنے ہیں۔ ماسوائے اس ملک کے آدھے حصے کو کھو دینے کے ' کارگل کو چھوڑ دینے کے' کشمیر کو چھوڑنے والے ہیں' ہم نے اس کے علاوہ کوئی نتائج نہیں دیکھے ہیں۔ اس کے باوجود directly یا indirectly 310 billion پھر demand کئے جا رہے ہیں۔ ہم نے سیدھی سی' آسان سی گزارش کی ہے کہ اس ملک میں جہاں لوگ پینے کا صاف پانی نہ پینے کی وجہ سے مر رہے ہیں' روزگار نہ ہونے کی وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہیں' صحت کی سہولتیں میسر نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں' اس میں ہمیں کہیں نہ کہیں تو cut لگانا پڑے گا' کہیں نہ کہیں' کسی جگہ پر stop کرنا پڑے گا۔ جناب! ہمیں کوئی اور آمدنی کے ذرائع نظر نہیں آتے' ماسوائے اس کے کہ تعیش کے سامان کو بند کر دیا جائے یا Defence پر ایک cut لگا دیا جائے۔ آپ بھی جانتے ہیں' ہم بھی جانتے ہیں' اس وقت آپ کے آس پاس کے حالات اتنے سازگار ہیں کہ آپ کو defence کے لئے amount کی ضرورت نہیں ہے' اتنی amount کی ضرورت نہیں ہے کہ جتنی یہ demand کر رہے ہیں۔ تو اس amount کو جو ہم ادھر بڑھا رہے ہیں' کسی نہ کسی stage پر روکنا ہوگا۔ جناب! اگر ہم اس کو آج نہیں روکیں گے' freeze نہیں کریں گے تو کل لوگ اس سے بڑھ جائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ اگر ان کی کوئی output نہیں ہے تو پھر اس ادارے کو ختم کرنا چاہیے۔ بجائے اس ادارے کو ختم کرنے کے جس نے ماسوائے ہمیں فتح کرنا اور کوئی output نہیں دینی تو ہمیں اس کے بجٹ کو کہیں نہ کہیں stop کرنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ تھی کہ نہ صرف اس سال بلکہ اگلے چار سال تک مزید یعنی total پانچ سال تک اس بجٹ کو پچھلے سال کی حد پر جو ہم defence پر خرچ کر رہے تھے' اس جگہ پر freeze کر دیا جائے تا کہ اس amount کو ہم اپنی باقی دیگر مدوں میں خرچ کر سکیں۔ آپ کی مہربانی جناب۔

Mr. Chairman: Any comments Minister Sahib.

جناب خالد احمد خان لنڈ: جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اپنے دوستوں کو figures بتا دوں۔ 2005-06 کو جو بجٹ ہے وہ 240.701 billion اور 2006-07 کا جو ہے وہ 248.369 billion, اتنا زیادہ فرق نہیں ہے' یہ 7.668 بنتا ہے۔ جناب!

Defence کا بجٹ بنتا ہے یہ مختلف اداروں کی scrutiny ہونے کے بعد بنتا ہے اور اس پر بڑا دھیان دیا جاتا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہم Public Accounts Committee کے سامنے بھی جواب دہ ہیں' یہ ہم سے وہاں بھی بات کر سکتے ہیں مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہرمشکل وقت میں ہر آدمی' چاہے میرے بھائی ہوں' ہم ہوں یا ہماری عوام ہو' فوج کو ہی بلاتے ہیں چاہے وہ کسی بھی صورت میں آئے' زلزلہ ہو یا boarder پر کوئی tension ہو۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ میرے بھائی فوج کے خلاف اتنا نہیں بولیں گے .بہرحال ان کی مرضی۔ جناب! اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو یہ ہم سے Public Accounts Committee میں پوچھ سکتے ہیں۔ شکریہ۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, I think this is an important matter, I thought I must contribute in this debate. Sir, it has been said that our relationship with India has been improved and therefore, why we are spending so much on defence? I think nobody would be happier on this statement than the Indians in India and they would be perhaps in euphoria in the defence department that this is the kind of thinking which is developing in Pakistan. Sir, the threat perception to a country is determined not by intensions of country but by their capability and in the last three years Indian defence budget has gone up over 30 to 40% and therefore, we have to be on gaurd. We have to take steps so that our security is also been ensured by having adequate defence deterrence and we cannot only say because we have a nuclear, yes, that is the ultimate deterrent but nuclear weapons cannot be used every day and for every purpose. We have to also develop our conventional weapons to an extent where no enemy of Pakistan dare look at Pakistan in a way which is

detrimental to our security and therefore, sir, this argument that we have good relations, yes, want good relations with all countries. Specially, our neighbours but we will always be on guard against the capability to hurt Pakistan and we should have adequate weapons and defence personnel to be able to meet any threat from that quarter.

Secondly sir, we are all democrats and we would love to discuss in detail the budget of the Defence Forces but do we want our enemies to know how much are we going to spend on Tanks? How much are we going to spend on Missiles? How many Thunders, F-16 we are going to get from the Chinese? What we are going, where our money is going, where our money is going into what department it is going? No sir, I am sure our enemies would be very happy to know in what department, where we are spending, so that they can prepare themselves accordingly but as far as the discussions are concerned, many other means can be found. Which enemy of Pakistan sir, does not have this kind of budget? Do they disclose to us that we are going to have Aircraft Carriers and we are going to spend that much on it. Do they disclose to us how much they are spending on their Airforce? Do they tell us how much they are going to spend on their tanks. Do they tell us what weapons they are making? We still do not know how many nuclear weapons India has? We have some estimate, that they have over 100 nuclear weapons or material to make them. That we have no details and we will not, we should not provide details to our enemies. Therefore, sir I strongly oppose this. We should take care of the fact that defence capability of our enemy is far

greaterthan it was, let us say five years ago. Every year they have added 30% atleast to their defence budget. We have to match, not because we want to attack anybody but for our own defence, we should determine our defence on the basis of capability of the enemy not the intention, intention can take overnight. Today we have good relations, tomorrow we will not have good relation but threat perceptions are never analysed on the basis of intention of a country, they are always analysed on the basis of their capability. We should take their capability into view in determining what we have to do for our defence.

(Thumping)

Mr. Chairman: We will now. Yes.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, the details of the grant have been given at 277 to 289, and I have compared these pages with pages of the previous budgets and practically on the same lines this budget is there. I have with me the details of the budget for the year 1998-99 as well and there is not much difference in the entries given in that grant and the entries given in that grant. Sir, in this grant the employees pay is there, pay of Officers is there, payof other staff is there, allowances are there, regular allowances are there, operating expenses are there, grant subsidy in write off loans is there, transfers are there, physical assets are there, civil works are there, repairs and maintenance are there, these details have been given in this grant. So far the other details are concerned sir, as my leader has said that those details should not be

divulged and should notbe made public in the interest and for the defence of the country.

Mr. Chairman: Thank you, there is time for both the Item No.3 and 4 to put to the House. I think

بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔جی۔

سینیٹر ڈاکٹرصفدر علی عباسی : Sir, factually incorrect statement بھنڈر صاحب کی طرف سے دی گئی ہے I want to answer for that sir. it is factually incorrect statement

Mr. Chairman: These are readings from the budget.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: نہیں جناب! میں آپ کو بتاتا ہوں It is related to the budget, بات ہے defence forces پر آئیں جناب! - defence forces budget میں it is a one line budget اس میں کچھ نہیں دیا گیا - میں ابھی آپ کو وہ page بتاتا ہوں - اگر کوئی اور بات کرنا چاہتا ہے تو I will just point out the page... جناب چیئرمین: briefly بتا دیں کہ آپ کو اختلاف کس چیز سے ہے than we can go on.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی : Sir, just a minute, Defence production میں page 338 کی بات کر رہا ہوں I would like to refer you to page 338 of this book جو بھنڈر صاحب نے ہمیں یہاں دکھایا ہے - میں اس page پر لے کے جاؤں گا یہاں defence services, defence service لکھا ہوا ہے 248 billion کا بجٹ ہم سے مانگا گیا ہے جس میں صرف دو classifications ہیں - ایک یہ Military Defence 248 billion, operating expenses 248 billion بلکہ وہ classification بھی نہیں ہے - جناب! کیا Sir, this is not 1998-99. We آج کے زمانے میں انہوں نے refer کیا 1998-99 کو have to move forward ہم 1998-99 سے نکل کر آج 2006-7 میں آچکے ہیں -

جناب چیئرمین، آپ اپنا point بتا دیں ' speech تو آپ کی ہوچکی ہے ۔ انہوں نے point raise کیا تھا آپ نے اس کا بتا دیا وہ defence division کا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ defence services کی بات انہوں نے دو باتیں کی ہیں ۔ ایک انہوں نے کوئی detail دی ہوئی ہے this is a one line budget page 338 پر defence service 248 ارب روپے ۔ ہم سے 248 ارب روپے مانگے جا رہے ہیں اور refer کیا جا رہا ہے 1998-99 کو ۔ جناب! اس ملک میں تین مارشل لاء لگ چکے ہیں ۔ فوج کی credibility ختم ہوچکی ہے ۔

جناب چیئرمین، عباسی صاحب تشریف رکھیں ۔ I will put it to the House.

جاوید اشرف قاضی صاحب۔ very briefly

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf (Federal Minister for Education): I would just like to give the justification for the defence budget why it is necessary? First very eloquently, the Leader of the House has explained that difference between intentions and capabilities. I just like to add to that so far in our confidence building measures with India except for change of delegations and so on there has been no substantial progress on any real issue and until there is progress on settling the disputes, which matter, disputes, on the land disputes on boundaries disputes, on sea and so on, you cannot lower your guard otherwise we can be taken for a surprise and we would be in a very serious situation. India is raising their budget every year by an amount which equals our total defence budget. Every year they are raising it by that much budget amount. Obviouly we cannot raise by that, we can't match it nor do we have the intention but we must have minimum required

deterrence, in that we were under sanctions and therefore, our Air Force Navy have deteriorated very badly. Our Air Force does not have any first line Aircrafts and so is Navy in a bad shape. I think now that there is a bit of leverage that we have in that because of our being partner in the war on terrorism, the doors of being able to purchase military equipment have been open to us. I think this is a window of opportunity which we need to utilize and we need to buy that equipment so that our Air Force and Navy are at least capable of defending the country when it comes to crisis, otherwise I am afraid if we don't utilize this you never know the attitude's change the intention's change and therefore, our capibility would remain where they are and we would feel very sorry. Subsequently if we did not act today and give the necessary funds to our forces to equip themselves, Sir it was stated that the forces were useless and they reached late for earthquake and all I think the points need no elaboration because I think the GOC was there at 9'O clock of the same day and took charge because no civil Government was left, everything was destroyed and burried. Those troops which were themselves in a very serious state with their colleagues burried in their tranches were rescuing others and the CMH in Muzaffarabad, doctors with their family burried. Yet they were attending to the wounded who were coming in, and the Brigade Commander over there I think lost his son was actually looking after the disaster relief operation not even attending his son's burrial at that time. So I think, one must state the facts and one must acknowledge the contribution of the Armed Forces in earthquake. Earthquake relief would not have been done

in the manner in which it was done if the Armed Forces were not involved because Armed Forces are an organised body which can undertake this task and We did it, which it is supposed to do, therefore, it is nothing that somebody has to be grateful for, but let us not also be ungrateful, let us atleast give them the due that is there. Sir it was said that there are many army people now in the civil job. Sir I like to point out that at the time of partition more than 40% civil jobs were given to the Armed Forces. Officer, putting in as the Political Agents, Deputy Commissioners, and so on and so forth, it was considered a sort of nursery for training of the Civil Bureaucracy. However, it was cut down and a quota of 10% was subsequently fixed which was also maintained by Mr. Bhutto and he said that it will be 10% and that quota till today has remained and even if you ask the Establishment Division you will know that the Armed Forces officers in the civil today are less than their quota. It is not more than 10%, it is less than 10% and these are facts you can verify. After that I would like to just fetch on one other point that is regarding these organisations like FWO, NLC and so on. There are all self sustaining. They are not getting any budget from the Government nor are they being paid from the Defence Budget. They earn their own pays through these contracts and so on, so does Fauji Foundation and therefore, I don't think that their budgets need to be counted in the Defence Budget Sir, keeping in mind the continuous threats from India, the requirements of purchases of equipment for our Air Forces and Navy and this window of opportunity is available, I feel very strongly that defence budget, not only that it should

not be reduced but may be we should consider increasing it. Thank you.

Mr. Chairman: I think we will put Item No.3 and 4 to the House now.I think we will go on.

نہیں وہ تو Leader of the House نے کہا تھا، تو کی ہے

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I have tremendous respect for the honourable Minister for Education but just on two accounts, I will just take five seconds on each. He said that we should not be ungrateful towards the armed forces in particular, in their role in the earthquake. I would justlike to remind him sir, that a nation is grateful when they are not paying. The Armed Forces have asked for a 100 billion in addition to their budget for the work they had undertaken in the earthquake. So that much for being grateful or ungrateful. On thequestion of quota, Mr. Chairman! of the 10%, I really do not know, how the honourable Minister can say, that the Armed Forces personnel are still under the 10% quota. The biggest militarization of civil institutions has taken place and at the moment there are over 1200 Heads or Deputy Heads of autonomous and semi-autonomous bodies and Federal Secretaries that are either serving or retired military personnel.

Mr. Chairman: Mr. Memon! you wanted to say something. He is member of the Finance Committee also. Otherwise, we have many more speakers to hear them. I think we will put it to vote. Item No.3 and 4 are being to put for vote now.Item No.3 and 4, those in favour say "yes", those against say "No". I think the "Noes" have it, and the

recommendation is, I think its very clear. Let's go for the next item.

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان ظہر کی آواز گونجی)

Mr. Chairman: We will take up Item No. 5, Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhel. Would you like to put the recommendations.

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I on my behalf and on behalf of Dr. Safdar Ali Abbasi, Mrs. Rukhsana Zuberi, Mr. Muhammad Ishaq Dar and Ms. Saadia Abbasi moved that the general sales tax be reduced across the board from 15% to 12.5%.

Mr. Chairman: Is the recommendation opposed?

Mr. Omar Ayub Khan: Opposed sir.

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، جناب والا! اس وقت جو بجٹ زیر بحث ہے اس میں ایسی ہی جو مجموعی ملکی صورت حال ہے اور اس میں price hike کا ایک اہم مسئلہ ہے۔اس پر بات ہوتی ہے کہ price hike کو کیسے کم کیا جائے، لوگوں پر جو بوجھ ہے اس کو کیسے کم کیا جائے، اس کے لیے کیسے مختلف measures کیے جائیں۔

جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ موجودہ بجٹ میں 125 ارب روپے کے نئے taxes مسلط ہوئے ہیں یعنی یہ جو مشکلات ہیں ان کے متعلق بجٹ میں show کیا ہے بلکہ اظہار یہ کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا بجٹ ہے کہ لوگوں کے لیے خوشیاں ہی خوشیاں لائیں گے اور لوگوں کی جو مشکلات ہیں وہ سب ختم ہو چکی ہیں۔ جناب والا!

(Interruption)

Mr. Chairman: Let us please hear the honourable Member. A colleague is speaking, he must be attended.

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، جناب والا یہ ان کا مسئلہ نہیں ہے۔

Mr. Chairman: I request all our colleagues to please participate

actively with the present important speeches and hear all our colleagues so that the presence in the House is full.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت تمام جو نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں وہ 125 ارب روپے سے زیادہ ہیں اور پھر ان میں direct taxes جو ہیں ان پر ٹیکس ہیں جو اس پوزیشن میں ہیں کہ وہ ٹیکس ادا کریں یعنی وہ آسودہ حال ہیں اس حد تک ' وہ 37 billion ہیں لیکن اس کے مقابلے میں جو عام لوگوں پر taxes ہیں وہ indirect taxes ہیں وہ 88 billion روپے ہیں یعنی 88 billion روپے کا بوجھ عام لوگوں پر ڈالا گیا ہے اور یہاں وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو tax net میں لائیں گے۔ Tax net میں لوگ نہیں ہیں - Tax net میں کیسے لوگ نہیں ہیں - جب آپ تمام بجٹ دیکھیں تو اس میں indirect taxes زیادہ ہیں اور عمومی طور پر عوام پر ہیں - ایسے حالات میں مہنگائی کا خاتمہ ' غربت کا خاتمہ ایک ناممکن عمل ہے - آپ جو بھی measures استعمال کریں یوٹیلٹی سٹور کا' کوئی کریں بلکہ آج کل تو ہمارے وزیر اعظم صاحب نرخوں کے حوالے سے باقاعدہ بازار میں پھرتے ہیں۔ کیا ان کے یہ جو دورے ہیں وہ اس مسئلے کو حل کریں گے؟ مسئلہ یہ ہے کہ 88 billion Rupees کے indirect taxes ہیں۔ اس indirect tax میں پھر sales tax بھی ہے - پھر اس میں custom duty 21 billion and sales tax 55 billion rupees یعنی یہ پھر مسلط ہوا۔ ایسے حالات میں نہ مہنگائی کنٹرول ہو سکتی ہے ' نہ عوام کا استحصال ختم ہو سکتا ہے تو اس میں ہم propose کرتے ہیں بلکہ اس مسئلے پر میں نے تو اپنے طور بار بار یہ تجویز دی تھی کہ sales tax اور جو indirect taxes ہیں۔ جب تک آپ ان کو کم نہیں کریں گے لوگ مہنگائی ' بے روزگاری' اور غربت کی مشکلات سے نہیں نکل سکتے اور اس میں میری اپنی پوزیشن یہ تھی کہ ہم کہتے ہیں کہ 15% sales tax سے پانچ فیصد پر لے آئیں۔ یہ جو petroleum کے rates بڑھا دیتے ہیں اور پھر زراعت کے لیے ' اسی طرح بجلی ہے ' گیس ہے اور دوسری چیزیں ہیں ان کی inputs پر sales tax کی وجہ سے زیادہ عام انسان پر بوجھ پڑتا ہے لیکن گورنمنٹ والے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے resources ایسے ہیں کہ ہمیں ایسا کرنا ہو گا' ہمیں tax لگانے ہوں گے۔ ہماری تجویز تو یہ

ہے کہ direct taxes کو increase کریں اور لوگوں کو tax net میں لائیں اور جتنی رقم ان کے پاس آئی ہے اس کے loop-hole کو control کریں۔

ہم نے یہ تجویز دی ہے کہ اس کو 15 سے 12.5% پر لایا جائے۔ جناب والا! ہماری گزارش ہے کہ sales tax کو reduce کیا جائے اور جناب! یہ مہنگائی کو control کرنے کے لیے financial measure ہے' یہ ایک ٹھوس economic measure ہے اس کے علاوہ کوئی اور measures کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مہربانی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! آپ Sr. No. 5 کو page 20 of the report سے ملا کر دیکھیے' ایک جیسی جتنی تجاویز تھیں ان کو club کرنا چاہیے تھا اور اس کے بعد ایک جیسی findings آنی چاہیے تھیں' کسی کو انہوں drop کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے بڑی محنت سے کام کیا ہے' چار دن بیٹھے رہے اور یہ کیا' وہ کیا۔ جناب! page 20 دیکھیں' یہ جناب! میری first suggestion تھی 25% reduction in GST اس کے نیچے ان کی finding دیکھیں' انہوں نے pick and choose کیا ہے۔ جناب! pick and choose نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں کمیٹی میں vote ہوئے ہوں گے۔ جس کے اوپر broad band ہو گیا شاید وہ بھی cover ہو جاتے ہیں' اس لیے کیا ہو گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، پھر جناب! تین اور چار پر کیوں کیا ہے؟ یہ جناب ایک جگہ پر نہیں کئی جگہوں پر ہوا ہے۔ یہ Report of the Standing Committee of the Finance and Revenue اس کے page 20 پر پہلا item ہے 25% reduction in GST اور آگے انہوں نے drop کیا ہے۔ اب جناب! اس میں بھی یہی بات ہے اور اس میں بھی یہی بات ہے' اس کو drop کر دیا ہے' اس کو لے لیا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ ہے ناں کہ جو متن convey کر رہا ہے اسی حساب سے انہوں نے لے لیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، دونوں میں فرق کیا تھا؟

جناب چیئرمین، کمیٹی میں اس کو ضرور discuss کیا ہو گا اور voting کر کے اسی حساب سے consensus پر the majority پر کیا ہو گا۔ لیکن اب تو House میں we are discussing the final recommendations.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، میرا point یہ ہے کہ جب ایک جیسی تجاویز تھیں تو ان کو club کر کے پھر consider کر لیتے۔

جناب چیئرمین، چلو آئندہ سے with the better coordination کریں گے۔

جناب عمر ایوب خان، جناب اس کے ساتھ Number 17 بھی کر لیں۔

Mr. Chairman: Right. I think in it No. 17, is in the name of Sardar Mehtab Ahmed, Bangalzai Sahib and others.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، پروفیسر صاحب اب ہیں نہیں شاید وہ نماز پڑھنے کے لیے گئے ہوئے ہیں۔ جناب! وہ پہلے کرا دیں گے۔

جناب چیئرمین، عمر ایوب صاحب۔ خورشید صاحب یہاں نہیں ہیں' by the time you go for voting اگر وہ آجاتے ہیں then we will club it, if not then we will have to keep it separate because he is not here.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! پہلے کرا لیں گے' اگر وزیر صاحب جانا چاہیں تو we can change پروفیسر آجائیں we can do it before, we change the order. the order.

جناب! میں وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ عمر صاحب خود بیٹھے ہیں' میں ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا۔ جناب! میں توجہ چاہوں گا وزیر صاحب کی اگر وہ تھوڑا سا متوجہ ہوں۔ جناب! میں سمجھ رہا ہوں کہ میں کوئی important point کہہ رہا ہوں' اگر وزیر صاحب تھوڑی توجہ دیں میری طرف۔

Mr. Chairman: Please let us hear our honourable colleague.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، باقی بیشک نہ سنیں لیکن میں عمر صاحب کی توجہ چاہتا

ہوں۔

جناب چیئرمین، عمر صاحب سن رہے ہیں' وہ آپ ہی کو دیکھ رہے ہیں ٹکٹکی باندھ کر۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں ان کی توجہ Federal Budget in brief کے page 11 کی طرف دلانا چاہتا ہوں جہاں tax revenues کا ذکر ہے۔ جناب! مجھے actually problem نظر آ رہا ہے کہ over the years tax revenue تو ہمارا بڑھ رہا ہے لیکن جناب! اس میں direct اور indirect taxation کا جو فرق ہے یا ان میں جو disparity ہے وہ indirect taxes کی مد میں زیادہ بڑھتی جا رہی ہے جبکہ direct taxes ہم collect نہیں کر پا رہے۔ میرا perceived growth پر بھی difference of opinion ہے Finance Ministry کے جو بابو وہاں بیٹھے ہیں ان سے لیکن اس کے باوجود بنیادی بات جس کی طرف میں وزیر صاحب کی توجہ دلانا چاہ رہا تھا کہ یہ جو disparity ہے between direct and indirect taxes یہ دن بہ دن بڑھتی چلی جا رہی ہے اور actually tax وہ ہیں جو ہم income سے نکالتے ہیں' جس کا ہمیں پتا ہو کہ جی یہ سیکٹر یا یہ فرم ایک لاکھ روپے کما رہی ہے اور ہم اس سے 30% یا 35% کی شرح سے ہم نے اس سے 30 یا 35 ہزار نکال لیا ہے۔ یہ جناب! اگر پورا page دیکھیں تو اس میں indirect tax کی مد میں انہوں نے پچھلے سال 715 billion recover کیے ہیں جس میں سے indirect taxes کی مد میں 480 ارب روپے ہیں اور اس سال جو ان کا budgetted target ہے اس میں 840 ارب روپے کا ان کا target ہے جس میں سے 569 billion indirect taxes کی مد میں لیے جا رہے ہیں اور GST اس کا biggest component ہے۔ جناب! میں تو یہ بات بھی نہیں مانتا کہ GST ایک progressive tax ہے' consumption پر لگایا جاتا ہے اور naturally وہ لوگ pay کرتے ہیں جو کوئی چیز خریدتے ہیں لیکن جناب! میں نے جیسے یہاں پر پہلے بھی point اٹھایا کہ اگر آپ GST کو استعمال کریں گے purely revenue اکٹھا کرنے کی مد میں تو میں سمجھتا ہوں جناب! کہ یہ انتہائی غلط procedure ہے یا غلط سمت میں ہم جا رہے ہیں اور اس GST کا جو inflationary impact

ہے' عوام پر وہ بہت زیادہ ہے اس وقت ہر چیز پر ہم 15% کے حساب سے GST لیتے ہیں تو inflationary impact ہے وہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ہمارا taxation کا structure اس طرح بن گیا ہے کہ وہ بذات خود ایک inflationary نوعیت کا ہو گیا ہے۔

جناب! میری ان سے یہ درخواست ہو گی کہ کوشش کریں کہ اس میں کوئی تبدیلی آئے income tax کے حوالے سے کیونکہ جناب! income tax کی مد میں بھی indirect taxes بہت آگئے ہیں۔ مثلاً withholding tax ہے' export پر آپ 1% یا 1.25% withholding tax لے رہے ہیں۔ ہر transaction پر آپ کا 5% یا 6% الگ withholding tax ہے۔ لہذا income tax بھی بنیادی طور پر جو generate ہو رہا ہے وہ withholding tax کی مد میں بہت زیادہ generate ہونا شروع ہو گیا ہے۔ میری یہ درخواست ہے جناب! کہ بہت زیادہ تفریق پیدا ہو رہی ہے اور آپ کا جتنا بھی taxation structure ہے یہ بذات خود inflationary ہے۔

اس مرتبہ آپ 715 ارب کو 840 ارب پر لے کر جا رہے ہیں تو خدا کا واسطہ ہے اس ملک کے عوام یہ tax pay نہیں کر پائیں گے۔ میں بار بار اس کو repeat کر رہا ہوں' this is becoming exercise of cohersion. آپ مہربانی کر کے ہماری جو یہ تجویز ہے GST کی مد میں موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے inflationary نوعیت جو اس GST کی ہے' ٹھیک ہے آپ کے revenues میں کم آئے گی' اس کو کہیں اور سے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ میں یقین سے یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ اس 15% کو 12.5% کریں گے تو عوام کو relief بھی ملے گا' اشیاء کی جو قیمتیں ہیں وہ کم بھی ہوں گی اور اس سے عوام کی جو general صورتحال ہے یہ جو inflationary نوعیت بہت زیادہ پیدا ہوگئی ہے اس میں کمی کا موقع ملے گا۔ یہ میری گزارشات ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Rukhsana Zuberi sahiba.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, as a mover of this Motion, my submission is that the whole system of taxation, specially GST is a very very cruel system. Sir, why I call it cruel because at one

place we are asking consumers to pay 15% GST, on the other we are giving both to instant billionaires over a year on GST refund which has been extended, the claims have been extended on the 30th December, 2006. Now, again there is another refund going on and that is 6% on RND. This is same as GST refund which is again going to have billions of rupees sent to private accounts in terms of refund.

Sir, on the floor of this House I had raised and there were so many cases, there are 500 sales tax registrations done by one person and you know there is a tedious process. So, billions siphoned away and not in the Government exchequerand now, sir, same thing is going to happen in 6% RND. My submission would be to have a thorough probe into the GST mechanism.

Sir, also I would like to bring to your notice an instance there about 0.96 billion per year was taken away, one refinery which was supposed to pay 0.96 billion as a particular tax was not collected and over the 5 years it has not been collected. So, this needs a thorough probe and that is why I am putting this Motion. Thank you.

جناب چیئرمین: جی سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Thank you. Mr. Chairman! I will not reproduce what my esteemed colleagues have said but I would just like to request even the Treasury Benches that they should not reject this Motion outrightly and they should really consider it because it impacts the common people of Pakistan. The suggestion here is that the General

Sales Tax should be reduced from 15% to 12.5%. I think it should be redueced to 5%. Even sir 12.5% is very high and in fact, this will help reduce prices instantly and the relief can go to the ordinary consumers. There are many many ways of raising revenues and luxury goods and consumption can be taxed. The things that are in common use of the people and every day use of the people the General Sales Tax must be reduced and I would ask the Treasury Benches also to seriously consider this because it is in the public interest. Thank You.

Mr. Chairman : Mr. Ishaq Dar, would you like to comment on this?

پروفیسر خورشید صاحب آپ کا بھی ایٹم نمبر 17 GST related ہے اس کے ساتھ ہی club کر لیتے ہیں۔ وزیر ایک ہی دفعہ جواب دے دیں۔ would that be OK with you?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، میرا problem یہ ہے کہ لیاقت بلوچ صاحب بھی اس میں co-sponsor ہیں اور وہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہے۔ It will be unfair to him کہ میں اس کے ساتھ club کرنے پر اتفاق کر لوں اور بحث نہ ہو سکے۔ اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو اس کو شام کے لئے رکھیں۔ ویسے ہم اس کو club کر سکتے ہیں بشرطیکہ شام کو discussion کریں۔ اگر ابھی discussion کرنا چاہتے ہیں تو۔

جناب چیئرمین، نہیں پھر تو وہ ختم ہو جائے گی۔ پھر اس کو رہنے دیتے ہیں' اس کو بعد میں لے لیتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، کیا آپ discussion میں اس پر بولنے کی اجازت دے رہے ہیں یا صرف mover ہی بول رہے ہیں۔ طے کیا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین، نہیں صرف movers اگر آپ چاہیں تو ابھی بول لیں شام کو بلوچ صاحب بول لیں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، نہیں وہ issue الگ ہے' یہ issue الگ ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں Sales Tax specific item ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، وہ specific items پر ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اس پر GST پر ویسے تو ہم اجازت نہیں دے رہے لیکن آپ کر لیں۔ نہیں آپ کا تجربہ بہت زیادہ ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! یہ بڑا ہی بنیادی مسئلہ ہے۔ بلاشبہ میں کچھ باتیں specific ان تین items کے بارے میں کہنا چاہتا تھا اور وہ میں شام کو کہوں گا اس وقت میں عمومی بات کر رہا ہوں۔ دیکھیں پہلی چیز تو یہ ہے کہ direct and indrect taxes میں ہمارے ملک میں شدید عدم توازن ہے۔ صرف 30% اس وقت direct taxes ہیں اور ان کو بھی خاصا indirect بنا دیا گیا ہے۔ لیکن 70% آمدنی direct taxes سے آرہی ہے۔ یہ نظری اعتبار سے بھی' عملی اعتبار سے بھی بڑی قابل اعتراض چیز ہے اور progressive taxation egalitarian taxation کی جو بنیاد ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے ہاں direct taxes زیادہ ہوں indirect taxes کم ہوں۔ جو نئے ٹیکس ہیں اس میں اس وقت سیلز ٹیکس ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہو گیا ہے۔ یہاں پر میں آپ کو یاد دلاؤں کہ originally sales tax ایک صوبائی مسئلہ تھا۔ شروع کے بجٹ میں یا صوبوں میں ہوتا تھا۔ اس کے بعد federation نے اسے take over کیا۔ ٹھیک ہے کہ Consilidated Fund سے ایک حصہ صوبوں کو جاتا ہے لیکن آپ نے صوبوں کو بنیادی fiscal authority سے محروم کر دیا ہے۔ میری نگاہ میں اس کے نتیجے کے طور پر جو فیڈریشن کا financial development ہونا چاہیے تھا اس لئے کہ federation نے ہی کیا۔ اگر صوبوں کے پاس ٹیکس لگانے کا اختیار دیا اور جو traditional صوبوں کے پاس taxes رہے ہیں اگر مرکز take over کر لیتا ہے تو اس کے نتیجے کے طور پر وہ ہمیشہ federation کے اوپر dependent رہیں گے۔ اس لئے صحیح devolution of power جو ہے وہ اسی وقت ہوگا جبکہ financial devolution بھی ہو' اور

وہ fiscal devolution کبھی پیدا نہیں ہو سکتا لیکن sales tax کو مرکز نے اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد صوبوں کو محروم کر دیا ہے اور اس کے بعد پھر وہ ایسا لگتا تھا کہ بھیک مانگ رہے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ حق ہے۔ اگر آپ سارے fiscal اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیں گے تو صوبے کس سے اپنا گزارہ چلائیں گے۔ اس پر فوری review کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری بات غور کرنے کی یہ ہے کہ میرے علم کی حد تک دنیا بھر میں جہاں جہاں sales tax کا تجربہ ہوا ہے وہاں اس کے دو مقاصد رہے ہیں ۔ ایک مقصد بلاشبہ revenue earning ہے میں اس سے انکار نہیں کرتا ۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ محض revenue earning tax نہیں بلکہ یہ ایک social regulatory tax ہے ۔ مقصد اس کا یہ ہے کہ سیلز ٹیکس ایک ایسا ٹیکس ہے کہ جسے اگر judiciously استعمال کیا جائے تو ملک میں جو چیزوں کی قیمت ہے جو need oriented ہیں ان کو سستا بنایا جا سکتا ہے اس میں عوام کو سہولت دی جا سکتی ہے اور جو luxuries ہیں یا وہ تمام چیزیں جن کو ہم discourage کرنا چاہتے ہیں ان کے استعمال کو sales tax کے ذریعے سے مہنگا کرکے discourage کیا جا سکتا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں market mechanism کو regulate کرنے کے لئے یہ بڑا اہم instrument ہے۔ لیکن آپ نے across the board ضرورت اور تعیشات ' سب پر ایک ہی rate سے tax لگا کرکے اس کے پورے کردار کو ختم کردیا ہے ۔ اس کو review کرنے کی ضرورت ہے اور میرے علم کی حد تک دنیا کے بیشتر ممالک میں multi rate sales taxes ہیں اور وہ اسی لئے ہیں کہ اس tax کو صرف revenue earning نہیں بلکہ ایک socio economic objective کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ across the board کہ یہ ایک ہی ریٹ پر نہ ہو بلکہ مختلف rates ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس میں انتظامی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن انتظامی مشکلات کی بنا پر اتنا اہم social objective جس کا تعلق معاشرے میں انصاف سے ہے ' لوگوں کی ضروریات سے ہے۔ بلاشبہ sales tax سے چند ضرورت کی چیزوں کو exemption دیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے لیکن وہ ناکافی ہیں۔ ہزار ہا commodities جن پر یہ لیا جا رہا ہے۔ ان کو مختلف categories میں کرنا ضروری ہے۔ اور اس کی مناسبت سے پھر یہ ٹیکس لگایا جا سکتا ہے' لگایا جانا چاہیے لیکن اس کے لئے ایک rate نہیں ہو گا۔

چوتھی بات جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 15% across the board جو ہے it is highly exploitative and highly injustified میں نے اس بجٹ کا مطالعہ کیا ہے اور میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ South Asia کے region میں average sales tax جو ہے وہ 11% ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک خاصی تعداد کے ممالک کے اندر ہمارا ملک بھی نیچے ہے۔ ہم نے دراصل آنکھیں بند کرکے اس ٹیکس کے ذریعے سے امیرغریب سب کو ایک لاٹھی سے ہانکا ' جس کا upshort یہ ہے کہ غریبوں کو زائد دینا پڑتا ہے۔ جو studies اب تک ہوئیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک روپیہ جس پر آپ نے پندرہ پیسے ٹیکس لگا دیا ہے اس کا جو impact incident ہے وہ غریب طبقوں کے لئے 50% ہے اور اس کے برعکس امراء کے لئے یہی ایک روپیہ جو ہے اس کا incident hardly 5-10% ہے۔ آپ سوچیے کہ آپ اس کو بڑھا رہے ہیں آپ ملک کے اندر ظلم اور استحصال کو فروغ دے رہے ہیں اس کے ذریعے سے تو یہ ٹیکس بہت revenue earning کے لئے نہیں ہے بلکہ اس سے سماجی ' معاشی اور انصاف کے اعتبار سے objective issue ہے۔ اس بنا پر thoroughly review کرنے کی ضرورت ہے اور میں جہاں تائید کرتا ہوں اس بات کی کہ 12.5% کردیں لیکن میری اصل تجویز یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے across the board ایک high rate کو محض tax کرنے کے لئے استعمال کرنا غیرمنصفانہ' عوام دشمن ' غریب دشمن اقدام ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ پورے معاملے کو دوبارہ پڑھا جائے اچھی طرح جو اب تک کی empirical evidence ہے اس کو سامنے رکھا جائے' جو ان کے مختلف groups ہیں اور جو اشیاء کے لئے need groups ہیں' ان کو سامنے رکھ کر 8,10,12 categories میں بنایا جائے' کچھ پر ضرور racket ہو' کچھ پر 2 and half percent ' کچھ پر 5% کچھ پر 7 and half percent اور کچھ پر 10% - میری نگاہ میں اس سے زیادہ اس کو نہیں ہونا چاہیے' الاّ یہ کہ جو تعیشات ہیں ان پر آپ 25% لگا دیجیئے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ ان کاروں پر جو محض اس ملک کے elite استعمال کر رہے ہیں اور اپنی دولت کو ظاہر کرنے کے لئے یعنی اپنے vulgar consumerism کو promote کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہے' آپ اس پر 200% لگا دیجیئے مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن ہر ایک پر 15% لگانا انصاف کے خلاف ہے۔ اس پوری چیز کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو تجویز میرے

ان ساتھیوں کی طرف سے آئی ہے وہ بڑی اہم ہے اور اس ایوان کو اس کی تائید کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! مجھے تھوڑی سی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، بہت زیادہ نہیں، آپ صرف دو منٹ لے لیں I will not make it habit.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: My ex-Chairman of the Senate is, you know, talking.....

Mr. Chairman: He noded at me and he was trying to pull your leg and he told me to let you go.

سینیٹر الیاس احمد بلور، شکریہ۔ جناب! میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ پروفیسر صاحب has given a brief detail about the Sales Tax. I will just request one thingwhich is very important to keep the Federation united. This GST before making the one unit, GST was a provincial subject even in this counrty also. جیسے پروفیسر صاحب نے کہا اور دنیا کے کسی ملک میں بھی General Sales Tax, اسے Value Addition Tax کہتے ہیں، یہ کسی ملک میں بھی central subject نہیں ہے۔ آپ امریکہ چلے جائیں، لندن چلے جائیں، جہاں بھی جائیں Value Addition Tax is a provincial.

(مداخلت)

Mr. Chairman: It is VAT.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: That is right sir, Value Addition. With due respect to you sir, even that is a provincial subject, my basic request is that جس وقت مشرقی پاکستان کے مقابلے میں مغربی پاکستان بنایا گیا تو یہ Sales Tax West آپ انڈیا بھی جائیں تو

Pakistan کو دے دیا گیا اور جب East Pakistan ٹوٹ گیا تو یہ Federal subject ہی رہا۔ سب سے پہلے تو میری humble request یہ ہے کہ اس ملک کے ہر صوبے کو اپنا Value Addition Tax خود دینا چاہیے اور اپنے آپ پر خرچ کرنا چاہیے، جیسے پروفیسر صاحب نے کہا۔ میں زیادہ وقت نہیں لیتا۔ دوسرا یہ ہے کہ جو 15% tax ہے یہ بھی دنیا میں بہت کم، شاید ایک آدھ ملک میں ہو تو ہو ورنہ میرے خیال میں کہیں نہیں ہے۔ یہ جو ساڑھے بارہ فیصد ہے it is a very reasonable rate, I think the Minister should cooperate with us and he should drop it to 12.5%. I think this is a proposal by Senate as well unanimous proposal by the Senator also.

جناب! ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے edible items پر انہوں نے Sales Tax نہیں لگایا لیکن چند پر ہے۔ جن پر ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان پر بھی ختم کیا جائے تاکہ جو غریب عوام ہیں کم از کم ان کو سہولت ملے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی عمر صاحب۔ ایک منٹ رکیں طاہر مشہدی صاحب کا بھی ایک point تھا، ان کو بھی بول لینے دیں۔ جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, Muttehida Qaumi Movement stand is well known. It is clear as it is precised, concise and as it is just. The General Sales Tax should be reduced and it should go to the provinces. It is the right of the provinces so they can look after the people and to have complete fiscal autonomy, without that the desired results will never be achieved, therefore, I strongly urge that complete provincial autonomy be granted to the provinces. Not only the GST but almost all taxation same or similar must devolve to the provinces as is done in the United Kingdom or in the United States of America or in Switzerland. You look anywhere in the

world and you see that almost most of taxation on the plea of no taxation without representation is always done by the provinces. Thank you so much sir.

Mr. Chairman: Mr. Omar Ayub.

جناب عمر ایوب خان : جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہاں پر I am going to concentrate on the suggestion that has come from the minority report that the general sales tax be reduced across the board from 15% to 12%. Ancillary measures بھی یہاں پر بعض کیے گئے تھے اور آپ کی صوابدید کے مطابق آپ نے باقی non-movers کو بھی اجازت دی لیکن میں گزارش یہ کرتا چلوں کہ اس چیز کو یہاں آپ دیکھیں تو دو تین سال پہلے پاکستان میں sales tax کے تقریباً چار مختلف rates تھے۔ پندرہ فیصد تھا' اٹھارہ فیصد تھا' بیس فیصد تھا' 23 2 فیصد تھا اس سے پہلے اور یہ rates تقریباً 1996ء میں جو GST کا mechanism enforce کیا گیا value added tax کا۔ دو تین سال پہلے جو mechanism تھا کہ مختلف rates تھے ان کو consolidate کر کے across the board ایک ہی rate لگایا گیا15% کا۔

اس میں جناب میں یہ بھی کہتا چلوں کہ جو روز مرہ کی اشیائے خورد و نوش ہیں اس پر GST لاگو نہیں ہوتا ماسوا چند items کے وہ بھی پروفیسر خورشید صاحب نے جو کہا جو آخر میں Item No.17 ہے اور جو انشاء اللہ شام کو discuss ہوگا تو ہم اس کے بارے میں detail سے بات کریں گے لیکن جناب چیئرمین! میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہاں آپ یہ دیکھیں کہ GST کا rate 15% ہے تو یہ ایک value added tax ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کارخانہ یا ایک شعبہ یا کوئی business جو کام کر رہا ہے جب وہ پندرہ فیصد اپنی input پہ لیتا ہے تو output value add کر کے جب آگے اس کو بیچتا ہے تو let off کرتا ہے تو جو effective rate آپ کا GST کا بن جاتا ہے اوسطاً میں آپ کو بات کر رہا ہوں precise calculation یہ ہے مختلف کاروباروں کے مختلف rates ہوتے ہیں ان پر اوسطاً آپ

کا ساڑھے سات فیصد، آٹھ فیصد تک effective GST rate بن جاتا ہے output and input کی adjustments کے بعد۔

یہ بات کہتے ہوئے میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ آپ یہ دیکھیں وہ ممالک جہاں پر South Asian countries کی بات ہوئی ہے تو اس خطے میں آپ دیکھیں کہ یہاں پر بھارت کی بات ہوئی ہے، یہاں South Asian countries کی بات ہوئی ہے۔ ان ممالک میں جہاں پر GST کا rate کم ہے وہاں پر وہ Services sector کو بھی tax کرتے ہیں۔ وہ اس کے زمرے میں آتا ہے جو کہ یہاں پر as such نہیں آتا۔

دوسری بات میں یہاں پر کرتا چلوں کہ مختلف ممبران نے بات کی کہ provincial utilization of taxation۔ ہمارا ہمسایہ ملک ہے وہاں پر کیونکہ GST value added tax ہے اور وہاں پر ایک وجہ ان کی inter-provincial disparity کی ہے provincial subject وہ یہی ہے کہ مختلف صوبوں کے مختلف rates اور ان کا per-capita provincial جو آپ کی GDP بنتی ہے یا income بنتی ہے اس میں بہت زیادہ difference ہے اور میں on the record کہہ سکتا ہوں اور جن حضرات کو یہ proof چاہیے تو I can table it on the desk of the Senate as well. کہ پاکستان میں inter-provincial disparity دنیا کے مقابلے میں سب سے کم ہے، ہمارا ملک ان چند ممالک میں آتا ہے تو لہٰذا جناب یہ 1996ء میں شروع ہوا تھا 18% سے اور چار multiple rates سے اس کو rationalize کر کے ہم لوگ ایک rate پر لائے ہیں۔ اس tax کے لیے ہم لوگ try کر رہے ہیں کہ اچھی چیز ہے، rationalize ہو۔ Value Added Tax ہے، جو edible items ہیں وہ اس زمرے میں نہیں آتے لہٰذا اس کو اسی rate پر چلنا چاہیے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں ایک بات عرض کروں، میں جواب دینا نہیں چاہتا کسی بات کا لیکن دیکھیے جب ہم سینیٹ میں کوئی بات کرتے ہیں تو کم از کم professionally sound ہونی چاہیے۔ ہندوستان میں interstate جو defence ہے per-capita کا اس کی وجہ وہاں کا historical background, resource base, industry, agriculture,

production ہو factors ہیں اس کے اور GST اس کا کوئی critical factor نہیں ہے ہمیں ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جو عملی اعتبار سے tenable نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب عمر ایوب خان ، پروفیسر صاحب ہمارے بزرگ ہیں میں ہمیشہ ان کا احترام کرتا ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ Sir I stand by what I say and I can give the documents on the Senate floor. Thank you sir.

Mr. Chairman: We will put the recommendation to the House, Item No.5.

(The recommendation is rejected)

Mr. Chairman: Item No. 5, is rejected. Now, we go on to Item No.6.

OK then we will reconvene at 5 P.M. اچھا پھر break کریں

سینیٹر کامل علی آغا، میرا خیال ہے lunch کے بعد پھر دوبارہ take up کریں ۔ ورنہ ختم نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین، چلیں ' I think زیادہ time مل جائے گا ۔ میرا خیال ہے جلدی مل لیں۔ I think, so that we re-convene at 3 p.m. ------

سینیٹر کامل علی آغا، ٹھیک ہے تین بجے کر لیں۔

Mr. Chairman: What is the leader of the House, leader of the Opposition, what is the ------

سینیٹر وسیم سجاد ، lunch کا اسی لئے بندوبست ہے ۔ 4 O clock is fine, I think,

Mr. Chairman: I think Khurshid Sahib is saying 4 so, 4 thank you. We adjourn now and we will *Insha-Allah* re-convene at 4.00 p.m. sharp.Thank you.

[The House was ad journed to meet at 4 p.m, the same day]

[The House reassembled at 04:25 p.m. with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.]

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! آپ Item No. 6 move کریں۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, I beg to move on behalf of my colleagues Mian Raza Rabbani, Prof. Khurshid Sahib, Saadia Abbasi Sahiba and Prof. Sajid Mir, that the minimum wage for the workers be fixed at Rs. 5000 instead of Rs.4000.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Ghulam Sarwar Khan (Federal Minister for Labour and Manpower): Sir, it is opposed.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میرے خیال میں انہیں oppose نہیں کرنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین: وہ اس لئے کر رہے ہیں کہ انہوں نے پہلے ہی تین ہزار سے چار ہزار روپے wage مقرر کیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ہماری خان صاحب سے خاص request تھی کہ وہ اسے oppose نہ کرتے تو بہت اچھا ہوتا۔ بہرحال میں یہ concede کروں گا کہ definitely اسی بجٹ میں minimum wage بڑھائی گئی ہے اور اب یہ چار ہزار روپے مقرر کی گئی ہے لیکن موجودہ inflation کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اور جو اس وقت حالات ہیں، خصوصاً industrial worker کے، انہیں دیکھتے ہوئے، چار ہزار روپے میں کوئی بھی worker اپنی

family کو feed نہیں کر سکتا۔ اسی بنیاد پر اگر آپ دیکھیں گے تو اس حکومت کا بھی یہ دعویٰ ہے گو کہ ہم اس figure سے اختلاف بھی کر سکتے ہیں کہ 840 ڈالر per capita income اس وقت پاکستان میں ہے۔ میں نے اس دن بھی اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اگر ایک family پانچ آدمیوں پر مشتمل ہے اور عموماً پاکستان میں یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی bread earner ہوتا ہے اور وہی پیسہ earn کرتا ہے اور تقریباً اس میں وہ پانچ بندوں کو feed کرتا ہے۔ جناب والا! اگر آپ 840 ڈالر per capita income پر ہی جائیں تو یہ تقریباً کوئی پچاس ہزار روپے کی رقم بنتی ہے۔ اس حساب سے چار ہزار روپے ایک آدمی کا بھی لگالیں اور اگر اس per capita income کو صحیح مانا جائے تو کوئی بیس ہزار روپے ایک bread earner, earn کرے تو پھر وہ اس per capita income پر پہنچ جاتا ہے۔ آپ اس سے یہ اندازہ بھی لگا سکتے ہیں کہ ہماری غریب اور امیر کے درمیان کتنا فرق آ گیا ہے۔ 840 ڈالر کی جو per capita income ہے ' اس کا rich and poor کے درمیان big difference ہے تو اس لیے میری عرض یہ ہے کہ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے تقریباً کوئی بیس ہزار روپے ایک bread earner کو اس per capita income تک پہنچنے کے لئے چاہئیں ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود بھی ہماری جو proposal ہے پانچ ہزار کی' وہ بڑی ہی مناسب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر محنت اسے accept کریں گے تو یہ ایک اچھا message بھی جائے گا اور اس وقت جو inflation اور غربت کی صورت حال ہے' اس میں کچھ بہتری آئے گی۔

Mr. Chairman: Any other speaker from the movers?

رضا صاحب! آپ بولنا چاہیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ اس بجٹ میں minimum wages بڑھائی گئی ہیں لیکن وہی بات ہے جو سینیٹر صفدر عباسی نے کی ہے کہ چار ہزار کی figure میں بالخصوص urban centres میں جو industrial workers ہیں' وہ اس میں two ends کو meet نہیں کر سکتا۔ پہلی بات یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب کو اس بات کا علم ہے اور وہ

ابھی سندھ اور کراچی کا دورہ کرکے آئے ہیں اور وہاں انہوں نے trade unions کے leaders سے ملاقاتیں کی ہیں۔ جناب والا! سرمایہ دار کی ایک پرانی روش تھی اور اب وہ واپس آ گئی ہے کہ minimum wage چاہے کتنی بھی ہو' وہ sign اپنی مرضی کی salary پر کروا لیتے ہیں اور اس طرح wages سے کم تنخواہیں دی جاتی ہیں اور اس طرح ان کا two ends کو meet کرنا' بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ گو کہ اس بات کا تعلق minimum wage سے نہیں ہے لیکن اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اور وزیر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ' میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ contract labour کا ایک سلسلہ چل رہا ہے' اگر وہ اس contract labour کو بھی دیکھیں اور اس کو مکمل طور پر ختم کرنے کی بات کی جائے تو یہ زیادہ مناسب ہو گا۔

Mr. Chairman: I think, we will ask to the Minister to reply it.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! میں بھی اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : بنگزئی صاحب! آپ اس پر mover نہیں ہیں اور mover کے سوا کوئی دوسرا معزز رکن نہیں بول سکتا ہے۔ تاہم آپ کی آگے motion آ رہی ہے ' آپ اس پر بات کر لینا۔ وزیر صاحب۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! اس بجٹ میں حکومت نے public sector میں اور private sector میں نہ صرف wages میں اضافہ کیا ہے بلکہ pension میں بھی اضافہ کیا ہے۔ جیسے کہ budget documents میں تنخواہوں پر اضافہ 15% ہے اور ہم نے it means that this increase is 30%.' minimum wage تین ہزار سے چار ہزار کی ہے جو اضافہ pension میں ہم نے پچھلے سال کیا تھا ' وہ ساڑھے سات سو سے بڑھا کر ایک ہزار روپے کیا تھا اور اس سال ہم نے یہ اضافہ ایک ہزار سے بڑھا کر تیرہ سو روپے کر دیا ہے اور جو تقریباً 30% بنتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم نے محنت کش کے لئے اور بھی benefits رکھے ہیں۔ ایکٹ 1968 کے تحت انڈسٹری جو profit collect کرتی ہے اس profit کی distribution میں جو worker کا ایک share بنتا تھا' جس کی salary 5000 تک ہوتی تھی' وہ limit ہم نے exceed کی اور دس ہزار تک کر دی کہ جو worker دس ہزار تک salary

لے گا وہ profit بھی share کرے گا اور جو بھی وہ salary لے رہا ہے اس سے double اس کو profit بھی ملے گا۔ یہ بھی ایک additional profit ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے death case میں compensation fund میں بھی اضافہ کیا ہے' ہم نے scholarships میں بھی اضافہ کیا ہے۔ ہم نے marriage grant میں بھی اضافہ کیا ہے۔ Overall اگر پورے بجٹ میں دیکھا جائے تو یہ بجٹ محنت کش کے لئے بنایا گیا ہے' ایک مزدور کے لئے بنایا گیا ہے' اس کی تنخواہ میں اضافہ کیا گیا ہے' اس کی پنشن میں اضافہ کیا گیا ہے اور اس کی مراعات میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جیسے ہم نے تین ہزار سے چار ہزار روپے کیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ next year چار سے پانچ ہزار ہم ضرور کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، صفدر عباسی صاحب! مختصر۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جی' مختصر' ایک منٹ میں عرض کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ Minister sahib نے جو position بتائی اور جو بڑے industrial units ہیں جن کو میں organized industrial units کہوں گا۔ بڑے fertilizer plants ہیں ' chemical plants, steel plants and textile mills ہیں ' ان units میں ان کی یہ بات کارگر ہوتی ہے کہ ان کو profit میں بھی حصہ دیتے ہیں۔ شاید ان کو دس ہزار wage بھی ملتی ہو۔ ان کو اور بھی بڑے فائدے مل سکتے ہیں لیکن جناب! بنیادی بات cottage industry کی' جو چھوٹی industries ہیں مثلاً textile کے چھوٹے units ہیں یا garment factories ہیں' knitware کی factories ہیں' قالین بنانے کی factories ہیں' ان کے اندر یہ مراعات نہیں ملتیں۔ نہ ان کو profit میں حصہ ملتا ہے اور نہ ان کو wages دس' دس ہزار کی ملتی ہیں اور نہ ان کو کوئی اور مراعات ملتی ہیں۔ ان کی صرف take home salary ہوتی ہے۔ ان کے unit کا incharge جو بھی ان کو پکڑاتا ہے وہ لے کر چلے جاتے ہیں۔ ان کے لئے چار ہزار کا یہ figure تو بہت کم ہے جن کو دیگر مراعات نہیں ملتیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چھوٹے units کے اندر اس طرح ہوتا ہے۔ میری request وزیر صاحب سے یہ ہے کہ چلیں اگر آپ اس طرح نہیں کرتے تو kindly ان کے بارے میں سوچیں کہ یہ جو

چھوٹے چھوٹے units ہیں یا جوتے بنانے والے ہیں ان کے بارے میں ان کی کیا پالیسی ہے؟ ان کے لئے کوئی بہتر تجاویز بنانے کا اگر ان کے ذہن میں کوئی package ہو تو وہ بتائیں؟

جناب غلام سرور خان، یہ چاہے heavy industries ہوں' چاہے cottage industries ہوں' یہ تمام benefits کو workers کو pass on کیا جاتا ہے اور اس کی implementation provincial labour department سے کروائی ہوتی ہے۔ اب ہم نے اس میں District Governments کو involve کیا ہے۔ آج تک ہمیں کوئی ایک بھی ایسی رپورٹ نہیں مل سکی کہ کہیں compliance کا کوئی problem ہو۔ جناب! یہ جو ہم کہہ رہے ہیں یہ ہوگا۔ اس کے علاوہ رضا ربانی صاحب نے جو ایک بات کی تھی contract workers کے بارے میں تو انہیں یہ سن کر بھی خوشی ہوگی کہ ہماری اس حکومت نے first time یہ فیصلہ کیا ہے کہ contract labours کو بھی اور اس daily wager کو بھی وہ تمام benefits ملیں گے جو ایک regular employee کو ملتے ہیں۔

Mr. Chairman: Now we will put the recommendation to the House.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The recommendation is rejected We will go on to the Item No. 7.

مندوخیل صاحب! آپ move کریں گے؟

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I on my behalf and on behalf of Mr. Raza Muhammad Raza and Nawab Muhammad Ayaz Khan Jogezai move that the allocations made for the Police be transferred to the Levies.

Mr. Chairman: Is the recommendation opposed?

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao (Minister for Interior):

Opposed.

جناب چیئرمین، جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! ہمارے صوبے میں بنیادی طور پر law and order کے لئے administration Levies system تھا اور Levies system اپنے اس اصول کے بنیاد پر کہ وہ وہاں کے لوگوں کو لیا جاتا تھا اور تمام علاقے کے حالات ان کو معلوم ہوتے۔ ان کے تمام علاقے میں crime rate مجموعی طور پر police کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتے لیکن آپ ہمارے صوبے کی آج کل کی صورت حال دیکھ رہے ہیں۔ اس میں بے چینی کے بنیادی causes جو ہیں' ایک یہ ہے کہ آپ نے police کو وہاں پر مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے جسکی وجہ وہاں بے چینی ہے۔ جناب والا! آپ کو police کا system معلوم ہے کہ وہ کس طرح crime کے اڈے بھی چلاتے ہیں یعنی امن کے حوالے سے انہوں نے کبھی بھی ایسا سنجیدہ کام نہیں کیا جس کا عوام کو اطمینان ہو۔ یہاں پر ایک دلیل دی جاتی ہے کہ اس صوبے میں writ of the state نہیں ہے' جناب والا! writ of the state بالکل تمام صوبے میں ہے' حکومت کا کوئی بھی فیصلہ ہو' اس پر مکمل تمام صوبے میں عمل ہوتا ہے۔ اب یہ police کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ ایسے امکانات ہیں کہ جہاں بھی police ہو گی' ان کی زیادتیوں کی وجہ سے عام لوگ اس کا شکار ہوں گے۔

جناب والا! اس کے بارے میں پارلیمانی کمیٹی بلوچستان کے بارے میں بنی' Parliamentary Committee on Balochistan جناب مشاہد حسین sub-Committee کے چیئرمین تھے اور پھر اس Committee نے report تیار کی۔ اس Committee کی Report No.7 ہے جو اس House میں پیش کی گئی ہے' اس Report No.7 میں recommendations of sub-Committee on current issue of Balochistan Presided by Senator Mushahid Hussain Sayed, the recommendations finalized by the committee were approved by the Parliamentary Committee on Balochistan in its meeting held on 23rd June, 2005 which met under

the Chairmanship of Ch. Shujaat Hussain MNA. These recommendations

اب اس کی تمام پہلوؤں پر بات نہیں ہو سکتی لیکن اس committee کو ہر are as follow.

پہلو سے باقاعدہ brief کیا گیا اور آخر میں جس نتیجے پر پہنچے جناب والا! انہوں نے

paragraph-7 of the policy under administrative measures that can help in

report اس sub-paragraph-2 جناب والا! اس میں building CBMs in Balochistan.

کے یہ الفاظ ہیں'

The political parties in Balochistan are demanding in the retention of levy force in that province. The statistic provided to the Committee show that not only in the expenditure on levies is much less, as compared to the police but also the performance in the tackling and controlling the crime by the levies is better than that of police. Currently, B-areas are controlled by the levies which represent 95% of the land map of the province while A-areas are lookedafter by the police. It is, therefore, recommended that levies should be trained on the pattern of police and provide requisite logistic. In this regard as resolution was moved in the Provincial Assembly of Balochistan on the 15th January, 2005, it was referred on the assurance of Senior Provinical Minister on the ground that the matter was being discussed with the Federal Government.

یہ تمام issue Committee کے سامنے raise کیا گیا اور Committee نے اپنی recommendations دی ہیں۔ وہ recommendations یہ ہیں کہ Levies Force کو develop کیا جائے۔ اب یہاں جو مسائل درپیش ہیں' ان کے بارے میں ایک اہم بات یہ کہ ParliamentaryCommittee نے جو recommendations دی ہیں' ان پر عمل کیا جائے۔ اس کی recommendations ہیں لیکن عمل کیا ہے؟ عمل یہ ہے کہ اس دن سے بلکہ 2003 سے مسلسل مختلف اضلاع میں police کا نظام impose کیا جا رہا ہے اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جو

public sector development programme ہے' اس میں جناب والا! صفحہ 107 پر اور item 14, conversion of B-areas into A-areas in Balochistan ایک بلین' اسی طرح پچھلے سال بھی ایک بلین سے زیادہ رقم دی گئی ہے۔ اب صوبے کے جو حالات ہیں' صوبائی حکومت نے Provincial Assembly میں ایک request کی کہ آپ resolution pass نہ کریں' ہم Federal Government سے بات کریں گے اور Federal Government سے بات ہوئی ہے۔ MMA وہاں صوبائی حکومت میں شریک ہے۔ انہوں نے boycott کیا تھا اور جب مرکزی حکومت سے مذاکرات کیے اس میں ایک اہم نکتہ یہ تھا کہ Levies کو برقرار رکھا جائے' ان کو up to date tranining دی جائے گی' عصری لحاظ سے جو بھی' تفتیشی یا دوسری تربیت ہو' دی جائے اور جناب والا!

جناب چیئرمین، تھوڑا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، کل مولانا محمد شیرانی کی اخباری کانفرنس میں انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ حتیٰ کے President نے یہ باتیں تسلیم کی ہیں اور انہوں نے کہا کہ وہ وزیراعظم کو کہیں گے کہ ان فیصلوں پر عمل کیا جائے۔ اب یہ position ہے' اس کے باوجود کہا جا رہا ہے کہ صوبے میں یہ حالات ہیں' وہ حالات ہیں۔ صوبے میں حالات تو آپ بنا رہے ہیں کہ بے چینی ہو اور وہاں جو صحیح نظام ہو سکتا ہے اور اس کو develop کیا جاسکتا ہے' میں یہ دعویٰ کروں گا کہ یہ بات writ of the State نہیں چلے گا۔ جناب والا! ...Levies

جناب چیئرمین، ذرا مختصر رکھیں کیونکہ اور بھی کافی لوگ ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، عرض یہ ہے کہ writ of the State کا جو دعویٰ کیا جا رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے البتہ اگر آپ یہ طریقہ اختیار کریں کہ وہاں صوبے کے مسائل ہیں اور صوبے کے وسائل کا مسئلہ ہو' صوبائی خود مختاری کا مسئلہ ہے' حقوق کا مسئلہ ہے آپ کہتے ہیں کہ Levies نہیں او پھر پولیس ایسے غیر قانونی' غیرآئینی اقدامات کرے گی' وہ آپ کا instrument بنے گی' تو یہ طریقہ مسئلہ حل کرنے کا نہیں بلکہ اسے مزید الجھانے کا ہے۔ جناب والا! ہماری یہ تجویز ہے جس پر سب پارٹیاں' صوبائی گورنمنٹ اور Federal Government شامل

ہو توجو allocation Police کو ہو رہی ہے وہ Levies کو ہو اور Levies کو مکمل تربیت دی جائے تا کہ وہ law and order کو سنبھال سکے اور پولیس کا نظام مسلط نہ کیا جائے۔ مہربانی۔

سینیٹر رضا محمد رضا، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں عبدالرحیم صاحب کی تمام باتوں کی تائید کرتے ہوئے اس میں یہ اضافہ کروں کہ یہ جو Levies کا system ہے، عملی طور پر یہ committee policing ہے اور یہ ہمارے لوگوں، پشتونوں، بلوچوں بلکہ پشتونخواہ صوبے میں بھی جتنے علاقے ہیں، جو مرکز کے تحت ہیں۔ ہماری روایات، ہماری سائیکالوجی کے عین مطابق ہے۔اس کی مقامی بھرتی ہوتی ہے اور امن و امان قائم کرنے میں اس کا جو کردار ہوتا ہے پورا معاشرہ، وہاں کے تمام عوام اس میں تعاون کرتے ہیں۔ جو ہماری پارلیمانی کمیٹی تھی، مشاہد صاحب اس وقت نہیں ہیں وہ اس کے گواہ ہیں کہ تمام پارٹیوں نے یہ مسئلہ اس کے سامنے رکھا۔ وزیراعلیٰ سے لے کر تمام پارٹیوں نے یہ مطالبہ کیا کہ یہ ایک بہترینظام ہے اس کو جدید خطوط پر استوار کرکے امن و امان کے لئے اس کو موثر فورس بنایا جاسکتا ہے۔

جناب والا! اب جب ایوانوں کے اتنے بڑے بڑے فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں، صوبائی اسمبلیوں کے اور تمام پارٹیوں کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے حکمرانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ فیصلے ہم نظر انداز کرتے ہیں اور پولیس لاتے ہیں تو اس پر صوبے میں بڑا ردعمل ہے۔ ہر ضلع میں جلسے، ہڑتال، مظاہرے، دھرنے اب بھی مسلسل ایک عمل جاری ہے۔ میں یہ request کرتا ہوں کہ اس پارلیمانی کمیٹی کا احترام کرتے ہوئے اور آپ حکومت میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی بلوچستان کے لوگ ہیں ان سے بالکل رائے معلوم کرسکتے ہیں۔ سب کی رائے یہی ہے کہ levey کو جدید خطوط پرمنظم کیا جائے جو 95% علاقہ control کرتی ہے اور crime rate بہت کم ہے۔ اس پر خرچہ بھی بہت کم ہے۔ اب 95% خرچہ اور 5% علاقہ۔ ادھر levey کا 5% خرچہ اور 95% علاقہ control کر رکھا ہے۔ اس بیماری request ہے وزارت سے بھی اور حکومت سے بھی کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے اگر زور آزمائی کرتے ہیتو جیسا کہ صوبے کے حالات پہلے سے ہی خراب ہیں اور ان کو مزید خراب کرنے میں سب سے بڑا محرک یہ بنے گا کہ اگر آپ B-Area ختم کرتے ہیں اور پولیس کے تھانے آپ لے آتے ہیں۔ پہلے ہی

لوگ چھاؤنیوں کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر جب آپ پولیس تھانے گاؤں میں لائیں گے وہاں کے عوام کی سائیکالوجی کے برخلاف اور وہ جو جرائم کے لئے ایک ذریعہ بنتے ہیں تو لوگ اس پر مزید احتجاج کریں گے ۔ حالات مزید خراب ہوں گے یہ بڑا اہم مسئلہ ہے وہ جو آپ پولیس پر خرچہ کررہے ہیں آپ اس کا نصف حصہ Levey پر خرچ کریں تو یہ امن و امان کے لئے سب سے موثر فورس بن سکتی ہے تو اس کے لئے میری درخواست ہے کہ سرکاری ' عوام کا مطالبہ ' تمام پارٹیوں کا مطالبہ ' صوبے کی حکومت کا مطالبہ مان لیں اور اس سے اس حکومت اور اس ملک کی بہتری ہو گی ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین ، شکریہ ۔ Minister for Interior. نہیں ہیں اس پر صرف جو movers ہیں وہ بول سکتے ہیں ۔ وقت کی قلت ہے ۔ جی ۔ نہیں یہ agree ہوا تھا کہ کیونکہ وقت کی قلت ہے صرف mover, move کریں گے یہ صحیح فیصلہ ہوا تھا ۔ چونکہ پہلے سب کو موقع مل چکا ہے بڑا تفصیلی موقع مل چکا ہے ۔ ابھی گنجائش اتنی نہیں ہو گی ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، ان چیزوں پر میرا خیال ہے سب بول چکے ہیں ۔ ابھی گنجائش نہیں ہو گی ۔ مندوخیل صاحب یہ agree ہو چکا ہے ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب والا ! یہ صوبے کے حوالے سے بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

جناب چیئرمین ، وہ میں مانتا ہوں ۔ اہمیت کے اوپر کوئی اس پر کمی کی بات نہیں کررہے ۔ Minister for Interior.

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ ، جناب چیئرمین ! اہمیت تو ایک ممبر بولے ' دو ممبر بولیں ' دس بولیں تو فائدہ نہیں ہے ۔

Mr. Chairman: Issue has been highlited.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: Mr. Chairman! I oppose this motion for very basic reasons and this is correct that before 95% of

the area of Balochistan was working under the Ordinance 2, of 1968 and there was the Levey Force here and which was an existence but then this Ordinance was declared *ultra vires* by the High Court of Balochistan this is number 1. And finally 1996 by the Supreme Court of Pakistan on the grounds that the people living in urban areas which is known as the A-area and the rural area which is known as the B-area of Balochistan could not be discriminated against in terms of the excess to formal jutice system of the country. This is the basic theme on which this was declared *ultra vires* and accordingly regular courts were established in the whole of Balochistan under the Criminal Procedure Code 1898 todeal with the criminal cases of Baluchistan.

Basically Mr. Chairman! you can not have varying system in the country. The logic of this development should have been the simultaneous merger of the Levies with the Police. As the Levies are not equipped to investigate cases, though put these cases to court and this they had this inherent defect in them since my honourable member asked that by whom? by the local influentials, Bharti by whom? by the Sardars, sir one thing which naturally they could not investigate cases and it was felt by the court that the cases are not properly prepared and they are not properly investigated. So inspite of repeated observation of the Higher Courts that the cases were not investigated properly and it does not meet the minimum statutary requirements of criminal trial. But inspite of this it continued, the system continued and as I said it suited certain sections of this society, because it suited the mand you know they had the influence

and the poor people of Baluchistan, the down trodden people of the Baluchistan. They were suffering, they were not getting justice in that sense. So, this was prevailing there, and then after 9/11 Mr. Chairman! the challenges were such that the Levy Forces found wanting, because they did not have the training, they did not have the expertise, they could not investigate cases at this was the situation and then it was then decided by the President of Pakistan and the Prime Minister of Pakistan . This decision was taken in the year 2003 to convert all the B Areas into A Areas in a phased programme. So this was the basic history of this and this is what is being done and in order to do this it was decided that this should be done in a phased programme and every year five districts should be converted from B-Area into A-Area. A project document was then formulated at the cost of 5.5 billion rupees. This was approved by ECNEC on 25th February 2005 in ECNEC Mr. Chairman! the Provincial Government is present over there and it is with their approval because this was their project in that sense. It was with their approval that this project was approved by ECNEC for 4.5 billion, and normally we the Government decided that when we convert from the B-Areas in to A-Areas, it has to be a modernised force with all the machinery and the machinery should be such kind, it should be responsible to the modern way policing and though this was the job of the Provincial Government, the Balochistan Government. Still the Federal Government felt that they need help in this and the Federal Government decidedthat they will bear the cost that is 5.5 billion rupees, the cost will be borne by the Federal Government.

Although, I would like to say that the levy were inferior to police in training as I mentioned earlier, it was decided that the entire levy force would be merged into the police. As my honourable member said that they should be trained on pattern of police. Yes, we are doing that, we are merging them into police, and since given them the training of police. So, this is what was done and in those areas where the conversion has already been taken place, I'll let you know how many districts have been converted. Same is the case with their pay. A levyconstable is in Basic Pay Scale-2 but when he merges into the police, he gets the Basic Pay Scale-5, that means the highest pay increase simultaneously and that is why the levy has very happily joined the police force and they are working there whichever areas, the B-areas have been converted into A-areas. Mr. Chairman! there were 25 revenue districts in Balochistan. Thirteen have already been converted into A-area and the rest are being convereted since the year 2003-04, three were converted, and in 2004-05 four were converted, this the year that is just going to culminate, six districts have been converted and this year, to continue with this process, a sum of Rs. 1200 million have been allocated to the project to further convert the rest of the districts that is another five to six districts this year and *Inshallah* the rest would be done next year. So, this is the phased programme and it is to continue. Let me tell you, my friends from Balochistan, they have all been complaining, that there are no job opportunity available to them. This process of conversion of B-areas to A-areas is going to generate 15 thousand jobs and they will be given to

the people of Balochistan which is the big land mark in that sense and that's it. Most importantly, Mr. Chairman! it is the vision of President of Pakistan to bring the province of Balochistan at par with the rest of the country for which I think the way things are going there, whether it is development, the mega projects and the projects that are under construction there, the total outlay of that is 140 billion rupees. At the same time, we are bringing at par the levey to merge with the police so that are at par with the other provinces as such. So, this being the state of the case, I feel Mr. Chairman! that my friends should not be worrying on this point that the police over there are going to be indulging in illegal activity, that is not the case, what the feed back that I have received from the province and the PP there and from various sources those areas which have been converted from A to B areas are doing very well. Now, today Mr. Chairman! we have notified the Federal Public Safety Commission which is going to be in place over here. You have the Safety Commission there and any one, any police officer, any policeman indulging in any illegal activity as my worthy member from the Opposition said, definitely action is going to be taken against them. We have a long way to go and this process, I think, has to reach a culmination point. We can not have half of one system and half of the other system. It has to be one system and I think, what has been decided is in the best interest of Balochistan. My worthy friend read out the portion from the Committee's Report, yes it was the point of view of some of the members but let me tell you sir and you know very well, it is a recommendatory report. Whatever is feasible

and whatever is in the best interest of Balochistan in the report that will be implemented in letter and spirit. With these few arguments that I have given in this case, I oppose the motion and I hope my worthy friends would understand this. Thank you.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! ایک چیز agree ہو چکی ہے ' we will have to abide by that. ہم Points or order نہیں لے رہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، مندوخیل صاحب! آپ پہلے کافی دیر بول چکے ہیں۔ آپ خود senior parliamentarian ہیں' جب وزیر صاحب نے ایک دفعہ statement دے دی تو پھر اس کے بعد poin of order نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ دوسرے session میں جتنے motions move کرنا چاہیں' کر لیں۔ اس میں روایت میں بھی ایسا نہیں ہوتا۔ اگر آپ کو اجازت دوں گا تو پھر کوئی اور اجازت لے گا۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! یہ question hour نہیں ہے - یہ motions ہیں' ان کا طریقہ کار ہے اور جب وزیر صاحب نے بیان دے دیا ہے تو پھر کوئی point of order نہیں بنتا۔ اگر ایسا کیا گیا تو پھر تو لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا جو آئندہ ختم نہیں ہو سکے گا۔

Mr. Chairman: I will request the honourable members to please let us abide by the rules, so that we are able to finish our agenda and this is very clear that after the statement of the Minister, there should not be any points of order. Iput the recommendation to the House.

(The recommendation was rejected)

Mr. Chairman: The recommendation is rejected. We will go on

to item No.8. Mrs. Rukhsana Zuberi and Mr. Ishaq Dar.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, this recommendation is unique in its content because we are asking for putting a levy on import of crude oil. We are asking for custom duty on import of crude oil. Sir, the reason is

import ہمارا جو چاہتے ہیں کی طرف توجہ دلانا serious anomaly کے import policy ہم

import parity price of petroleum کا مسئلہ ہے اس کی طرف۔ چونکہ parity price

includes an import duty. The products are processed in Pakistan so

Government of Pakistan does not get....

is it opposed then? جناب چیئرمین، آپ نے move کر لیا

سینیٹر میر محمد نصیر خان مینگل (وزیر مملکت برائے پٹرولیم و قدرتی وسائل)۔

Opposed sir.

(Interruption)

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: It is not opposed.

Senator Mir Muhammad Nasir Khan Mengal: I opposed it sir.

جناب چیئرمین، آپ نے formally move ہی نہیں کیا۔

سینیٹر کامل علی آغا، انہوں نے اٹھتے ہی تقریر شروع کر دی ہے۔ اس oppose کے recommendation تین حصے ہیں یہ تینوں حصے پڑھ کر put کریں پھر ہم کریں گے۔

سینیٹر میر محمد نصیر خان مینگل، جناب والا جیسا کہ کامل آغا صاحب نے کہا ہے اس سفارش کے تین portions ہیں، تینوں پڑھ کر انہیں پوچھنا چاہیے تھا کہ oppose کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے، انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر تقریر شروع کر دی تو ہم تو انتظار کر رہے تھے کہ

یہ portions move کریں گے۔ Anyhow I oppose it.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, this is a very important issue and Ishaq Dar Sahib is also not here, so kindly give me the time I require. It is really an important issue.

اور price کا جو اس وقت پورے ملک میں شور مچا ہوا ہے اگر اس کی basic and core one of the core reason is increase in oil prices. Sir, reasons آپ دیکھیں تو diesel اور 2002 کے بجٹ میں (d) شامل کی گئی import parity price working میں ایک 10%, پر اس ہے input کا agriculture and industry پر جو primary input Indian model ہم زیادہ تر 6% duty پر light diesel oil اور kerosine oil پر لگائی گئی۔ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی import parity price on product ہے لیکن ان کے ہاں crude پر import ہے تاکہ refineries کا ایک balance ہو جائے تو اس لیے ہم نے کہا کہ ہمارا جو crude oil import ہو رہا ہے اس پر custom duty لگائی جائے۔ جب یہ duty لگائی گئی تھی اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ ہم یہ duty اس لیے لگا رہے ہیں تاکہ گورنمنٹ کی جو responsibility on minimum 10% rate of return for refineries ہے، اس وقت تین primary refineries تھیں Attock Refinery, Pakistan Refinery, National Refinery گورنمنٹ کی ذمہ داری ختم ہو جائے اور لوگ directly pay کریں۔ We are not now debating کہ کتنی یہ wrong approach ہے کہ لوگوں پر direct بوجھ ڈالا جائے لیکن اس وقت جو refineries کو subsidy government of Pakistan 2002 میں دیتی تھی it was from one to one and half billion. Sir, today جو صرف HSD پر ان کو extra مل رہا ہے وہ چودہ بلین روپے سے زیادہ مل رہا ہے۔ only on one product اگر we are paying an excess of 20 billion rupees آپ دیکھیں تو باقی ساری products every year اور یہ کون pay کر رہا ہے؟ اس ملک کے لوگ pay کر رہے ہیں، اس ملک کے عوام pay کر رہے ہیں جو گورنمنٹ کی responsibility ایک ڈیڑھ بلین کی تھی وہ pass on

لوگوں پر کر دی گئی۔ جناب! اس لیے ہم نے کہا تھا کہ custom duty لگائی جائے اور اس لیے میں نے کہا تھا کہ this is a unique recommendation. جناب! دوسری بات یہ ہے جو ہم نے کہی ہے کہ the pricing formula of the petroleum product be revised to pass on the benefit to the consumer. جناب! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گی اور آپ کو پتا ہے کہ ابھی pricing OGRA, Oil and Gas Regulatory Authority کے پاس چلی گئی ہے۔ OGRA is under Cabinet Division اور جو چیزیں ہم نے اپنی report میں mention کی تھیں کہ یہ یہ overcharge ہے اس کو انھوں نے note کیا اور اس کا discount انہوں نے لینا چاہا تو ان کو 9th May کو Ministry of Petroleum میں بلایا گیا اور Oil Companies Advisory Committee کے چیئرمین صاحب نے ان کو کہا کہ آپ اس formula کو interpret کرنے والے کون ہوتے ہیں۔

I have got these minutes of the meeting and I am ready to put it on the record of the House. Sir,

اس میں انہوں نے مانا ہے' انہوں نے کہا ہے کہ

exclusion of the diesel premium in calculating the price of all the white oil product mainly petrol, HSD, SO, SSD and LDO انہوں نے کہا کہ آپ نے premium exclude کیوں کیا اور ہم یہی کہتے آ رہے ہیں کہ یہ 18 carat gold دے کر 21 carat gold کی price ہم سے receive کر رہے ہیں۔ جناب! دوسری بات انہوں نے یہ point out کی کہ inter bank rate آپ لیں اور National Bank of Pakistan کا rate نہ لیا جائے تو اس پر چیئرمین او سی اے سی نے کہا کہ

he issues have an approximate impact of rupees 500 million for each refinery and approximately rupees one billion for Cargo. Sir, in other words what they are saying that 'yes', these refineries are overcharging and this is the impact. So, this confirms our unanimous report whcih was submitted in the House.

جناب ! اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ NAB کی ایک statement پر دلانا چاہتی ہوں، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ the focus of our enquiry is purly two companies nor on foreign investment. The focus of enquiry is purely to check the implementation of government policies which have been issued on the subject from time to time based on Cabinet dcision and then sir, it further says ironically, Ministry of Oil and Petroleum has created a lobby to prescribe NAB to shelf the ongoing enquiry by disseminating misinformation regarding the intent of the enquiry.

So, sir, this is a very serious issue,

again they are facing ' کر دیا گیا تھا invalid بالکل کے معاملے میں sugar کو NAB کہ this problem and who is creating this lobby is Ministry of Petroleum and sir, it is on record in different meetings, I have been telling them that you are there to look after the interests of the people, not of the oil cartels. So, sir, this is a very serious issue and therefore, we would like that some remedial action is taken on it. Our report is pending with the Ministry, our recommendatory report, I think something more has to be done.

Then coming to the point of GST on petroleum products which we said, "Reduce it from 15% to 5%," we did recommend also in our course of deliberations with them that this amount should be kept in a separate fund and be used to absorb the price increase from time to time. So, those are for the number one and number three. I will not press number two because it is not the ambit of this House to go for pricing formula revision. Definitely, we would like, sir, that this is discussed in this House, this

report of the Oil Committee and thenrecommendations which are made by the House. I am sure that side is fully awareof the people's sufferings because of increase in oil prices, because of 15% GST because sir, what happens is when you add duty in the base price then GST increases, then the commission of oil marketing companies increases and sir, theyare charging. In the world over, there are three components of the prices: One is the product price which is ex-refinery price. Second is the distribution price, downstream sector price which is marketing companies or petrol pump, frieght. The third is the Government duty. So, sir, every Government has a prerogative to put whatever pressure they want to put according to their own policies but no Government allows that commission will charge even on Sales Tax, they were charging commission. So, if Government was receiving PDL, the oil companies were charging commission and the people were paying Sales Tax also on it. So, if the Government of Pakistan is committing to pay Petroleum Development Claim to the oil companies, again,

commission, انہی کا claim ہے' وہ کہتے ہیں یہ ہمارے پیسے ہیں حکومت کے پاس' اس پر بھی اس پر بھی Sale Taxes, جناب! یہ بہت زیادہ غلط system بن گیا ہے اور اس کو بہت زیادہ دیکھنے کی ضرورت ہے - Sir, your personal attention and indulgence is very important for it. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Minister sahib.

سینیٹر میر نصیر خان مینگل ، جناب چیئرمین! جہاں تک یہ 10% custom duty کا تعلق ہے'

the proposed levy of 10% custom duty on crude oil will have an estimated impact of 3.2 billion per annum and refinery import cost. Besides Government of Pakistan is presently looking into the possibilities of investment from foreign and local investors in the mega projects of coastal refinery of about 2.3 million barrels per day. The proposed levy of custom duty will therefore, come around at this stage. Ministry, therefore, is not of the view to impose this levy.

اور ساتھ ہی اس کو پھر ہم نے جیسا کہ محترمہ نے بتایا' GST کا تعلق تو CBR سے ہے' this issue was earlier discussed with the CBR and they have not agreed to the same on the plea that GST is levied on all commodities and there can be no exemption on petroleum products. However, CBR may be requested to give their comments in the matter. The estimated impact of reduction of GST from 10% to 5% is around to Rs.31 billion per annum. اور اس سے پہلے بھی petroleum levy کے سلسلے میں حکومت نے تقریباً 74 billion کا خسارہ اٹھایا ہے۔جیسا کہ معزز رکن نے بتایا ہے کہ NAB کو influence کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ Ministry کی طرف سے NAB کو influence کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے اور جو بھی information جب بھی کسی بھی level پر Ministry سے اور DG Oil سے مانگی گئی وہ دے دی گئی۔ شکریہ جناب۔

Senator Engr. Rûkhsana Zuberi: Sir, I had asked for,.....

(Interruption)

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، جناب! یہ debate کی بات نہیں ہے' he has not answered the question raised. So far as NAB is concerned, it is there communique and sir, I did say that OGRA was called in Ministry of

why do we 'کرے گی' pressure Ministry use کا اتنا ہی OGRA اگر Petroleum. Let OCAC do it. Let - وغیرہ سب کو گھر بھیجیں need an OGRA then. PEMRA Ministry of Petroleum do the pricing as they were doing before. So, sir, this is not on.....

Mr. Chairman: He has addressed the point raised by you.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, Regulatory Authority is under the Cabinet Division not under his Ministry.

Senator Mir Naseer Khan Mengal: Sir, OGRA is under the Cabinet Division and this is not Ministry of Petroleum.

(Interruption)

سینیٹر میر نصیر خان مینگل ، وہ کیونکہ پہلے تھا کہ deregularization کا تھا اس کے بعد انہوں نے کہا کہ جی اس کو OGRA کو دیا جائے تو Opposition کے کہنے پر ان کو دیا گیا and that is under the Cabinet Division.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, Leader of the Opposition

کے کہنے پر ان کو meeting call کر کے بلا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آپ revise نہ کریں Why they - نہ کریں اس میں anomalies mention آپ ' نہ دیں discount آپ formula. have to call and ask the OCAC Chairman and all that cartels to sit in front send it back, why کی یہی حیثیت ہے تو OGRA اگر and pressurise on the OGRA. put another burden on the Government exchequer.

Mr. Chairman: No, OGRA is a regulatory authority, how can they pressurise it?

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, this is the minutes of

meeting and I am ready to share it with you. I have got the minutes.

Senator Mir Muhammad Nasir Khan Mengal: Sir, there is no pressure from the Ministry of Petroleum on OGRA.

Mr. Chairman: I think we put it to vote. We will put the recommendation to the House.

(The motion was negatived.)

Mr. Chairman: The recommendation is rejected. We will go to item No.9

عباسی صاحب آپ move کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں move کر رہا ہوں کوئی اور ہے نہیں۔

جناب چیئرمین، چلیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ، ہمارے actually four members نے move کیا ہے۔ میری آپ سے خصوصاً درخواست ہے کہ میاں رضا ربانی صاحب ابھی اٹھ کر گئے ہیں انہوں نے request کی ہے کہ ایک میں بولوں گا اور ایک فاروق نائیک صاحب ان کی جگہ پر بولیں گے۔

Sir, I beg to move on behalf of myself, Mian Raza Rabbani, Sarder Muhammad Latif Khan Khosa and Dr. Babar Awan that the proposed budget allocation for National Security Council be withdrawn.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Dr. Sher Afghan Khan Niazi: Opposed it Sir.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ، جناب چیئرمین! یہ جو نیشنل سیکورٹی کونسل کا ادارہ ہے یہ پہلی دفعہ National Security Council Order 2001 کے ذریعے آئین میں ترمیم کر کے اور please bring the House in order.

Mr. Chairman: Let us hear the honourable members.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ،چونکہ آپ کی آواز اتنی بھاری بھرکم ہے کہ میری آواز دب جاتی ہے۔ یہ نیشنل سیکورٹی کونسل آرڈر 2001 آئین میں ترمیم کے ذریعے introduce کیا گیا۔ یہ آرٹیکل 152 (a) آئین کا قرار پایا۔ بعد میں اس کو Legal Framework Order کے تحت legalise کیا گیا۔ مطلب ہے اپنے انداز میں legalise کیا گیا۔ بعد میں جب 17th amemdment پیش ہوئی تو 17th amendment کے تحت اس ادارے کو آئین میں سے نکال کر، آئینی باڈی کے اعتبار سے اس کو ختم کر کے نیشنل سیکورٹی کونسل ایکٹ کے تحت اب current form میں وجود میں آیا۔ جناب والا! میری نظر میں اپریل 2004 کے بعد نیشنل سیکورٹی کونسل کی ہیئت ترکیبی میں آئین کے حوالے سے ایک بنیادی تبدیلی آئی۔ جس کے تحت یہ ادارہ جو ایک ایگزیکٹو آرڈر کے تحت آئین میں ترمیم کر کے آئین میں شامل کیا گیا as constitutional body اس کو Constitution سے نکال کر Act کے تحت کام کرنے کے لئے کہا گیا۔

جناب چیئرمین! ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جو 1973 کا آئین ہے وہ ہمارے نزدیک constitution governance کے حوالے سے بنیادی framework دیتا ہے۔ اس آئین میں صدر پارلیمنٹ کے دونوں ایوان، وزیراعظم اور کیبنٹ کا ایک تصور دیا گیا ہے۔ وزیراعظم اور کیبنٹ کے پاس ایک executive authority ہے۔ پارلیمان ہے، صدر پارلیمان کا حصہ ہے وہ ایک پارلیمنٹری باڈی کے حوالے سے ہے تو یہ نیشنل سیکورٹی کونسل چاہے وہ آئین کے تحت جب تھی وہ اپنی جگہ، لیکن اب جب سے ایکٹ کے تحت بنی ہے۔ تو ہمیں یہ نظر آ رہا ہے وہ یہ آ رہا ہے کہ نیشنل سیکورٹی کونسل کا کام جو ہے یا اس کا جو طریقہ کار ہے وہ پارلیمنٹ اور کیبنٹ ان دونوں کو کئی دفعہ bypass کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ ادارہ نظر اس طرح آتا ہے کہ یہ کسی ایکٹ کے تحت کام نہیں کر رہا بلکہ ایک supra constitutional body کے حیثیت کام کر رہا ہے۔ اس کے اندر جو representation ہے اس حوالے سے یہ postage قسم کا ادارہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ which is trying to pass over the other organs of the State خصوصاً Cabinet and Prime Minister اور جناب! اس میں، میں یہ دیکھتا ہوں کہ جب بھی

نیشنل سیکورٹی کونسل کی meeting ہوتی ہے تو بلاناغہ مجھے ایک چیز ضرور نظر آتی ہے وہ یہ کہ جنرل مشرف اپنی فوجی وردی میں آتے ہیں اور اس کی presiding ہمیشہ وہ فوجی وردی میں کرتے ہیں۔ اس سے وہ آپ کو کیا message دینا چاہتے ہیں؟ باقی organs of the State کو وہ اس سے صاف ظاہر ہے ۔ اس سے ان کی وہ "pastiness" میں کہوں گا لفظ شاید غلط ہو انگریزی اتنی اچھی نہیں ہے یہ ' لیکن ان کی یہ "pastiness" ظاہر ہوتی ہے ۔ Browbeating the other organs of the State اور پھر جناب ! معذرت کے ساتھ کہ اس نیشنل سیکورٹی کونسل کے تحت An institution of Secretary of the National Security Council was created. ۔ میں کسی کی ذات میں نہیں جانا چاہتا نہ کسی شخصیت پر تنقید کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جناب ! جو Secretary of the National Security Council ہے وہ قواعد کے تحت بائیس گریڈ کا افسر ہے ۔ In 2004, the rules of National Security Council بنائے گئے اس کا رتبہ یا status ہے ۔ پتا نہیں کہ ابھی وہ serving officer ہے یا ریٹائر ہو چکے ہیں لیکن جو اس کا status ہے وہ BPS-22 کا ہے ۔ یعنی Secretary of the Federal Government ۔ لیکن جو شخص بھی وہ سیکریٹری کا رول ادا کر رہا ہے He is not acting as a Secretary of the Federal Government. وہ ایسے شخص کو بنایا گیا ہے کہ جو باقی تمام اداروں ' چاہے وہ وزیر اعظم ہو ' چاہے وہ کیبنٹ ہو ' چاہے وہ ruling party ہو ' ان سب سے بالا شخصیت ہے اور میں نے معذرت کے ساتھ حکومت کے بڑے بڑے ارکان اور بڑے بڑے کیبنٹ منسٹروں کو اس کے آگے cornish میں کہوں گا بجا لاتے دیکھا ہے ۔

جناب والا! ہم نے جو نیشنل سیکورٹی کونسل کے ادارے کی بات کی ہے ۔ اس کے لئے ۲۹ ملین آپ نے رکھے ہیں۔ یہ ادارہ بالکل redundant ہے ۔ یہ آئین کی in the scheme of things fit نہیں ہوتا اس کے تحت جنرل مشرف خود اور ان کے یہ سیکریٹری باقی اداروں کو dominate کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ہم نے یہ درخواست کی ہے کہ اس ادارے کو جیسے پہلے آپ نے آئین سے نکالا تھا ۱۷ ویں ترمیم کے تحت ' اور اب بھی اس آئین کے تحت اس ادارے کو ختم کریں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پاکستان کے آئین کی سکیم میں fit نہیں ہوتا ۔ اور میری اس ایوان سے درخواست ہوگی کہ اس کے لئے جو ۲۹ ملین روپے رکھے ہیں اس کو

withdraw کرکے اس ادارے کو ختم کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، عباسی صاحب! آپ نے uniform کا حوالہ دیا ہے۔ The Senate is also a member of the Security Council. I don't think that everytime there might be any long meeting. As I recollect he is not always in Uniform.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں نے تو TV پر دیکھا ہے۔ میں نے تو یہ impression Tv دیکھ کر لیا ہے۔ بہرحال وہ ایک الگ point ہے۔ باقی جو میں نے باتیں کی ہیں اس ادارے کے حوالے سے وہ اپنی جگہ ہیں۔

جناب چیئرمین، مسٹر فاروق اے نائیک۔

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you, Mr. Chairman! allow me to moveon this motion despite the fact that I am not one of the movers. Sir, National Security Council is an outcome of National Security Council Act, 2004 and with the passage of this Act far reaching constitution implications have taken place. There are implications of the supremacy of the Parliament, there are implications on the democracy in Pakistan and there are implications on the global impact and the global image of Pakistan as the democratic state. Sir, this Act which has created National Security Council which is the fraud in the Constituion. And I repeat it is a fraud on the Constituion and on the people of Pakistan. It is a black law and it is a black day when it was passed by this Parliament. This is the only Parliament in world Mr. Chairman! which very gleefully gives away its power to others, firstly they give the powers in the form of legal framework order and that then they give the powers with the passage of the National Security Council Act, 2004.

Mr. Chairman! with the passage of this Act and with the formation of National Security Council, the democracy has become a shame and we have become a laughing stock of the people all over the world. This Act is militarization of the Constitution and the militarization of the Parliament, this has reduced the powers of the Parliament and I would say that Parliament is only an implementing agency of the direction of the National Security Council which is composed of the military basically and that the people but other people are totally subservient to the military, National Security Council is a supra constitution body and it is a body which is totally unconstitutional, it is ultra-vires Article 2(a) of the Constitution which based upon the Objective Resolution. It is an Act which is violative of Article 270, as well as Article 273 of the Constitution and the whole Parliament, the whole democracy in this country has been negated with the passage of this Act and the formation of National Security Council.

So, it is moved that the National Security Council should be suspended and Act should be repealed and whatever there is a proposal in the budget for the allocation in the budget should be withdrawn. Thank you sir.

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب چیئرمین! میں معزز سینیٹر صاحبان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے negative پہلو اجاگر کرنے کی پوری کوشش کی کہ کسی طریقہ سے it should be taken as an wishful thing which has been done by the Parliament لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دور میں جہاں کہیں بھی nuclear powers ہیں یا بڑے ملک

ہیں' ہر جگہ پر National Security Council موجود ہے۔ either in the fo of Act of

Parliamentاور constitutional بھی ہے۔ اب ایران میں constitutional ہے' امریکہ میں legal ہے اور اسی طریقے سے انڈیا میں ہے۔ اگر اس صورتحال پر ان کو اعتراض کرنا ہی تھا تو یہ Parliamentary پر بات کر سکتے تھے کہ Chairmanship کی National Security Council democratic system where the Chief Executive of the Federation is the

whereas here in Pakistan this National اس کو ہونا چاہیے تھا' Prime Minister Security Council has been presided by and the Chairmen is the President

the proportionately the military یا دوسرا یہ کہہ سکتے تھے کہ of Pakistan. representation is lower as compared to other countries whereas all three forces Chiefs and Chairman and they all are members of National Security

you analize کریں تو dissecion کی اس آپ اگر باوجود بھی اس کے لیکن Council the thing آپ یہ پائیں گے کہ چاروں Chief Ministers ہیں' ان کے ساتھ Prime Minister ہیں' چیئرمین سینیٹ ہے' Speaker of National Assembly ہے' اپوزیشن لیڈر ہیں

whereas the similar representation, even I will say bluntly that the present President although he is in uniform as a Chief of Army Staff as well but he has been elected by the Parliament and the Provincial Assemblies. Under the 17th Constitutional Amendment. Thereby, as a President he is a civilian and not as a military general. As a military general, he is just Chief of Army Staff less than the President of Pakistan. He is Head of the State.

civilian representation is much اب اگر اس کو analysis کریں تو اس حوالے سے ahead as compared to the military and as it has been said very wrongly that the impression is being important that that Council which is National

Security Council is being ruled by the military Janta? Not at all.

It is the necessity and for the regional authority, it is must and the objects and reasons for which it has been created, they are very good. One thing I may point out that if any crisis happens to be in the country, it is the place where everybody sits and they talk about it. It is a consultative body. It has no powers to decide. Who are to decide? The recommendations are made out of this council and recommendations to whom they are sent. One is the sitting government and the second is the Parliament and the National Assembly is the final authority to decide a national important issue.

If the National Assembly is not in session or stand dissolved, the second House is the Senate which will resolve the issue and the decision given by this august House shall be final. To say and to make it negative on the simple principle that the President of Pakistan who is an elected President out of the Constitutional 17th Amendment passed by the Parliament then wearing uniform as a Chief of Army Staff and the General. That is professional office which has been given by the Armed Forces, he has been the senior most and experienced man. It should not be mixed with him as the Head of the State and being the President of Pakistan.

I think the arguments, not a single one has been given which should be bearing a weight. Weightless things has been narrated on the floor of the House and it should not have been narrated by these honourable Senators. They are verywise people. They should have given wisdom. That was the only objection which could be raised on the floor of

the House. In this type of democratic system they have not raised it and that could not be said as well . Thereby, I will request that they did not argue properly and they carry no weight. That's why this issue which has been raised by the honourable Senators may kindly be rejected. It doesn't need concentration. Thank you very much.

Mr. Chairman: We will put the recommendation before the House.

(The motion was rejected).

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, in any Parliamentary system as the Leader of the House is a very important responsiblity and also the Leader of the Opposition

اور ہمیں پچھلی term میں کافی امتحان میں ڈالے رکھا۔

and we have to take weeks and weeks before we could decide sir. Sir, there is a very good news for this House and if you allow kindly Maulana Gul Naseeb to say two or one minute. You will have a very fine news here.

جناب چیئرمین، جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم جناب چیئرمین صاحب! اس وقت سینیٹ میں شامل متحدہ اپوزیشن اور ان جماعتوں کے سربراہان نے باہمی اتفاق اور اتحاد سے سینیٹ کے لیے اپوزیشن لیڈر سینیٹر میاں رضا ربانی صاحب کو نامزد کیا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

محترم جناب چیئرمین صاحب! میں اپنی طرف سے اور متحدہ مجلس عمل کی طرف سے اور پوری اپوزیشن کی طرف سے ان کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس وقت ملک میں موجودہ صورت حال کی نزاکت اور موجودہ حالات کے تناظر میں متحدہ اپوزیشن نے ایک ایسے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا۔

جس میں حزب اقتدار کے لیے بھی آسانی ہو اور اپوزیشن کے لیے بھی آسانی ہو ' میاں رضا ربانی صاحب ایک انتہائی قابل' ذہین' ہوشیار ' دانش مند اور منجھے ہوئے سیاستدان ہیں اور اس کام کو خوب جانتے ہیں اور پہلے tenure میں انہوں نے انتہائی دانش مندانہ طریقے سے اپوزیشن کو متحدہ بھی رکھا اور چلایا بھی۔ انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ آگے چل کر بھی وہ تمام اپوزیشن جماعتوں کے جذبات ' ان کے نظریات ' اور ان کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اور ملک و قوم کے بہتر مفاد کو دیکھتے ہوئے وہ اپوزیشن کے اس منصب کو سنبھالیں گے اور انشاء اللہ وہ قوم اور ملک کے لیے انتہائی خوش آئند ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے اس فیصلے میں خیر و برکت ڈالے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر وسیم سجاد ، جناب والا! یہ ایک بہت اچھی خبر ہے اورمیں Treasury Benches کی جانب سے اور اپنی جانب سے رضا ربانی صاحب کو دلی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اپوزیشن کے ساتھ ہمارا اکثر اختلاف رائے رہتا ہے لیکن آج گل نصیب صاحب نے جب یہ کہا کہ یہ ذہین ہیں دانش مند ہیں ' دانشور بھی ہیں ' تجربہ بھی رکھتے ہیں ' اور بہت اچھے طریقے سے اپوزیشن کو چلائیں گے۔ میں پوری طرح اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ میں ایک بار پھر سب کی جانب سے ان کو مبارکباد دیتا ہوں اور یقین ہے کہ جس طرح انہوں نے اچھے اور سلجھے ہوئے طریقے سے اور بڑے sober طریقے سے اپوزیشن کی جنہوں نے لیڈرشپ کی ہے اسی طریقے سے اس ایوان کو ساتھ لے کر چلیں گے اور انشاء اللہ ایوان کی کارروائی کو زیادہ اوپر لے کر جائیں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب چیئرمین! میں بھی اپنی پارٹی کی طرف سے پختون خواہ ملی عوام پارٹی اور ہمارے اپوزیشن کے ڈیموکریٹس الائنس سینیٹ میں اورمتحدہ اپوزیشن کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں کہ رضا ربانی صاحب کو اپوزیشن کا لیڈر یہاں سے نامزد کیا گیا ہے اور پوری طرح امید رکھتا ہوں کہ وہ واقعی سینیٹ میں اپنا role جو ان کے شایان شان ہو وہ role play کریں گے۔ مہربانی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! میں سب سے پہلے تو متحدہ اپوزیشن کا ' MMA کا' Democratic Alliance کا نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ پر یہ اعتماد کیا اور مجھے اس بات کا احساس ہے کہ پچھلے دور میں اور اس دور میں میرے لیے ایک qualitative فرق ہوگا کیونکہ پہلے جو صورت حال تھی وہ مختلف تھی لیکن اب چونکہ تمام جماعتوں نے اپنا confidence مجھ میں دیا ہے لہذا میری یہ کوشش ہوگی اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے strength دے کہ میں صحیح معنوں میں اپوزیشن کو لے کر چلوں اور میری کوشش یہی ہوگی جیسے پہلے تھی کہ تمام جماعتوں کو اکٹھا لے کر ہم چل سکیں ملک و قوم کے اس وقت جو تمام issues ہیں ' اس ہاؤس میں ان کو اٹھائیں۔ میں بالخصوص مولانا گل نصیب صاحب کا اور قائد ایوان کا نہایت شکر گزار ہوں' خاص طور پر انہوں نے میرے لیے جو کلمات استعمال کیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے قابل نہیں ہوں لیکن بہرحال میں ایک بار پھر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کو اور آپ کے through اس ہاؤس کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ متحدہ اپوزیشن اپنا کردار جو آئین کے تحت اور rules کے تحت اس کو سونپا گیا ہے' بھرپور طریقے سے ادا کریں گی اور ہم اپنی جمہوری جدوجہد کو پارلیمان کے اندر اور پارلیمان کے باہر جاری رکھیں گے۔ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ جو ہمارا اگلے تین سال کا tenure ہے اس tenure کے اندر ہم اعلیٰ پارلیمانی روایات کو نہ صرف برقرار رکھیں بلکہ نئی پارلیمانی روایات کو قائم بھی کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! اتفاق رائے سے جو بات ہو وہ خوش آئند ہوتی ہے۔ مجھے بھی بڑی خوشی ہے۔ بہت بہت مبارک ہو۔ آغا صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں نے بھی مبارکباد دینی ہے۔ میں رضا ربانی صاحب سے کہوں گا کہ جو پچھلا تین سال کا عرصہ گزرا ہے اس میں سے وہ والا حصہ جس میں' میں سمجھتا ہوں کہ اسپارلیمان کے اندر حزب اختلاف کی طرف سے' قائد حزب اختلاف کی طرف سے اور treasury کی طرف سے جن اچھی روایات کو قائم کیا گیا ہے' میں اس پر بھی رضا ربانی کی معاونت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میری یہ خواہش ہے اور یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ایوان

کو' اس پارلیمنٹ کو اور اس پارلیمنٹ کی بالادستی کو قائم رکھے اور یہ کہ اس کے لئے ہم مزید کوشش کریں اور یہ جو گاڑی کے دو پہیے ہیں ان کو ایسے احتیاط سے آگے بڑھائیں کہ یہ روایات ایسے پروان چڑھیں کہ وہ آنے والوں کے لئے ایک اچھی مثال ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں آپ کا تحمل اور بردباری بھی قابل ستائش ہے کہ جو آپ کے پاس اختیارات تھے ان کو آپ نے اس طریقے سے سنبھالے رکھا کہ Opposition کو آپ نے بڑا اچھا موقع دیا کہ وہ unanimously ایک فیصلہ کریں۔ otherwise ہماری کوشش ہر وقت یہ تھی اور ہم ان کو یاد دہانی بھی کراتے رہے کہ اس مرتبہ کم از کم Opposition یہ نہ کہے کہ ہماری وجہ سے اس کی تقرری میں کچھ دیر ہوئی ہے یا یہ کہا جاسکے کہ ہم اس کو delay کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے ہر روز کوشش کی کہ ان کا یہ فیصلہ unanimous ہو اور الحمدللہ ہماری کوششوں سے یہ فیصلہ unanimous ہوا ہے۔ انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ آگے چلے گا اور اچھی روایات اور اچھی مثالیں قائم کرے گا۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، میں نے اس لئے کہا ہے کہ اتفاق رائے سے جو فیصلہ ہو وہ خوش آئند ہے اور یقیناً بڑا اچھا تجربہ رہا ہے پہلے بھی رضا صاحب کے ساتھ اور آئندہ بھی انشاء اللہ اس سے بھی بہتر تجربہ رہے گا۔ آپ کو مبارک ہو اور ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ Item No.

10. Mr. Abdur Rahim.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، چونکہ officially notify نہیں ہوا ہے اس لئے اس وقت ہم اس موضوع پربات نہیں کر رہے ہیں۔ جب officially notify ہو جائے پھر کرلیں۔ House نے فیصلہ کرنا ہے' اگر آپ چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چیف وہپ نے کہہ دیا ہے۔ احمد علی صاحب! آپ کو پتا ہے کہ چیف وہپ کا اپنا role ہوتا ہے۔ مشہدی صاحب! پھر مختصر رکھیں۔

Senator Col. Retd. Syed Tahir Hussain Mashhadi: Mr. Chairman! It gives me a great pleasure to extend our heartiest

congratulation to Mr. Raza Rabbani on his election as the Leader of the Opposition. His spirit, his personality and his experience will go a long way in developing a wonderful, working relationship in this august House and I, on behalf of MQM, extend him all cooperation to imporve the democratic process, even further in order to serve the masses for the purpose, we are over here, I hope that the traditions, the honour, the dignity of this House will receive a boost by his elevation as the Leader of the Opposition and the future will hold a far more cooperative attitude. Sir we are an independent political party. We are no doubt members of the coalition but we actmore as the conscience of the coalition than anything else in this august House. and I know that Mr. Rabbani's qualities of head and heart will improve the over all political climate in this august House and therefore, in the country. We wish him all the success. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Item No. 10 Mr. Abdur Raheem Mandokhel.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میں اپنی اس motion کو پیش کرنے سے پہلے احتجاج کرتا ہوں کہ Chair نے میری Motion No. 7 پر جب وزیر داخلہ صاحب نے اپنا جواب دیا تو مجھے موقع نہیں دیا کہ میں ان کے ان نکات کا جواب دے سکوں جو انہوں نے پیش کئے۔ جناب والا! وزیر صاحب نے کچھ دلائل دیئے' وہ یہ تھے کہ یہ fundamental rights کے مسائل judicial system میں ہیں۔ ان کا levies کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے' levy ایک investigating agency, law and order کی agency ہے جس کا اپنی reforms کا مسئلہ ہے' اس judicial system سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے جو وہاں پر system تھا۔ انہوں نے یہاں اس کا reference دیا اور پھر انہوں نے یہ کہا کہ اس میں

بہت ہی influence ہے۔ جناب والا! ایسا نہیں ہے' یہ ایک community policing, police کی community

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے' اس پر vote ہو چکا ہے۔ میں مودبانہ عرض کروں کہ Rules اور Procedures میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک چیز پر voting ہو چکی ہے۔ آگے agenda ہے' اب میری request ہے کہ آپ اس پر چلیں۔ آپ بڑے تجربہ کار ہمارے Parliamentarian ہیں' اس میں میری عرض ہے کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بالکل بولیں' rule کے حساب سے چلیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، آپ نے مجھے یہ موقع نہیں دیا۔

جناب چیئرمین، نہیں' rules میں گنجائش نہیں ہے' اس کی rules میں گنجائش نہیں ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، یہ cut motion ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' یہاں cut motion نہیں ہوتے۔ Rule میں گنجائش نہیں ہے' آپ بیٹھیں' آپ کے ساتھ آپ کے دوسرے ساتھی بھی کہہ رہے ہیں کہ اس میں گنجائش نہیں ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، اس میں ایک قسم کا مجھے بھی explain کرنا چاہیے تھا' آپ نے موقع نہیں دیا۔ جناب والا! اس پر میں احتجاج کرتا ہوں اور رہی job opportunity کی بات تو آپ levies کو job opportunity میں expend کریں اور ان کو training دیں تو job opportunity ملے گی۔ اس میں جو police کا system ہے' community police کا---

جناب چیئرمین، میرے خیال میں اس item کو لیں' وہ تو settle ہو چکا ہے۔ مندوخیل صاحب! آپ مہربانی کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، اس پر میں احتجاج کرتا ہوں اور with due respect جناب والا! احتجاجاً میں یہ دوسرا motion move نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب بھی کریں گے یا پھر ویسے ہی کر دیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جو طرز عمل ہمارے متعلق اختیار کیا گیا ہے' یہ افسوسناک ہے۔

جناب! آپ کا طرز عمل افسوسناک ہے یعنی آپ بار بار موقع دیتے ہیں' یہ آپ کا اختیار ہے' آپ کسی کو جب موقع دینا چاہتے ہیں تو دے دیتے ہیں لیکن یہ بڑا اہم مسئلہ تھا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ سے میں نے عرض کیا ہے کہ جس کو موقع دینا چاہتا ہوں تو حالات کو دیکھ کر دیتا ہوں۔ اس وقت debate کا موقع نہیں ہے۔ بہرحال آپ کا جو خیال ہے' آپ کا حق ہے' میرے جو فیصلے ہیں' اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے' یہ سب اس حساب سے ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، آپ نے مشاہد حسین کی Committee کا مذاق اڑایا ہے' صوبے کی حکومت کا مذاق اڑایا' آپ نے اسمبلی کی معاملات کا مذاق اڑایا۔ جناب! جب ہم یہاں مسئلہ پیش کرتے ہیں' آپ جناب! police راج مسلط کرنا چاہتے---

جناب چیئرمین، آپ نے اس وقت move کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے۔ اچھا' تشریف رکھیئے۔ شیر افگن صاحب! do we put this to the House یا we just defer it, drop it. اگر move نہیں کر رہے تو drop کر دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ہاں جی. drop it, immediately.

جناب چیئرمین، Please, تشریف رکھیئے۔ We will move to item No.11, Mr. Muhammad Azam Swati. Swati sahib, you want to move it. رضا صاحب! تشریف رکھیئے' مہربانی کر کے تشریف رکھیئے' House کا ایک system ہے' ایک احترام ہے اس کے مطابق چلیے۔ میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے مہربانی کر کے ماحول کو خواہ مخواہ deviate نہ کریں۔ سواتی صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، رضا صاحب! تشریف رکھیے' ابھی ہم نے بات کی کہ یہاں Rules اور قواعد کے حساب سے چلنا چاہیے۔ رضا صاحب! یہ قواعد کے خلاف ہے جس طرح بول رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، رضا صاحب! یہ قواعد کے خلاف ہے، آپ ہمیشہ Chair کے روکنے کے باوجود بولتے رہتے ہیں، یہ طریقہ کار صحیح نہیں ہے، مہربانی کر کے House کے procedure کا احترام کریں، اسی House نے ان procedures کو approve اور adopt کیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! یہ contempt of the House ہے۔

جناب چیئرمین، اگر move کریں، I will be delighted بے شک۔ We will اب مندوخیل صاحب کو بولنے دیں۔ The whole House is go back to No.10. listening, میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, with your permission, I request to Mr. Mandokhel to move his item sir.

جناب چیئرمین، جی مندوخیل صاحب! Item No. 10.

(مداخلت)

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - I on my behalf and...

جناب چیئرمین، رضا صاحب! وہاں سے بیٹھ کر یہ کہنا کہ نہیں دے رہے بڑا آسان ہوتا ہے، یہاں فیصلے کرنے ہوتے ہیں، آپ بھی ادھر آ کر دیکھا کریں، تھوڑا rules کے حساب سے رکھیں۔

Senator Abdur Rahim Khan Mandokhel: I on my behalf and on behalf of Mr. Raza Muhammad Raza and Nawab Mohammad Ayaz Khan Jogezai, move that the Federal Government may allocate money for establishment of Agriculture University in Quetta.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf (Federal Minister for

Education): Opposed.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، اس میں oppose کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔

جناب چیئرمین، وہ اپنی تقریر میں بتا دیں گے۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل، جناب والا! مجموعی طور پر ملک میں جو Agriculture Universities ہیں، وہ basically گرم علاقے میں ہیں یعنی زرعی production, horticulture کے حوالے سے ان کا کام ہے۔ ہمارے صوبے میں زراعت لوگوں کی اپنی محنت سے کافی ترقی کر چکی ہے لیکن اس کے لیے ایک ایسی University کی ضرورت ہے جو بلوچستان کے northern علاقے کی ضروریات پوری کر سکے۔ وہ سرد علاقے ہیں، وہاں کے میوہ جات، سبزیوں اور پھلے کا خصوصی طور پر میدانی گرم علاقوں سے بڑا فرق ہے۔ تو حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ higher education کی universities بنا رہی ہے لیکن ہمارے صوبے میں higher education کے سلسلے میں جو universities دی ہیں، آپ دیکھیں تو ہمارے صوبے کی ضروریات کے حوالے سے higher education میں ابھی تک ایسی university نہیں دی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئٹہ میں اگر Agriculture University قائم کی جائے اور بالخصوص سرد علاقوں میں جو قلات، خضدار سے لے کر چار، ساڑھے چار ہزار فٹ کی بلندی والے علاقے اور ژوب تک تمام علاقہ ہے، اس کی سبزیاں اور میوہ جات اس nature کی ہیں تو ان کے لیے ایک خصوصی university کی ضرورت ہے اور ہم higher education اور Federal Government سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس university کی establishment کا فیصلہ کریں اور اس کے لیے رقم allocate کریں، یہ دونوں چیزیں کریں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! آپ نے بولنا ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf (Minister for Education): Sir, I oppose on the grounds that there is a certain procedure for allocation of money. The requirement of the University is

not being contested. I accept that Balochistan needs an Agriculture University but there is a certain procedure for allocation of funds which is that you first make the feasibility, make a PC-I , forwared it to Higher Education Commission, it will be forwarded to the Planning Commission, it will come up in the CDWP, it will go into ECNEC and after that project has been approved, only then the funds are allocated. Therefore, I request that first of all this procedure be followed and then the request for allocation of funds be made. It is therefore, opposed that in this budget without any feasibility, without any prior things the funds can not be allotted.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, I appreciate that the Honourable Minister has confirmed there is need for the Agriculture University in Quetta. I would request him to just take the House into confidence and they promise that in the forthcoming year, they will undertake a study and do all the process.

Mr. Chairman: I think, it has to be assisted also.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, it is upto the Province to do the feasibility and make the PC-I and forward it. We will support it but basically Higher Education Commission will than assess whether or not it is feasible whatever the province has sent and even otherwise without the province sending we will send the recommendation to Higher Education Commission that they should assess the need and if required then they should fight for allocation of money.

Mr. Chairman: We put the recommendation to the House, yes.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جب انہوں نے یہ اختیار لیا ہے ورنہ یہ مجموعی طور پر صوبائی مسئلہ ہے - یہ اگر انہوں نے دیا ہے تو اس میں یہ initiate کریں -

جناب چیئرمین، یہ share responsibility ہے - اس میں صرف ان کا نہیں ہے کہ یہ لیں - province کا بھی ہوتا ہے جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے -

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، وہ صحیح ہے لیکن ان کی طرف سے اگر وفاقی حکومت اس میں یہ assurance دے کہ وہ اس میں اپنا role play کرے گی initiate کرے گی-

جناب چیئرمین، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ initiate تو صوبائی حکومت نے کرنا ہے -

we will put the recommendations to the House.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! نو یونیورسٹیوں کے لئے foreign aid آئی ہوئی ہے- بلوچستان کو Minus کرکے باقی دوسرے صوبوں میں establish کر رہے ہیں - ایک یونیورسٹی ان کو نہیں ملی ہے - سلیم سیف اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں - انہوں نے اس دن اس ایوان میں کہا تھا کہ نو یونیورسٹیوں کے لئے foreign aid آئی ہوئی ہے - ان کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ نو میں سے ایک یونیورسٹی بلوچستان کے لئے کر دیں -اتنا تو سوچیں -

جناب چیئرمین، سلیم سیف اللہ صاحب -

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان (وفاقی وزیر برائے صوبائی رابطہ)، جناب چیئرمین! جیسے اس دن بھی میں نے گزارش کی تھی کہ 9 new universities which are being funded bydifferent countries اس میں سے ایک بلوچستان میں بنائی جا رہی ہے اور میری معلومات کے مطابق پورے بلوچستان میں پہلے صرف ایک یونیورسٹی ہوا کرتی تھی - آج پانچ ' چھ یونیورسٹیاں وہاں پر کام کر رہی ہیں - حکومت کی خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیاں بلوچستان میں ضرور بننی چاہییں-

جناب چیئرمین، I think یہ کیسے commitment کرلیں گے - there is a

they will be very وہی تو انہوں نے بتایا ہے ۔ باقی جہاں کچھ ہوسکتا ہے procedure for it supportive

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان ، وہ commitment ہے کہ ایک یونیورسٹی out of nine one will be definitely in Balochistan that commitment I make on this floor.

Mr. Chairman: We will put the recommendation No. 10 to the House.

(The recommendation is rejected).

Mr. Chairman: We will go to item No. 11. Mr. Muhammad Azam Khan Swati.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: I move that the Non-development expenditure for financial year 2006-07 be frozen at the level of financial year 2005-06.

Mr. Chairman: Its the Motion opposed.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی ، جناب چیئرمین ! Total expenditure 2004-05 میں 823 ملین اور 2005-06 میں 1074 ملین یہ کل حجم expenditure تھا ' اس میں سے Non-development expenditure کا جو حصہ تھا اس کو جوں توں رکھنا چاہیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ زلزلے نے اور عالمی منڈی میں جو قیمتیں زیادہ ہوئی ہیں۔ ان کی وجہ سے ہمارے اخراجات پر کافی بوجھ پڑا ہے ۔ میں اس بات کو بھی جانتا ہوں کہ دیدہ دانستہ ہماری سپلائی لائن پر اتنا بڑا بوجھ ہمارے Financial Managers نے agriculture کی growth کو slow کرنے کے لیے اور اس سے related جو manufacturing sector ہے اس پر اتنی ناقص پیش بندی کی جس کی وجہ سے آج میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہماری 6.6 growth sustainable نہیں ہے۔ جناب چیئرمین میں خود ایک کمپنی کو چلا رہا ہوں اور ایک مزدور کی حیثیت سے ' جب میں

اپنی کمپنی کی management اور good governance کی بات کرتا ہوں تو میں اس ایوان کے سامنے یہ share کرنا چاہتا ہوں کہ پانچ سال پہلے gasoline جو مجھے U.S.A سے ملتی تھی، وہ ۳۷ سینٹ فی گیلن تھی اور آج وہ بڑھ کر دو ڈالر اور ۴۹ سینٹ فی گیلن ہو چکی ہے۔ یہ ریاستی اور وفاقی ٹیکس کے علاوہ ہے۔ میرے لیے دو راستے تھے، یا تو میں اپنی کمپنی کا دیوالیہ file کرتا، جس طریقے سے آج ہم اپنے ملک کا دیوالیہ file کر چکے ہیں یا اپنے بچاؤ کے لیے کوئی راستہ تلاش کرتا، تو میں نے ایک راستہ تلاش کیا کہ میں اپنے volume کو بڑھاؤں، جس سے مراد میری receipts ہیں، میں اس طرف نہیں جانا چاہتا دوسری طرف میں اپنے expenses کو کم کروں، خاص کر non-development expenses جو ہیں ان کو کم کروں، تاکہ ان کے درمیان فرق زیادہ ہو اور میری equity cash flow بڑھے۔ اب میں نے کیا کیا؟ میں نے ٹیلی فون کے اخراجات کم کر دیے، lunches کے اخراجات میں نے کم کر دیے، travelling پر میں نے پابندی ڈال دی۔ حالانکہ کسی نہ کسی طریقے سے میرے بزنس کی رو سے، وہ کچھ نہ کچھ productive expenses تھے۔ لیکن میں نے ان میں کمی کر کے، اس فرق کو زیادہ کر دیا، تاکہ میرا cash flow اچھا ہو سکے۔ میں نے اسی ایوان میں دیکھا اور سنا کہ President House سے اور PrimeMinister House سے جو دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہریں مظلوم عوام کے خون کی ندیاں ہیں، جن کا حساب کتاب ہمیں دینا ہو گا۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ سیمنٹ شوگر، قبضہ گروپ cartel جسے آج ہم اس ملک میں تقویت دے رہے ہیں، اس کا ہمیں حساب کتاب دینا ہو گا اور بدقسمتی یہ ہے، میں صرف اس حکومت ہی کی بات نہیں کر رہا، بلکہ میں سابقہ ساری حکومتوں کی بات کروں گا جنہوں نے ہمیشہ غریب عوام کو دھوکا دیا، نئے نئے نعرے لے کر آئے اور ایک شاعر نے کتنی خوبصورتی سے کہا،

خواب سے بیدار ہوتا ہے جب ذرا محکوم
پھر سلا دیتی ہے حکمراں کی ساحری

میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کی صدی میں خواب اور اس سے بیدار ہونا اور اس پر مظلوم عوام کا غم و غصہ جب میں ان دیہاتوں میں، جب میں اپنے صوبے کے عوام کا غم و غصہ دیکھتا ہوں تو مجھے ڈر لگتا ہے اس دن سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ارباب اختیار کے یہ بڑے بڑے محلات،

اس غم و غصے کے طوفان میں ہمیشہ کے لیے بہہ نہ جائیں اور میں اپنے اس عظیم وطن سے ، جس کے لیے میں ، امریکہ کو چھوڑ کر اس ملک میں آیا ہوں تاکہ خدمت کروں، کہیں اس خدمت سے محروم نہ رہ جاؤں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ جتنے بھی ایسے expenses ہیں ان پر قدغن لگائی جائے تاکہ ہم ان غریبوں کو وہ حق دے سکیں جس کے لئے President مشرف نے وہ سات نکاتی ایجنڈا ہمارے سامنے پیش کیا تھا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، رخسانہ زبیری صاحبہ بولیں گی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جی کاکڑ صاحب بولیں گے ان کی جگہ۔

جناب چیئرمین، جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، جناب چیئرمین! مجھے اعتراف ہے کہ آپ کا دست شفقت تمام ممبران پر ہمیشہ رہا ہے لیکن آج ہمارا بھی گلا دبایا گیا بلوچستان کے معاملے میں۔ levy کے معاملے پر اگر دو لفظ کہہ دیتے تو اس دریا کی روانی میں کیا فرق پڑتا؟

جناب چیئرمین، فرق یہ پڑتا کہ اور بہت بولنا چاہتے تھے، سارا نظام ادھر ادھر ہو جاتا۔ رولز آپ ہی نے بنائے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، جی جو حکم تھا، جناب عالی! میں مختصراً گزارش کروں گا کہ non development expenditures میں کمی لائی جائے اور اس کے لئے میرے پاس دو چار points ہیں - 2005-06 میں agriculture that remained weak by 2.5 percent. Inflation July to April that was 8 percent, inflation clear cut means devaluation of currency, workers remittance 3.63 billion July to ہوا ہے April,-- یو ایس اے، سعودی عرب، یو اے ای اور یوکے، اس میں حکومت کا کوئی کمال نہیں ہے جن لوگوں نے اپنے خون پسینہ کو ایک کیا۔ آپ کے بہتر علم میں ہے اور آپ کے سامنے ہے کہ وہ کن حالات سے گزرتے ہیں اور وہاں سے یہ remittances بھیجتے ہیں۔ ان کے لئے حکومت نے وہاں سفارت خانوں کے دروازے بند کر رکھیں ہیں اور ان کی welfare کے لئے جو سکیمیں یہاں شروع کی ہوتی ہیں تو اکثر ان میں پیسے سال و سال delay ہوتے جاتے ہیں اور ان

سکیموں کا کوئی حل نہیں نکلتا۔ملک میں بے روزگاری کی شرح 1999 میں دو لاکھ سینتیس ہزار تھی جب کہ آجاس دولت کی فراوانی میں تین لاکھ ساٹھ ہزار بے روزگاروں کی شرح ہے۔ حکومت کے یہ اپنے اعداد و شمار ہیں۔جس میں 50% بلوچی ہیں۔ GDP 2005-06 میں ایک فیصد تھا جو 2006-07 میں 6.6 % ہے۔خیر سے یہ بھی declination کی طرف جا رہا ہے۔ VVIP securities پر جناب عالی اس غریب ملک کے پچھلے سال ایک ارب روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ایک ارب روپے، اب غریب عوام کی کھال اترے گی تو ایک ارب روپے پورے ہونگے۔ deficit گزشتہ چھ سالوں میں ایک ارب چار سو چھتیس ارب ہوا ہے، اب وزیر خزانہ صاحب جس طرح فرما رہے تھے کہ ہر طرف دولت کی ریل پیل ہے، فلاں سکوٹر بنے اور بار بار انہوں نے اپنے ٹیلی ویژن خطاب میں فرمایا کہ اتنے ہزار ٹی وی بنے ہیں، اب ان ٹی وی سے ان غریبوں کے دکھوں کا کیا مداوا ہے۔ منسٹر صاحب بہتر جانتے ہیں۔اندرونی قرضے 1999 میں چودہ سو باون ارب تھے آج 2267 ارب ہیں، it means کہ آٹھ سو ارب روپے قرضوں کا اضافہ خیر سے ہو گیا ہے۔ نیشنل بجٹ میں تعلیم کے لئے 2.7% رکھا گیا ہے۔ تعلیم کا کیا معیار ہے ہمارے ہاں تو جو شخص ا، ب پڑھتا ہے اس کو بھی literacy کی category میں شامل کیا جاتا ہے۔ اب 2.7 % of the total GDP سے کتنے لوگوں کا بھلا ہوگا۔ Higher Education Commission کھڑے سانپ کی طرح ان کی گردن پر بیٹھ گیا ہے۔ women rights پر بھی حکومت failure کا شکار ہے۔ سالانہ ایک ہزار خواتین killing ہو رہی ہیں۔ Child Labour جو UNCharter کے تحت جرم ہے، اس وقت ہمارے ملک میں ایک سروے کے مطابق تیس لاکھ بچے labour کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور دس لاکھ labour ہماری اینٹوں کے بھٹوں میں کام کرتی ہے رات کو گدھوں کے ساتھ ان کو باندھا جاتا ہے۔ یہ ان کی حالت ہے۔

جناب چیئرمین، جی مختصر رکھیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، جناب بس دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ 1500 billion کے بجٹ میں چار سو کچھ روپے civil side, public sector ' کے لئے اور جو defence کا بجٹ ہے جناب عالی! جس پر ہمارے بہت مہربان معترض ہیں کہ defence کے بجٹ کو کیسے اس

پر لایا جائے۔ یہ جناب عالی میرے پاس آسٹریلیا کے بجٹ کی پوری کاپی ہے جو انہوں نے سینیٹ اور House of Representatives میں پیش کیا ہے ایک ایک چیز انہوں نے بتائی ہے یعنی expenditure, defence house, and instrument وغیرہ۔ یہ ہماری اپنی فوج ہے۔ اگر ضروریات زیادہ ہیں ہم زیادہ پیسے اس کے لئے allocate کرتے ہیں۔ لیکن یہ تاثر دینا کہ اس مقدس گائے کو ہاتھ نہ لگایا جائے ' یہ ان کی خام خیالی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے ان کی نوکری خطرے میں پڑے گی۔

Sugar crisis ملک میں پیدا کیے گئے تمام حکومتی کارندوں نے 15 روپے فی کلو کے حساب سے اس مارکیٹ سے چینی اٹھائی اور چالیس روپے فی کلو کے حساب سے اس مفلوک الحال قوم کو واپس دی۔

تعلیم کی تمام وزارتیں جو ہیں وہ جن crisis سے گزر رہی ہیں ان کے لیے ضرورت ہے کہ شاہانہ اخراجات میں کمی کی جائے اور یہ پیسے ان کو transfer کیے جائیں۔

Bullet proof گاڑیاں ہمارا مسئلہ نہیں ہیں اور ایک خبر یہ بھی ہے کہ cardiac instruments جو کروڑوں روپوں کی ہیں وہ وزیر اعظم ہاؤس میں رکھی گئی ہیں۔ جناب والا! خدانخواستہ اگر وزیر اعظم صاحب کی طبیعت ناساز ہوتی ہے تو PIMs میں VVIP treatment ان کو وہاں بھی مل جائے گی۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! اب وزیر صاحب کو جواب دینے کا موقع دیں۔یہ جو آپ فرما رہے ہیں آپ کی پوری بجٹ تقریر کا حصہ ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ: میں آخری بات کرتا ہوں ۔ Safe drinking water کی بات ہوئی ہے ۔ جناب والا! دو ہفتے پہلے 30 thousand people were affected by the contaminated water یہ اس کی بات ہے ۔ ایک اور بات field monitoring on implementation of the development projects کی ہے انہوں نے گوشوارہ تو بہت بڑا بنایا ہے لیکن انہوں نے جو 41.4% budget release کیا ہے اس میں سے expenditure 32.6% from July to December ہے لگ رہا ہے 2006-2007 میں اب یہ

15 or 20% release پر بات آئے گی۔

صحت کا یہ عالم ہے کہ population per doctor 1310 ہے dentist 25297 بندوں کے اگر دانت پر درد ہوگا تو ایک ڈاکٹر مہیا ہوگا۔ نرسوں کا پورے ملک میں population-wise یہ عالم ہے کہ چار چھ سو چھتیس بندوں پر ایک نرس میسر ہوگی۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! یہ ساری باتیں آپ نے بجٹ تقریر میں کہہ دی تھیں۔ آپ کے لیے اس ساری تفصیل کا موقع نہیں ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، آخری گزارش ہے جناب والا!

جناب چیئرمین، یہ تیسری بار آپ آخری گزارش کر رہے ہیں۔ بہرحال جلدی کریں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، جناب والا! پرسوں صدر صاحب سے لیویز کے بارے میں بات ہوئی ہے and he was kind enough کہ لیویز کو پولیس میں merge نہیں کیا جائے گا۔ اب خود وزیر داخلہ صاحب صدر صاحب کی اس commitment کو negate کر رہے ہیں۔ خدارا! صدر صاحب کا وقار اتنا مجروح مت کیجئے کہ وہ پھر لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں۔ وما علینا الاالبلاغ۔

جناب چیئرمین، مہتاب احمد خان عباسی۔

سینیٹر سردار مہتاب احمد خان، بہت شکریہ جناب چیئرمین! I fully support this motion and also share the views of my honourable colleagues who spoke from Opposition side. میں اپنے آپ کو صرف ایک حوالے پر restrict کروں گا اپنے دوستوں کی ساری تجاویز کی حمایت کرتے ہوئے کہ موجودہ حکومت کا جو non developmental expenditure ہے اس کو freeze کیا جائے 2005-2006 کے level پر کیونکہ اس حکومت کا good governance کے حوالے سے جو ریکارڈ ہے وہ بڑا مایوس کن اور بدترین ہے اور خاص طور پر اسی حکومت کے دوستوں اور مہربانوں نے امریکی House of Representatives میں بات کی ہے اور جس کی بنیاد پر انہوں نے پاکستان کی امداد کی تین سو ملین ڈالر کی جو کٹوتی کی ہے وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اس حکومت کی governance

خاص طور پر دو areas میں بڑی مایوس کن ہے ۔ اولاً human rights issue پر اس حکومت کا جو ریکارڈ اس کی تصدیق American House of Representatives کے سامنے ہوچکی ہے کہ یہ بہت مایوس کن اور بدترین ہے اور کسی طرح بھی کسی قوم کے وقار کے مطابق نہیں ہے۔ اور دوسرا پہلو جس کو میں بھی support کرتا ہوں کہ اس حکومت کا جمہوریت کی طرف یقین دہانی کا جو سفر تھا وہ نہ صرف مایوس کن ہے بلکہ ایک اپنی طرز کی ایسی جمہوریت کا یہاں پر بیج ڈالا جا رہا ہے۔ اس کی نرسری بوئی جا رہی ہے کہ جو جنرل مشرف اور ان کے [xxx] کی جو اپنی جمہوریت کی definition ہے، صرف اس کو جمہوریت کہا جائے گا لیکن عالمی دنیا کے تمام طے شدہ جمہوری اصول ان کے منافی ہیں۔ جناب! یہ جو تصدیق ہوئی ہے انہیں کی دوستوں کے House of representatives میں امریکی کانگریس کے اندر تو اس میں جو کٹوتی کی تجویز ہے اسی کی بنیاد پر ہم بھی یہ تجویز کرتے ہیں کہ اس non development expenditure کو سال 2006 تک freeze کیا جائے۔ شکریہ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب! یہ [xxx] کا لفظ غیر پارلیمانی ہے۔

Mr. Chairman: We will expunge it. Yes, Omar Ayub.

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! with your permission بات ہوئی کہ non developmental expenditure financial year, fiscal year 2006-07 کا جو ہے freeze وہ کیا جائے 2005-06 کے outgoing جو اس وقت current year ہے اس کے level پر۔ جناب چیئرمین! میں گزارش اس معزز ہاؤس کے سامنے یہ کروں گا کہ اس وقت جو حکومت نے reforms کیے تھے اور یہ 2000 کے بعد جو first generation reforms ہوئی ہیں اور اس وقت ہم لوگ second generation reforms کی طرف جا رہے ہیں، اس کے جو fruits ابھی ہمیں مل رہے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہمارے پاس جو fiscal management کے ذریعے ہمارے پاس جو fiscal space بنی تو ہم لوگ اپنی government کے structure کو بہتر کرنا چاہ رہے ہیں۔ ان کے pays and pensions بہتر کر رہے ہیں۔ ان کی working conditions بہتر کر

\+ *[xxx Words expunged by the orders of the Chairman.]*

رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ دیکھیں جناب چیئرمین! کہ اس کی funding کے لیے بھی ضروریات ہوتی ہیں۔ کئی لوگوں کو ہم لوگ لا رہے ہیں جو کہ کئی areas میں specialist ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ دیکھیں کہ تیل کی قیمت جو 90 کی دہائی میں یا 80 کی دہائی میں یا اس دوران تقریباً 9, 10 and 12 dollars ہوتی تھی تو آج کل وہ تقریباً 70 dollars ہے بھی زیادہ ہو گئی ہیں تو یہ ساری چیزیں جو ہیں اخراجات کا باعث بنتی ہیں اور آپ کو fund کرنا پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا issue ہے جناب چیئرمین! کہ 435 مجموعی طور پر---- 435 ارب روپے کا جو public sector development programme ہم لوگ fund کر رہے ہیں اس سال' اس کے ساتھ ساتھ وہ project جب on the ground آئیں گے تو ان کی recurring expenses بھی آئیں گے' اس کو بھی ہمیں مدنظر رکھنا پڑے گا اور جو پچھلے سال تقریباً آپ کا 304 ارب روپے مجموعی طور پر 272 billion rupees کا جو PSDP تھا اس کے بھی جو ongoing projects completion پر آ رہے ہیں' ان کے recurring charges بھی fund کرنے ہوتے ہیں تو مجموعی طور پر آپ اس کو divorce نہیں کر سکتے۔ ایک cap لگانا میرا خیال ہے وہ مناسب نہیں ہو گا اور آپ یہ بھی دیکھیں جناب چیئرمین! کہ ہم نے دیکھنا ہے کہ اس ملک کی جو مشینری ہے' جو آپ کی civil government ہم نے آگے چلانی ہے' جو ہمارے pays and pensions ہیں اس کو بھی ہم نے fund کرنا ہے تو across the board آپ ایک arbitrary cut لگا دیں۔ میرا خیال ہے یہ good governance میں آپ کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے بلکہ اس کو آپ نقصان پہنچائیں گے۔ Therefore, my recommendation is sir کہ اس کو میں نے پہلے بھی oppose کیا تھا' اس پر voting کر کے vote out کرائیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I put the recommendation before the House.

(The motion was rejected)

Mr. Chairman: The recommendation is rejected. We will go to Item No. 12. Dr. Javaid Laghari.

Senator Dr. Javaid R. Laghari: Mr. Chairman! on behalf of

Senator Safdar Ali Abbasi and Muhammad Ishaq Dar, I would like to move that the proposed new (unapproved) total estimated cost and allocation for Engineering Universities (Higher Education Commission) mentioned as item 354, 355, 356, 357, 358, 359, 360, 361and 362 be deleted.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Senator Wasim Sajjad: Opposed.

Senator Dr. Javaid R. Laghari: Mr. Chairman! the establishment of universities is an issue that is closest to me as I have been associated as head of a Science and Technology Institute for the last ten years and also previously as Deen and Professor of Engineering of a major American University for 15 years. Atface value when we look atthe proposal, of course it gives you an impression that this is an excellent project and everyone will hesitate in opposing it or deleting it. However, a deeper analysis of the situation will give you a different picture. First of all, it is not very clear to me whether these projects are approved projects or unapproved projects? Just about 30 minutes back our honourable Federal Minister for Education referring to the Agriculture University in Quetta said that we just cannot take up establishment of a university unless it is approved first by various committees. However, the budget document says very clearly that these are unapproved projects. So , I failed to understand what it means by unapproved projects.

Secondly, the Federal Minister for Provincial Coordination, Saleem Saifullah said that foreign funding is associated with all these nine

projects . The budget document says there is no foreign funding associated with all these nine projects. It is all local funding. So, the total cost of 96 billion rupees for these nine engineering universities will all be local funds unless these two Ministers will contradict that these are approved projects and foreign funding, foreign grant, I would say, is associated with these establishments.

The allocation for this year for these nine projects is 435 million rupees which will be at a cost of development of many other useful projects including, for example, the agriculture university.

Mr. Chairman! the higher education with only about half a million students already has a current budgetary allocation of rupees 16 billion development funds which is among the highest of many others including health and environment. This translates to about 32000 rupees per student and this amount also does not include the recurring cost of about 50 large public universities. On the other hand primary and secondary education with over 28 million students have a budgetary allocation of only Rs. 6 billion which is a pathetic 214 rupees per student.

Currently, this country has already over 100 universities in the private andpublic sector. Engineering graduates from the already established reputable universities, for example, in the province of Sindh, we have the NED University and Mehran Engineering University which are quite prestigious, their graduates are already un-employed or under-paid. When I advertised for positions, believe me, for a single position I received about 400 to 500 CVs of Engineering Graduates who

were willing to work at salaries as low as 2500 rupees a month. This is less than what we pay to our domestic cooks. These are facts.

So, IT graduates and engineering graduates today are unemployed and majority of them are unemployed. I don't know if somebody has actually taken a census or a survey of where our graduates are going and where they are being placed in the industry where is absolutely no growth in the manufacturing or IT Sector in the last five years and there is no projective growth as well as no new major manufacturing plants are coming up.

Establishing new universities in the public sector in engineering and technology disciplines that already exist in other universities will lead to a further surplus of engineering and technology graduates. Where will these graduates be employed? Mr. Chairman, it will only lead to more social problems due to unemployment of graduates. Private sector universities are producing better quality graduates like in the developed world like we know of names, like Harvard and Stanford for example.

Only last week, the Lahore University of Management Sciences or NUMS, a private university received 100 million rupees from the Government as a part of a package announced by General Musharraf to set up an engineering school. They will receive 500 million rupees funding from the Government over the next five years. Also last week, General Musharraf announced 50 million rupees' grant for the GIK Institute which is yet another private university. He also announced that the Government will take care of the external debt liability of GIK over the next four years. I

wonder where all these funds will come from? They are not in the budget.

Mr. Chairman! my recommendation is that instead of utilizing 435 million rupees to establish these nine engineering universities, which is the allocation only for the first year and with no foreign grant, first of all it is better to delete this item or utilize these either to strengthen the existing universities which has got engineering disciplines to support universities in the private sector or to establish universities where these are more needed such as the agriculture university in Quetta. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Mr. Safdar Ali Abbasi.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ، جناب میں ڈاکٹر صاحب کی باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے صرف ایک پوائنٹ کو emphasise کروں گا کہ ابھی کچھ دیر پہلے مندوخیل صاحب کی ایک موشن کو ہم نے reject بھی کیا ہے۔ جو explanation اس طرف سے آئی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میری دو چھوٹی چھوٹی گزارشات ہیں۔

جناب والا! یہ موشن ڈاکٹر صاحب کی طرف سے اور democratic alliance کی طرف سے فنانس کمیٹی کو deliberation کے لئے move ہوئی تھیں۔ اس کے اندر 96 بلین روپیہ 8 or 9 یونیورسٹیوں ہیں' یہ پلاننگ کمیشن کی کتاب ہے PSDP کے حوالے سے جون 2006 کے صفحہ 56 اور 57 پر 96 ارب روپے کا یہ پراجیکٹ ہے۔ مجھے پتا نہیں کہ 96 ارب روپے کہاں سے آئیں گے۔ یہ تقریباً نو یونیورسٹیاں جو مختلف ملکوں کے تعاون سے بنائی جائیں گے۔ اب ابھی ابھی agricultural university کے حوالے سے مندوخیل صاحب اور رضا صاحب کی ایک motion تھی' recommendation تھی اس میں ہمیں یہ بتایا گیا کہ پی سی ون بنے گا' پھر پی سی ون پتا نہیں کدھر جائے گا' پھر وہاں سے کہاں جائے گا' وہاں سے پھر کہاں جائے گی پھر جا کر approval ہوگا' پھر جا کر یونیورسٹی on ground آئے گی' پھر جا کر allocation

ہوگی تب جا کر بلوچستان میں ایک چھوٹی سی agricultural university بنے گی۔ اس کی رقم شاید ایک بلین ہو یا ڈیڑھ بلین ہو۔ جناب والا! یہ 9 projects ہیں اور ہر project کی value دس اور گیارہ بلین سے کم نہیں بنا۔ جناب والا! ہمیں پلاننگ کمیشن اور فنانس منسٹری کی طرف کہ کوئی approval نہیں ہوا۔ کوئی پی سی ون نہیں بنی۔ کوئی چیز on ground نہیں ہے۔ میں معذرت چاہتا ہوں سلیم سیف اللہ صاحب میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں' میں ان کو بڑی معذرت کے ساتھ یہ بتانا چاہوں گا کہ categorically یہ بتایا گیا کہ جناب اس میں کوئی foreign funding involve نہیں ہے۔ ساری کی ساری رقم پاکستان raise کرے گا۔ جناب والا! اگر پاکستان کے پاس 96 ارب روپے ہیں تو وہ جو ہماری موجودہ یونیورسٹیاں ہیں' جن کے اندر quality of eduction ختم ہو چکی ہے' دن بدن گر رہی ہے۔ یہ 96 ارب روپیہ ان کو دیں۔ یہ un-named universities جن کا کوئی نام نہیں ہے۔ اگر آپ کی کوئی collaboration ہو رہی ہے اور اتنے زیادہ ممالک کا آپ نے نام لیا ہے' کوریا' نیدرلینڈ' جرمنی' فرانس' سویڈن' چائنا پھر فرانس' پھر جرمنی' پھر آسٹریا اگر اتنی collaboration ہو رہی تو ان کو کہیں کہ مہربانی کر کے کچھ پیسے بھی دیں۔ جناب کوئی foreign funding نہیں ہے۔ 96 بلین کے پراجیکٹس ہیں پاکستان کی گورنمنٹ نے ان کو raise کرنا ہے۔ پاکستان کی گورنمنٹ کہاں raise کرے گی مجھے کچھ پتا نہیں بلوچستان کی ہماری چھوٹی سی گزارش تھی کوئی ایک ارب یا ڈیڑھ ارب کی وہ آپ سب نے reject کردی۔

جناب والا! میں اپنے حکومتی بنچوں کے بھائیوں سے عرض کروں گا کہ اگر کوئی چیز reject کریں تو کم از کم اس کے پیچھے mind apply کریں۔ بغیر application of mind کے reject نہ کریں۔ جنرل صاحب' ہمارے بھائی بھی ہیں' بزرگ بھی ہیں انہوں نے کھڑے ہو کر اتنی بڑی لمبی چوڑی تمہید پی سی ون کے اوپر باندھی' ہم بھی جانتے ہیں کہ PCI کیا ہوتی ہے کیا نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ میں پچاسوں پراجیکٹ indentify کر سکتا ہوں جو جنرل مشرف کے کہنے پر بنانے گئے ہیں جس کا کوئی پی سی ون نہیں ہے۔ کوئی اس کی allocation نہیں ہے۔ ایک دن اس کی allocation ہوتی ہے دوسرے دن وہ بجٹ میں شامل کر دی جاتی ہے۔ جناب والا! کچھ خدا کا خوف کریں' کوئی طریقہ کار اختیار کریں۔ اس طرح مہربانی کر کے

بغیر طریقہ کار کے لوگوں کو بے وقوف نہ بنائیں۔ ۹۶ ارب روپے آپ کے پاس نہیں ہیں۔ آپ کا اس بجٹ کا ۲۷۳ ارب روپے کا خسارہ ہے ۔ ڈیڑھ سو ارب روپے آپ سٹیٹ بنک سے borrow کرنے جا رہے ہیں۔ اڑھائی سو ارب روپے آپ نے external resources سے borrow کرنے ہیں۔ آپ اپنی foreign remittances کھا چکے ہیں۔ پچھلے پانچ سال کے اندر ۱۹ ارب ڈالر کی foreign remittances پاکستان کے اندر آئی ہیں آج ان کا کچھ پتا نہیں کہ وہ کدھر گئی ہیں۔ جناب! کچھ خدا کا خوف کریں۔ اس طرح کے projects بنا کر آپ لوگوں کو کیوں بے وقوف بنانا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کی proposal صحیح ہے کہ kindly ہماری اس تجویز کو deletion کے لئے I shall make a request to my colleagues اس کو agree کریں کیونکہ on the ground نہ اس کا کوئی پروجیکٹ ہے اور نہ ہی کچھ اور ہے ایسے ہی ڈھکوسلا بنایا ہوا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، قائد ایوان۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ جب میں نے ان کی یہ تحریک پڑھی تو مجھے بہت حیرانی ہوئی چونکہ دوران بحث، جب بجٹ پر بحث ہو رہی تھی تو میرا خیال ہے کہ ہر ایک نے یہ کہا کہ پاکستان کا اگر کوئی بہت بڑا مسئلہ ہے تو وہ تعلیم کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ کونسا ہے تو میں یہی کہوں گا کہ جی تعلیم کا مسئلہ ہے ۔ اگر پاکستان میں تعلیم عام ہو جائے ، تعلیم کا ایک اعلیٰ معیار ہو جائے ، تو بہت سارے ہمارے مسائل جیسے population, poverty اور دوسرے جو مسائل ہیں ان کا حل تعلیم کے حصول میں ہے ۔ اگر آپ یہ دیکھیں کہ ایک پسماندہ ملک یا developing country or a developed country میں کیا فرق ہے ؟ وہ صرف فرق ٹیکنالوجی کا ہے ، سائنس کا ہے۔ آج کا دور جناب! سائنس کا دور ہے ، سائنس و ٹیکنالوجی کا ہے۔ ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کا اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنا ہے ۔ دوسرا ہمیں اس چیز کو بھی دیکھنا چاہیے ۔ دنیا میں کوشش یہ ہو رہی ہے کہ مسلمان ممالک کو اس تعلیم سے محروم رکھا جائے اور یہ تعلیم ان کو نہ ملے۔ چاہے وہ nuclear technology ہو یا آج کل کی جو sophisticated technology آ رہی ہے۔ باہر

میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمان ملکوں کو اس سے محروم کیا جائے ۔ پاکستان نہ صرف اپنے عوام کے لئے ، کیونکہ ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں ، آگے بڑھنا چاہتے ہیں بلکہ اور مسلمان ممالک کے لئے یہاں پر ایسے institutions ہونے چاہییں جہاں اور مسلمان برادر ملک اپنے بچوں اور بچیوں کو پاکستان بھیج سکیں کیونکہ یہاں پر ٹیکنالوجی کا معیار اچھا ہے ، اس سے اور بڑا ہونا چاہیے۔

ہمیں فخر ہے کہ پاکستان ان ممالک میں ہے جس نے نیوکلیر ٹیکنالوجی حاصل کی ۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ پاکستان نے missile technology حاصل کی یہ کوئی آسان کام نہیں لیکن اس کو sustainable کرنے میں ہمیں یونیورسٹی اور اعلیٰ universities کی ضرورت ہے۔ جہاں پر کام ہو ، research ہو اور تعلیم ہو ۔ تو اس ضمن میں ، مجھے بہت حیرانی ہوئی جب ہمارے دوست یہ کہتے ہیں کہ یہاں یونیورسٹی کیوں بنا رہے ہیں۔

جناب والا! collaboration کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ ہم کشکول لے کر ان سے پیسے مانگنے جائیں کہ جی پیسے دو ۔ collaboration کا مطلب technical collaboration بھی ہوتا ہے ، وہاں کی faculty یہاں آ سکتی ہے ۔ ان سے تعاون ہو سکتا ہے کیونکہ یہ لوگ اس field میں بہت آگے ہیں ۔ اس لئے اگر حکومت نے کوئی اچھا کام کیا ہے اور وہ چاہتی ہے کہ یہاں پر کوئی معیاری یونیورسٹیز بنیں ، Technical Fields, Engineering Fields میں تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب والا ! میں اس تحریک کی پرزور مخالفت کرتا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں نو نہیں نوے یونیورسٹیز پاکستان میں بننی چاہییں۔ ہر شہر میں بننی چاہیے ۔ بلوچستان میں یہ کہتے ہیں دس ، میں کہتا ہوں تیس بننی چاہییں ، انجینئرنگ و ٹیکنالوجی کی ، اور یہی ایک راستہ ہے جس سے پاکستان کی غربت ، افلاس دور ہو سکتا ہے۔ پاکستان جو بہت بڑی ترقی کا potential رکھتا ہے وہ اس حصول تک پہنچ سکے ۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین ! صرف ایک درخواست ۔ صرف ایک درخواست۔ مہربانی کرکے جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کے نتیجے کے طور پر جو انہوں نے ہماری

دس recommendations reject کی ہیں ' ان rejections کو واپس لیں۔ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے ہم ان کی تعداد قبول کرتے ہیں ۔ No.10 انہوں نے reject کیا ہے اس کو واپس لے لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! تعلیم پر انہوں نے ہمیں اتنا لمبا lecture دیا ہے۔ اتنا بڑا lecture دیا --------

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں ' نہیں اب recommendation ہے ۔ speeches ہوں گی ۔ تشریف رکھیے ' تشریف رکھیے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Item No. 12, the recommendation is put to the House.

(The recommendation is rejected.)

Mr. Chairman: Let's go to item No. 13. Abbasi Sahib do you move item No. 13, please?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، ساجد میر صاحب move کریں گے۔

جناب چیئرمین، جی ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر ، شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب میں اس august House کے سامنے move کرتا ہوں کہ National Accountability Bureau کے لئے جو بجٹ میں allocation رکھی گئی ہے اس میں سے 200 million rupees کو reduce کیا جائے۔

Mr. Chairman: Is it opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it.

سینیٹر ساجد میر، جناب چیئرمین! جہاں تک احتساب کا تعلق ہے تو یہ ملک اور قوم کی ایک ضرورت ہے اور دین اسلام میں بھی اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی لئے اس سے پہلے سیاسی حکومتوں نے بھی احتساب کے ادارے بنائے اور یہ جو فوجی حکومت ہے اس نے برسراقتدار آتے ہی جو نعرے لگائے اور ملک کے لئے اپنے جو عزائم ظاہر کئے ان میں احتساب کو ایک بنیادی اہمیت حاصل تھی، لیکن شروع ہی سے جرنیلوں کو، ججوں کو احتساب کے دائرے سے باہر رکھا گیا۔ فوجی افسروں اور جرنیلوں کے بارے میں تو یہ کہا گیا کہ فوج کا ایک اپنا انتظام ہے، اس کا احتساب کا اپنا نظام ہے اور انہیں اس دائرے میں لانے کی ضرورت نہیں۔ اس بحث میں جائے بغیر جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا corruption صرف مالی ہوتی ہے، میں مالی corruption کی طرف آؤں گا لیکن میں جو بنیادی سوال اٹھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ corruption صرف مالی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کو ان کے حق حکمرانی سے محروم کرنا، پارلیمنٹ کو بے اختیار کرنا، آئین کو توڑنا اور پھر ہر الیکشن میں، election results کو چرانا، ان کو تبدیل کرنا، اس سے بڑی اور کوئی corruption نہیں ہو سکتی۔

ہمیشہ سیاستدانوں کو corruption کا طعنہ دیا گیا ہے لیکن یہ فوجی جرنیل ہیں جنہوں نے ہمیشہ یہ سب سے بڑی corruption کی ہے۔ جہاں تک مالی corruption کا تعلق ہے تو اس معاملے میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اس ملک کی establishment نے جتنی corruption کی ہے اور اس سے جتنا مال بنایا ہے۔ سیاستدان تو بیچارے کوئی فرشتے نہیں ہیں، ان میں سے بھی بعض نے غلطیاں کی ہیں اور corruption کی ہے لیکن وہ اس کے عشر عشیر تک نہیں پہنچتے، اس کے معمولی حصے تک نہیں پہنچتے جو corruption اس ملک کی establishment نے کی ہے۔

جناب چیئرمین! اگر ہم ان تمام باتوں کو ایک طرف رکھیں بھی تو پھر بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ادارے نے جس کے بجٹ allocation پر ہم بات کر رہے ہیں۔ اس NAB کے ادارے نے شروع ہی سے ایک امتیازی رویہ اپنایا ہے، وہ سیاستدان، ابھی میں نے کہا کہ وہ بھی نیک اور پاک نہیں ہیں جو کہ ماضی میں corruption کرتے رہے، اگر انہوں نے اس

بات کا اظہار کیا کہ چلیں جی ہم حکومت کا ساتھ دیں گے' وہ حکومت کا ساتھ دینے کے لئے امادہ ہوئے تو امادہ ہوتے ہی وہ عرق گلاب سے دھوئے گئے' ان کے سارے گناہ معاف ہوئے' وہ پاک اور پوتر ہوگئے اور پاک اور پوتر ہو کر وہ اب تک گورنمنٹ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ کیا یہاں کوئی ثابت کر سکتا ہے' میں نام نہیں لیتا' کہ بہت سے وہ سیاستدان جو حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں' کیا کوئی دعوے سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہے کہ وہ corruption سے پاک ہے۔ کیا انہوں نے پہلے corruption نہیں کی یا اب نہیں کر رہے؟ ایک تو یہ ہے جناب چیئرمین! امتیازی رویہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ادارہ بنا ہی بازو مروڑنے کے لیے ہے' ڈرانے کے لیے ہے اور غلط قسم کا احتساب کرنے کے لیے ہے۔ جہاں اسے دخل دینا چاہیے وہاں اسے روک دیا جاتا ہے۔ ابھی حال ہی میں ہم نے دیکھا کہ اس ملک میں چینی کا scandal پیدا ہوا' Sugar scandal, اور لوگوں کی مشکلات میں اس نے بے پناہ اضافہ کیا۔ NAB نے بڑے طمطراق سے یہ اعلان کیا کہ جی ہم ان کی تحقیق کریں گے' ہم اس کی چھان بین کریں گے اور جو ذمہ دار ہیں They will be brought to book. لیکن دنیا نے دیکھا کہ اگلے ہیروز' تھوڑے ہی وقفے سے چند روز کے بعد انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا جی کہ اس کی ہم تحقیق نہیں کر سکتے۔ اس سے وہ روک دیئے گئے۔

دعوے کیا ہیں' عمل کیا ہے' حقیقت کیا ہے اور اس کا اظہار کس طرح کیا جاتا ہے اس میں زمین اور آسمان کا فرق ہو چکا ہے۔ اس حکومت کے اندر دعوے خدمت عوام کے ہیں احتساب کے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ selective ہے اور اس کا مقصد across the board صرف اور صرف ڈرانا' بازو مروڑنا' اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنا' لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا ڈرا کر' دھمکا کر' ان کی جھوٹی سچی فائلیں ان کے سامنے رکھ کر اس کے سوا اس ادارے کا کوئی کام نہیں ہے۔

احتساب کی ضرورت ہے لیکن جس انداز سے یہ ادارہ احتساب کر رہا ہے وہ ملک کے لیے' قوم کے لیے خود احتساب کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس لیے میں یہ تجویز کروں گا کہ اس ادارے کا بجٹ کم کیا جائے۔ ویسے تو یہ ادارہ اپنی موجودہ شکل میں ختم کر دینے کے' بند کر دینے کے لائق ہے لیکن پہلے step کے طور پر میں یہ تجویز کروں گا کہ اس کا بجٹ دو سو ملین روپے سے

کم کیا جائے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب آپ بولیں گے؟

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب ایک request ہے ہماری تھوڑی سی کہ میرے خیال میں باقی چار رہ گئے ہیں۔ اس میں ایک request تھی کہ رضا صاحب شاید بولنا چاہیں گے بعد میں تو اگر آپ اجازت دیں تو ہمارے تین بندے ہیں ان کی جگہ رضا صاحب بولیں گے۔

جناب چیئرمین، میں نے سنا نہیں کیا کہہ رہے ہیں آپ؟

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب اس میں رضا صاحب بولنا چاہ رہے تھے۔ وہ ہمارے تین بندوں کی جگہ بولیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، بہت مہربانی جناب۔ Sir, National Accountability Bureau, اس بجٹ میں ان کو تقریباً آٹھ سو ملین کی رقم allocate کی گئی ہے اور ہم نے اس motion میں یہ request کی ہے کہ یہ کم کی جائے اور میں request کروں گا کہ اس ادارے کو ختم کر دیا جائے لیکن اس motion کی حد تک ہم نے یہ request کی ہے آٹھ سو ملین کو کم کر کے دو سو ملین کر دیا جائے۔

جناب جنرل مشرف کے بڑے مشہور آٹھ points اب تو میرا خیال ہے وہ ہوا میں تحلیل ہو چکے ہیں لیکن وہ بڑے مشہور آٹھ points تھے جو 14۔اکتوبر 1999ء کو ہم نے میلی وژن پر ان کا ایک مژدہ سنا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر تھی اور انہوں نے آٹھ اپنے aims and objects بنائے۔ اس میں ایک احتساب تھا across the board accountability. کی جی ملک کے اندر accountability ہونی چاہیے اور وہ across the board ہونی چاہیے اور کوئی اس سے بالا نہ ہو، کسی کو exclude نہ کیا جائے اور زبردستی کسی کو include بھی نہ کیا جائے لیکن جب وہ National Accountability Ordinance کا آیا تو پہلے اس میں جو بات آئی وہ یہ تھی کہ categorise کر دیا گیا کہ جی یہ category قابل احتساب ہے، سیاستدان قابل احتساب ہیں، Bureaucrats قابل احتساب ہیں لیکن فوج قابل احتساب نہیں ہے، Judiciary قابل احتساب

نہیں ہے۔ جواز یہ تھا کہ جی ان کی اپنی internal mechanisms ہیں جن کے تحت ان کی accountability ہوتی ہے ان internal mechanisms کا آج تک ہمیں پتا نہیں لگا۔ Army Act کے تحت شاید powers ہوں لیکن ہمیں آج تک پتا نہیں لگا کہ فوج نے کسی اپنے آفیسر کا internal احتساب کیا ہو اور کسی کو کوئی سزا دی ہو اور معذرت کے ساتھ اسی طرح superior Judicial Council بھی آج تک redundant ہے جیسے تھی اور Supreme Judicial Council جیسے redundant تھی ویسے ہی redundant ہے۔

پہلے تو NAB بنا اور وہیں تفریق پیدا کر دی گئی۔ چونکہ اس وقت agenda یہ تھا کہ سیاست دانوں کو پابند کرو اور اس accountability کے زمرے میں میرے خیال میں treasury benches پر بیٹھے ہوئے بھی بے تحاشا لوگ اس accountability net میں لائے گئے۔ اس لیے کہ اس وقت agenda یہ تھا کہ سیاستدانوں کو brow-beat کرو' ان کی وفاداریاں تبدیل کرو۔اس کے بعد امجد صاحب اس کے سربراہ بنے ان کے بارے میں بڑا مشہور واقعہ ہے۔ جنرل امجد صاحب کو پہلا سربراہ accountability کا بنایا گیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے' اخباروں میں آ چکی ہے۔ کوئی اس کا denial نہیں آیا کہ جنرل امجد نے اس بنا پر استعفیٰ دیا' accountability bureau کی چیئرمین شپ سے دیا' ان کا اس بات پر اختلاف تھا۔ میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا یہاں پر بہت دوست ناراض ہو جائیں گے اور خواہ مخواہ اس ایوان میں گرما گرمی پیدا ہو جائے گی۔میں ان کو ناراض نہیں کرنا چاہتا لیکن ان کے بڑے بڑے لیڈر تھے۔ حکم یہ آیا کہ ان کا احتساب نہیں ہونا' ان کا احتساب نہ کرو۔ بس سیاستدانوں کا احتساب ہوگا ان کا نہیں ہوگا۔ اس شریف النفس نے اس بات پر استعفیٰ دے دیا کہ جی اگر احتساب ہوگا تو across the board ہوگا اگر نہیں ہوگا تو یہ آپ کی چیئرمین شپ' میں جا رہا ہوں۔بڑے بڑے لوگوں کا نام ہے۔ میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا اس سے خواہ مخواہ ہاؤس میں ذرا گرما گرمی پیدا ہو جائے گی لیکن ان کے بہت بڑے لیڈر جن کے بارے میں کہا گیا کہ ان کا احتساب نہیں ہوگا' باقیوں کا آپ احتساب کریں۔ وہ شخص چھوڑ کر چلا گیا یہاں یا Accountability Bureau as envisaged by جنرل مشرف on 14th October 1999 کو ان کا انتقال پرملال ہو گیا اور ہم نے انا للہ و انا علیہ راجعون اس پر پڑھ لیا اور اس کے بعد مسلسل state ہے political

victimization, forgery, torture زبردستی گواہوں کو کھڑا کرنا' ان کو torture کرنا ۔ ان سے غلط بیانات لینا ۔جناب اخباروں میں ایک لسٹ چھپ چکی ہے ۔میں اس کی زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتا کہ میں accountability issue پر بات کر رہا ہوں اور آج جناب باقاعدہ اس نیشنل احتساب بیورو کے آرڈیننس کو amend کیا گیا ۔ ایک نیا ڈپٹی چیئرمین وہاں appoint کیا گیا اور ہمیں' پارلیمنٹ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ پارلیمنٹ کے ذریعے وہ کام نہیں ہو سکتا تھا وہ ایک نئے آرڈیننس کے ذریعے کیا گیا جس کے ذریعے ایک نیا ڈپٹی چیئرمین appoint کیا گیا اور وہ ڈپٹی چیئرمین مشہور زمانہ احتساب بیورو ' جس کے احتساب بیورو کے بارے میں جنرل مشرف نے کیا باتیں کی ہیں' وہ record پر ہیں اور اخبارات گواہ ہیں کہ کیا احتساب بیورو تھا' جو political victimization کا ذریعہ تھا ۔ اسی ایک بدنام زمانہ افسر کو ڈپٹی چیئرمین بنا کے احتساب بیورو میں ایک Special Operation Division قائم کیا گیا اور جو سپیشل ڈویژن ہے ' سپیشل آپریشن ڈویژن کے پاس صرف دو کام ہیں۔ایک محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ ' ایک محمد نواز شریف اور ان کے پاس کوئی کام نہیں ہوتا۔صرف ان دو اشخاص کا احتساب ہونا ہے باقی کسی کا احتساب نہیں ہونا ۔ اس کے لیے ایک نیا ڈپٹی چیئرمین بنایا گیا ۔ آرڈیننس کو ترمیم کرکے جنرل مشرف صاحب نے ----

جناب چیئرمین،وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، بالکل خیال ہے۔ وقت بڑی تیزی سے اڑ رہا ہے۔ میں وقت کا بہت خیال رکھتا ہوں۔وقت کا خیال میں کافی اچھی طرح رکھتا ہوں اور میں وقت کے گزرنے کو بھی سمجھتا ہوں اور مہربانی ہوگی اگر دو منٹ دے دیں۔جناب عالی! آج کوئی accountability اس ادارے کی نہیں ہے۔ اس کی یہ رقم کہاں خرچ کی جا رہی ہے ؟ کیا ان کی recovery ہے ؟ ملین آف ڈالرز یا وکیلوں پر یا اپنے foreign trips پر' اپنی ایسی حرکتوں کے لیے استعمال کررہے ہیں۔جس کا کوئی جواز نہیں' کوئی اس کی accountability نہیں ہے کہ یہ پیسہ کیوں خرچ ہو رہا ہے اور کہاں خرچ ہو رہا ہےایک کیس کے لیے دس دس بندے باہر جا رہے ہوتے ہیں ۔ کوئی accountability نہیں ہے ۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ یہ پیسہ کہاں

خرچ ہو رہا ہے اور میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کتنے پیسے ڈالرز لے کر انٹرپول کے ذریعے اندر واپس آ گئے ہیں؟ جناب! کوئی accountability نہیں ہے۔ یہ صرف political victimization ہے اور پھر صرف ایک ہی point ہے کہ کس طرح آپ نے ایک largest political party کو target کرنا ہے کیونکہ فخر کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے الیکشن 2002 میں largest vote حاصل کئے ہیں۔ اس کی قیادت کو کس طرح اس ملک سے باہر رکھا گیا ہے؟ آج NAB کا کام صرف یہی ہے۔ اور کوئی NAB کا کام نہیں رہا۔ اس کے ذریعے سے سارے judicial process کو abuse کیا جاتا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ کس کس طرح Session Judges کی حاضری Law Ministry کے اندر ہوتی ہے؟ ان کو بلا کر کہا جاتا ہے کہ کس طرح کے orders تم پاس کرو؟ جب inquiries ہوتی ہیں تو ایسے من پسند لوگوں کو وہاں پر لگایا جاتا ہے کہ وہ ان کے پسند کے فیصلے کر سکیں۔ میں بلا خوف یہ بات کہتا ہوں کہ اس قسم کی حرکات کی جا رہی ہیں۔ جناب! perjury ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ وقت اس کا حساب لے گا۔ ۸'۹ سال گزار چکے ہیں' دو سال ہم اور بھی گزار لیں گے۔ جناب! یہ جو NAB ہے پوری press' پوری میڈیا' صرف میں یہ بات نہیں کہہ رہا ہوں۔ آج پورے ملک کے اندر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ ادارہ ایک political victimization کا ادارہ بن چکا ہے۔ اس کا اور کوئی کام نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہوگی کہ اس ادارے کو اگر زبردستی آپ نے چلانا ہے تو جیسے ہم نے request کی ہے کہ ۸۰۰ کو ۲۰۰ ملین کر دیں کیونکہ اس ادارے کا کوئی کام ہے اور نہ ہی جواز ہے۔ بڑی مہربانی' بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Raza Sahib, would you like to say something?

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں تھوڑا سا اس recommendation سے اختلاف کرتا ہوں کہ انہوں نے اس میں یہ کہا ہے کہ it should be reduced to Rs. 200 million. میں سمجھتا ہوں کہ ایک ادارہ جب ختم ہو چکا ہو تو پھر اس کے لئے کسی fund کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس ادارے کو wind up کر دینا چاہیے۔ آج اگر دیکھا جائے تو actually NAB ختم ہو چکا ہے۔ NAB اب صرف اور صرف حکومت' حکومتی ایجنڈا جو سیاسی

انتقام پر مبنی ہے اور opposition کو target کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر اس بحث میں نہیں جاؤں گا کیونکہ پہلے بھی بہت دفعہ ہم یہ بات کہہ چکے ہیں اور یہاں پر ابھی بھی یہ بات ہوئی ہے کہ کس طرح وفاداریاں تبدیل کرنے کے لئے NAB کے ادارے کو استعمال کیا گیا اور کس طرح سرکاری وسائل کو استعمال کیا گیا؛ پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ یہ one-sided accountability جو تھی یہ اس وقت ختم ہو گئی جب وفاداریاں تبدیل ہو گئیں۔ جناب چیئرمین! پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ کروڑہا روپے کے State funds استعمال کئے گئے' opposition کو target کرنے کے لئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر NAB کے کردار کو دیکھا جائے تو جہاں پر اس حکومت نے بہت سے ایسے قوانین مرتب کئے اور Ordinances جاری کئے جو person specific تھے یا ان کا اطلاق محترمہ بے نظیر بھٹو پر ہوتا تھا یا ان کا اطلاق جناب میاں نواز شریف پر ہوتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ NAB کا ادارہ جو ہے وہ صرف اور صرف person specific ہے اور وہ صرف محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے خلاف استعمال کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ NAB نے یہ بات علی الاعلان فروری کے مہینے میں کہی تھی کہ ہم Sugar barons کے پیچھے جا رہے ہیں اور انہوں نے ابتدائی انکوائری بھی شروع کی لیکن مارچ کے اندر لوگوں کے اور کابینہ کے لوگوں کے کہنے پر اس انکوائری کو NAB نے shelf کردیا۔ کیا NAB کو پاکستان کے tax payers کے پیسے صرف Opposition کو victimization کے لئے دیئے جائیں۔ جناب چیئرمین! یہاں پر اور کتنے ایسے scandals سامنے آئے ہیں NAB نے ان scandals جن کا تعلق حکومت کے ساتھ تھا' ان scandals کے طرف NAB نہیں گیا۔ NAB کا' جو Karachi Stock Exchange کا تھا' بچہ ' بچہ کراچی میں اور یہاں پر جانتا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کو خود اس بات کا علم ہے کہ Karachi Stock Exchange کے scandal میں کونسے لوگ ملوث تھے لیکن NAB سے یہ نہیں ہوا کہ وہ اس چیز کا notice لے۔

NAB is being used to protect the vested interests, NAB is being used to consolidate the ruling party because that is the only instrument of

coercion which is available to them.

جناب چیئرمین! یہاں پر سینیٹر صفدر عباسی صاحب نے یہ بات already mention کی کہ وہ بدنام زمانہ شخص کو in the darkness of the night ایک ordinance کے ذریعے ایک نیا deputy chairman create کیا گیا تاکہ وہ vilification کی campaign, کو آگے بڑھائے۔ جناب چیئرمین! یہاں پر کتنے civil servants کی duration کو heart attacks ہوئے، کتنے civil servants کو

two or three of them even died subsequently because they were being tortured and they were under severe mental strain and physical pressure of the NAB to become approvers specifically against the Mohtarma Benazir Bhutto. So, NAB today is a totally redundant institution and it needs to be wound up. Thank you. Mr. Chairman.

Mr. Chairman: We ask the Minister now.

جی، اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Thank you, honourable Chairman. In addition to what I have already heard from my learned brothers, I will add three things. NAB کو معرض وجود میں لاتے وقت، تین دعوے کئے گئے تھے اور اس کی preamble کی روشنی میں جو اس ordinance کا preamble ہے، اس کی روشنی میں یہ دعوے کئے گئے تھے۔ ایک تو یہ کہا گیا تھا کہ ملک کی سیاسی قیادت کو transparent, صاف، شفاف قابل قبول اور قابل پذیرائی بنانے کے لئے جو corruption میں ملوث لوگ ہیں، ان کا across the board احتساب کیا جائے گا، یہ preamble بھی ہے۔ بدقسمتی سے قوم نے دیکھا، قوم دیکھ رہی ہے اور اگر یہ NAB چلتا رہا تو قوم دیکھتی رہے گی کہ وفاقی اور صوبائی میں کابینہ میں بدقسمتی سے ایسے افراد موجود ہیں بہت اہم وزارتوں پر جو NAB کے آج بھی ملزم ہیں۔ ان کے خلاف مقدمات ہیں لیکن وہ مقدمات

torment رکھے جا رہے ہیں' ان کو چلایا نہیں جا رہا' یہ NAB کے preamble کی خلاف ورزی ہے' صریحاً خلاف ورزی ہے۔ جس claim پر NAB کا ادارہ معرض وجود میں آیا تھا' یہ اس سے انحراف ہے۔

دوسری بات پچھلے سال ایک sitting وفاقی وزیر جن کی صرف وزارت بدلی ہے' وہ بدقسمتی سے آج بھی کابینہ میں موجود ہیں' ان کے مقدمے میں NAB والوں نے Supreme Court of Pakistan میں on record یہ کہا کہ NAB جو recovery کرتا ہے' اس میں سے وہ commission لیتا ہے اور وہ commission کتنا ہے۔ 20 سے لے کر 22 فیصد تک NAB commission لیتا ہے۔ جناب والا! اس نے ملک میں corruptions کا نیا بازار لگا دیا ہے' میں آپ کو اس کی ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر 100 کروڑ روپے کا ایک fraud ہو گیا اور ایک آدمی pre-bargain کے لئے NAB کے پاس چلا گیا اور اس نے کہا کہ 100 کروڑ روپے میں 40 کروڑ روپے واپس کرتا ہوں۔ ان کا commission ہے' وہ total رقم پر وہ commission لگتا ہیں' وہ 20 سے 22 کروڑ روپے NAB کے چند آدمیوں کے جیب میں چلا جائے گا' private جیبیں' and this legalized. باقی 100 کروڑ روپے میں سے 18 یا 20 کروڑ روپے اس لوٹی ہوئی رقم کے واپس آئیں گے۔ جناب والا! اس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان میں corruption کو قانونی طور پر تحفظ دیا گیا ہے۔ آپ صرف دو کام نہ کریں' ایک تو جن کو پھول لگے ہوئے ہیں' ان کے خلاف کوئی بات نہ کریں اور دوسرا آپ anti establishment اور عوام دوست سیاست نہ کریں' آپ یہ دو کام نہ کریں' اس کے علاوہ جو مرضی کریں نیب آپ کے قریب نہیں پھٹکے گا۔ آپ کے توسط سے میں پہلا سوال معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں' میں قوم کے ایک فرد' ایک tax payer, jurist, Parliamentarian اور اس ملک کے شہری کی حیثیت سے یہ پوچھنا' جاننا چاہتا ہوں' یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا نیب' قوم کو یہ بتا سکتا یا سکتی ہے' اس لیے کہ ملک میں ادارے بھی عجیب طرح کے بن رہے ہیں NEPRA, NADRA, ERRA, MEERA type کے ادارے بن رہے ہیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ قوم کو بتا سکتے ہیں کہ نیب نے اپنی inception سے لے کر آج تک کتنے ارب روپے کمیشن کے نام پر پرائیویٹ جیبوں میں ڈالے ہیں؟ وہ قوم کے سامنے کیوں نہیں

لاتے؟ وہ کون سی مقدس گائے ہے' جو قابل احتساب نہیں ہے؟

جناب والا! میں آپ کو دوسری بات بتاؤں' یہاں پٹواریوں کو' چھوٹے' چھوٹے ملازمین کو پکڑا گیا' بڑے بڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسری بات جو میں کہہ رہا تھا' جناب والا! میں اس ایوان کو آپ کے توسط سے ایک اور طرف لے کر جاتا ہوں کہ نیب نے ایک بہت بڑا کام' صرف اور صرف ایک بہت بڑا کام کیا' وہ بڑا کام یہ تھا کہ بڑے بڑے لوگوں کی بڑی بڑی corruption کی کہانیوں پر پردہ ڈالا ہے اور صرف ایک طوطا کہانی' الف لیلہ کی داستان کی طرح 5th November, 1996 سے لے کر آج کے دن 2006 تک قوم کو سنائی جا رہی ہے اور وہ محترمہ بینظیر بھٹو' سینیٹر آصف علی زرداری کے خلاف کہانی ہے اور وہ پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت' جس نے 2002 میں سب سے زیادہ ووٹ لے کر' 2002 میں سب سے زیادہ قومی اسمبلی کی سیٹیں لے کر ثابت کیا اور 2004 میں Northern Areas Council کے election میں as a single largest majorty party یہ ثابت کیا کہ یہ سب سے بڑی جمہوری قوت ہے۔ اس کی leadership کے خلاف نیب مسلسل ایک سیاسی ایجنڈے پر کام کر رہا ہے one side, Mr. Chairman, the second side, ہو سکتا ہے کہ کسی کو میری بات پر اعتراض ہو کہ ہم reference نہیں لاتے۔ جناب والا! نیب کا law tailor-made, targetted law ہے۔ میں آپ کو اس کی صرف ایک مثال دیتا ہوں' Section 18 of the NAB Ordinance کہتا ہے۔ "No Court shall take cognizance of any offence under this ordinance except for a reference being sent by the Chairman NAB". اور وہاں انصاف کے لیے'

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ایک sitting General ہمیشہ وردی میں بیٹھتا ہے' جس کے پاس ہم جو شکایت لے کر جاتے ہیں' اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں اس ہفتے کی تازہ ترین مثال دیتا ہوں اور میں یہ بات دونوں طرف بیٹھے ہوئے معزز اراکین سینیٹ سے share کرنا چاہتا ہوں کہ شاہی مسجد جس کو بادشاہی مسجد کہتے ہیں' لاہور میں

اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں بنی' پنجاب کا ایک Home Secretary جس کا نام پہلے یہاں آ چکا ہے' اس کی بیٹی کی شادی تھی' اس نے ساڑھے چار ہزار ریشمی جوتے بنوائے' اس نے ایک نئی قسم کی روشنی لگوائی' ایک نئی قسم کا ماحول پیدا کیا' اس نے اتنے' اتنے بڑے کیل جن کو پنجابی میں کلے کہتے ہیں' وہ ٹھکوائے اور شاہی مسجد کی تاریخ میں پہلی مرتبہ وہاں پر اس طرح کا اجتماع ہوا۔ اس سے پہلے اس وقت ایک ایسا اجتماع ہوا تھا' جب سکھا شاہی کی حکومت میں اس وقت کے ایک آنکھ والے حکمران نے کہا تھا کہ میں سب گردواروں اور مسجدوں کو برابر کر دوں گا اور گھوڑوں سمیت وہاں اندر گیا تھا' فوج بوٹوں اور سموں سمیت اندر گئی تھی۔ جناب والا! اس پر ایک MNA, Mr. Nayyar Hussain Bokhari نے reference file کیا ہے this reference was filed only 10 days back اور وہ شخص وہاں پر Deputy Chairman, NAB کے طور پر بیٹھا ہوا ہے' اس لیے کہ he is a political hitman, he is a political torturous person اور اس کی اس خوبی کے علاوہ دوسری کوئی خوبی نہیں ہے اور میں آج یہاں یہ بات on record کہہ رہا ہوں کہ کسی میں اتنی جان نہیں ہے کہ اس کے خلاف مقدمہ چلا سکے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ مقدمہ لے کر آئیں' ہم اگر مقدمے میں ناکام ہوئے تو یہ معزز ایوان جو سزا تجویز کرے گا' وہ کسی اور کو چھوڑیئے' آپ کا یہ بھائی بھگتنے کے لیے تیار ہے۔ میں آپ کے سامنے یہ commitment کرتا ہوں۔ ہم اس کے خلاف الزام ثابت کریں گے۔ آخری بات جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین، جی وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، ہمارے خیالات کتنے ملتے ہیں ۔ جناب کے کہنے سے پہلے میں نے کہا آخری بات۔

جناب چیئرمین، لیکن وہ آخری بات ہوتی نہیں ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، آپ کی محبت کا فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ آپ ڈانٹیں گے تو بیٹھ جاؤں گا ۔ جناب والا! آخری گزارش جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے ۔ ایک ایسے ملک کی مثال دینی پڑتی ہے جو ہمارا ٹوٹا ہوا تارہ ہے ۔ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کہتے ہیں

مارشل لاء کے روکنے کا طریقہ نہیں ہے ' بڑے کے احتساب کا راستہ نہیں ہے ۔ ایک ایسا ملک جو کہ دسمبر 1971ء میں معرض وجود میں آیا اس نے یہ راستہ دکھا دیا ۔ اگر کوئی احتساب کرنے والا ہے ' اگر کوئی Accountability کا شوقین ہے ' اگر کوئی کرپشن کا راستہ روکنا چاہتا ہے ' اگر کوئی ultra-consitutional rule کو پاکستان میں ختم کرنا چاہتا ہے تو میں اس کی مثال دے کر بیٹھ جاؤں گا ۔ بنگلہ دیش میں جس دن وہاں جنرل ارشاد کو ہتھکڑی لگی اس کے بعد بنگلہ دیش میں ریکارڈ کی بات ہے کوئی مارشل لاء نہیں لگا ۔ میں سمجھتا ہوں ' احتساب کرنا چاہتے ہو تو کسی sitting وزیر کو جس کا مقدمہ 1997ء سے pending ہے اس کو ہتھکڑی لگاؤ احتساب شروع ہوجائے گا۔

Thank you.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، جی ڈاکٹر صاحب۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please let say the hnonurable Minister.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، کونسا شعر ' یہ تو بہت اچھا شعر ہے۔جناب چیئرمین! میں اعوذباللہ سے شروع کروں گا اور آخری ہمارے معزز سینیٹر جو کہ ڈاکٹر بھی ہیں ' قانون دان بھی ہیں ' سب کچھ ہیں ان کے فرمودات میں سے پہلا نقطہ جو انہوں نے فرمایا ہماری بڑی مدد فرمائی۔ پانچ نومبر 1996ء جس وقت محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت ختم کی گئی اور قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیاں dissolve ہوئیں تو اس کے بعد انہیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ جو charter of democracy ابھی ابھی sign ہوا ہے اس کے سائے اس پر بھی پڑنے کا امکان ہے کیونکہ احتسابی عمل اس سے پہلے شروع کرنے کی ایک سکیم تھی ۔ میرے خیال میں رضا ربانی صاحب بھی اس میں ممبر تھے یا نہیں جو کہ ایک Constitutional Accountability Bill تیار ہوا تھا ' اس کا میں بھی ممبر تھا اور یہاں سے ہم نے سینیٹ میں اس کو داخل کرایا ۔ جس میں across the board وہ Accountability درج ہے اور آپ کے سینیٹ سیکریٹریٹ میں وہ Bill موجود ہے ۔ جس میں Armed Forces, Judicary وہ سب شامل تھے ۔ سب سے پہلا

مضمون اس کے خلاف ارشاد احمد حقانی صاحب نے لکھا کہ صدیہ اور فوج کی بہت بے عزتی ہوئی ہے اور یہ جو دستوری احتسابی Bill لایا گیا ہے اس کو محترمہ بے نظیر بھٹو اور اس کی کابینہ نے بنایا ہے اور یہ بڑا گندا ہے اور اس طریقہ کار سے اسی بنیاد پر ایک سب سے بڑی بنیاد یہ تھی اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت dissolve کردی گئی اور پھر اسمبلی بھی برخاست ہوئی اور اس کو takeover کیا گیا۔اس کے بعد ایسی دھاندلی ہوئی کہ اس میں ایک بات یہ بھی واضح ہوئی کہ جناب مردہ نہلایا جاچکا ہے۔ اب دفنانا ان کا کام ہے۔ اگر آپ ٹی وی کا وہ فقرہ بھی نکال لیں۔ صورتحال یہ ہے جناب والا! ان کا یہ کہنا اور یہ احتسابی عمل جو صرف بارہ اکتوبر 1999ء کے بعد پر محیط کرتے ہیں۔پانچ نومبر 1996 کی طرف کیوں نہیں جاتے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی پارٹی کے رفقائے کار اور بابر صاحب کو بھی یہ پتا ہے ' رحمان ملک کو بھی پتا ہے کہ ہم سب کو نشانہ بنایا گیا اور مجھ جیسے آدمی پر بھی انہوں نے اٹھارہ مقدمے بنائے ' وہ کامیاب نہیں ہو سکے ۔ بات سمجھنے کی یہ ہے ' ہم بات کرتے ہیں' ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ یہ احتسابی عمل پانچ جولائی ۱۹۷۷ء سے کیوں نہیں کہتے۔ یہ بارہ اکتوبر ۱۹۹۹ء سے کیوں کہتے ہیں ۔ پھر بات یہ ہوتی ہے کہ جناب والا اگر احتسابی عمل کی بات کرتے ہی ہیں بحیثیت مسلمان تو پھر اکتوبر ۱۹۵۸ء سے کیوں نہیں کہتے۔ جو کل سائیکل پر تھے' آج ہیرو ان کے نیچے ہیں ۔ جو کل جھونپڑوں میں رہتے تھے' آج ان کے محلات ہیں۔ ننانوے فیصد جو آج امراء ہیں' وہ تمام کے تمام وہ فراڈیے ہیں ' وہ کرپٹ لوگ ہیں ۔ انہوں نے اس ملک کو لوٹا ہے ۔جناب والا جس طریقے سے لوٹا ہے' جس انسر نے لوٹا ہے' اگر یہ بات سچی ہے' ایک دفعہ اسی جگہ پر ' جب ہماری اسمبلی کو آگ لگی تو میں نے یہاں جاوید ہاشمی صاحب سے کہا تھا' ہاشمی صاحب! میں اور آپ ' ساری دنیا جانتی ہے کہ ہم عام آدمی ہیں۔ آپ جن دھندوں میں پڑ گئے ہیں' باغوں والے بنگلوں میں پڑ گئے ہیں۔ ملی پور سے ۳۸۰۰ کنال لینے میں پڑ گئے ہیں اور آپ کوٹھیاں بنانے میں لگ گئے ہیں' آپ اس طبقے سے تعلق نہیں رکھتے ' آپ ایک نہ ایک دن جیل ضرور جائیں گے۔ کیونکہ یہ طبقاتی جنگ ہے۔ یہ بڑے لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں کھانے پینے میں اور کرپشن میں بھی۔ بات یہ ہے ۔ سب بیٹھے ہیں۔ یہ کیوں فوج کو گالی دیتے ہیں۔ یہ فوج کی کھالی سے نکلے ہوئے ہیں ۔ سارے کے سارے نکلے ہوئے ہیں۔ مجھے ایک بتا دیں' جو نہیں نکلا ہوا۔ فیلڈ مارشل ایوب کے کون کون منسٹر تھے ۔ میاں نواز شریف ' جنرل

ضیاء الحق کے چیف منسٹر تھے۔ بعد میں انہوں نے کہا کہ میری عمر لگ جائے۔ یحییٰ کو کون مانتے والے تھے۔ یحییٰ کو کسی نے امیر المومنین کا خطاب دیا۔ پی ایم اے انہی میں سے تھی اور اس میں ۹ جماعتیں تھیں۔ وہ ۹ ستارے کون تھے، جنہوں نے بھٹو کو پھانسی دلا کر اقتدار پر قبضہ کیا اور ضیاء الحق دور میں انہوں نے وزارتیں قبول کر لیں۔

آوازیں، Question, question,

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، question کیا، یہ حقائق ہیں۔ جناب والا! یہ plea bargain دوسرا نکتہ میں یہ کہوں گا کہ plea bargaining is the law یہ یہاں لاگو نہیں، امریکہ میں لاگو ہے، یہ یورپ میں لاگو ہے۔ Plea bargain being a law جس میں تمام پیسہ recovered کیا جاتا ہے۔ ورنہ ایک آدمی کو اگر دو کروڑ کے بدلے چھ ماہ قید کر دیں تو قوم کے تو دو کروڑ گئے، وہ چھ ماہ جیل میں گزار کر واپس آ جاتا ہے، Plea bargain is a law جس کے تحت مکمل recovery ہوتی ہے۔ جتنے پیسے وہ کھاتا ہے۔ ساتھ اس کی disqualification ہو جاتی ہے۔ بینکوں سے قرض نہیں ملتا۔ اس کی نارمل زندگی نہیں رہتی۔ یہ punishment دی جاتی ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ انہوں نے بڑی عجیب سی بات کی ہے کہ جناب چالیس کروڑ ایک طرف سے وہ بھیج دے گا، جس میں سے بائیس کروڑ وہ بطور کمیشن کھائے گا، جو بچ جائیں گے بیس کروڑ، ۸۰ کروڑ ضائع ہو جائے گا۔

This is totally misconceived. He is a working journalist. He goes to the Supreme Court daily he knows, why he has misstated on the floor of this House. I am very sorry, I am a lay man but I know them; this is round the way to cheat the people like this.

اب بات یہ ہے کہ ہمارے پروفیسر صاحب نے، جو بہت ہی پڑھے لکھے ہیں، جو نکتہ اٹھایا ہے، اس میں امتیازی رویہ discrimination ہو رہی ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں نے ابھی تک محترمہ بے نظیر بھٹو اور اس کے خاوند کے خلاف جو مقدمے درج کرائے تھے سیف الرحمن کی طرف سے، اور آج تک یہ میثاق جمہوریت کے دعوے دار بنتے ہیں کیا انہوں نے یہ بیان

دیا ہے کہ وہ جھوٹے مقدمے جو ہم نے درج کروائے تھے ہم ان کو واپس لینے کے لئے تیار ہیں۔ صرف دفعہ تو 182 لگنی ہے اور پچاس روپے جرمانہ ہونا ہے۔ are they ready to withdraw those false, fabricated cases,, they are not. یہ نہیں ہے اور میاں صاحب تو وہاں تک آنے کے لئے تیار نہیں تھے جہاں پر دستخط ہونے تھے۔ اس کی وجہ کیا ہے' کس کے گھر میں وہ میثاق جمہوریت ہو رہا تھا۔ کس کے گھر میں رحمان ملک' ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل' ایف آئی اے' جس کے خلاف بالکل مختلف چار corruption کی FIRs ہیں۔ اب قوم کو یہ دعوت دی جا رہی ہے کہ جمہوریت آ رہی ہے 36 points ہیں یہ golden principles ہیں اس میں نیا طریقہ کار دیا گیا ہے اور دستخط کہاں کئے گئے پوچھا اس سے جو absconder ہے پاکستان کا۔ جس پر چار corruption کے cases مستند ہیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ابھی تو میں نے ابتدا کی ہے۔ آپ بات سننے کا حوصلہ رکھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مخدوم امین فہیم کو میاں نواز شریف کو منانے کے لئے تین گھنٹے اس کے گھر پر جانا پڑا۔ کیونکہ میاں نواز شریف کے والد کو رحمان ملک نے پکڑا تھا۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: Niazi sahib you want to continue, or after the break then continue.

میرا خیال ہے کہ ختم کر لیتے ہیں کیونکہ time بھی کم ہے پھر ووٹ کر لیتے ہیں۔ conclude کر لیں جلدی جلدی تاکہ پھر ووٹ کر سکیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، رضا ربانی صاحب نے بہت خوبصورت بات کی' مناظرہ کریں گے جی۔ مناظرہ کریں گے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No corss talk.

let us continue with the proceeding. Let's have no ' عباسی صاحب تشریف رکھیں

cross talk.

(Interruption)

Mr. Chairman: No cross talk.

سینیٹر کامل علی آغا: سن لیں ان کو سن لیں، آپ کے کام آئیں گے۔

Mr. Chairman: No cross talk please. I put it to the vote.

سینیٹر کامل علی آغا: سن لیں ان کو، آپ کے کام آئیں گے۔

Mr. Chairman: Agha Sahib! No cross talk please.

(Interruption).

جناب چیئرمین: آغا صاحب! تشریف رکھیے، let us continue with the proceeding. Let us have no cross talk.

[xxx] ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں تو بالکل

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, I take serious exception to this.

جناب چیئرمین: کیا ہوا؟

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: Sir, انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کے نام پر بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: کیا تھی، میں نے نہیں سنی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کے نام پر بات کی ہے یہ ناقابل برداشت ہے، آپ ان کے words expunge کریں۔

جناب چیئرمین: کیا کہا، میں نے نہیں سنا۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: Sir, میں اس کو بتانا چاہتا ہوں، [xxx]

+ [xxx] [Words expunged by the orders of the Chairman.]

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the words should be expunged.

Mr. Chairman: I did not hear those words.

سینیٹر ڈاکٹر صدر علی عباسی، یہ بہت بڑا [xxx]

سینیٹر میاں رضا ربانی، اتنے بڑے [xxx] کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

سینیٹر ڈاکٹر صدر علی عباسی، اس کو ذوالفقار علی بھٹو کا نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، یہ بھٹو صاحب کے نام پر elect ہو کر آج [xxx]

سینیٹر ڈاکٹر صدر علی عباسی، [xxx]---

Senator Mian Raza Rabbani: Kindly expunge those words.

جناب چیئرمین، یہ تو بتائیں کہا کیا ہے میں نے نہیں سنا with all this commotion.

سینیٹر ڈاکٹر صدر علی عباسی، Sir, آپ اپنا ریکارڈ چیک کریں۔

Mr. Chairman: I will hear it out and but tell me what did he say?

Senator Mian Raza Rabbani: Kindly expunge those words.

Mr. Chairman: What did he say?

(Interruption).

سینیٹر ڈاکٹر صدر علی عباسی، آغا صاحب! آپ [xxx] کو define کریں۔

جناب چیئرمین، مغرب کے لیے prayer adjourn کرتے ہیں۔ Let us come back after the Maghreb prayer.

(Interruption)

+ [xxx] Words expunged by the orders of the Chairman.

Mr. Chairman: Any words that are not parliamentary at any time will be expunged. Whatever is unparliamentary is expunged.

(Interruption)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! جو میں نے کہا ہے اس کو expunge کردیں۔

جناب چیئرمین، نیازی صاحب نے جو کچھ بھی کہا ہے it is expunged. قصہ ختم۔ اب میرا خیال ہے نیازی صاحب آپ conclude کریں تو ووٹ کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میں لیڈر آف دی اپوزیشن میاں رضا ربانی صاحب کا مشکور ہوں۔ انہوں نے بڑی خوبصورت بات کی ہے جو بنیادی فلسفہ تھا اور صحیح تھا کہ جناب والا! اگر یہ محکمہ خراب ہے اور فضول ہے یہ half dead ہوا ہے یا dead ہو چکا ہے تو اس کے لیے 200 million روپے کا بجٹ رکھنا بھی ایک positive move ہے۔ لہذا اس کو تسلیم کرنے کے برابر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات بہت اچھی تھی، بڑی خوبصورت تھی کہ اگر واقعی انہیں مخالفت ہے اور NAB برا کام کر رہا ہے اس سے انتقامی کارروائی لی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین، ختم کریں تو we put it to the vote.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میں ایک منٹ لوں گا۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر NAB بنانا ہے، قوم کے لیے بنانا ہے تو ہم طے کرلیں کہ ہم across the divide جتنے حضرات اس ایوان میں بیٹھے ہیں خدا اور رسول کو حاضر ناظر کرکے یہ کہیں کہ جھوٹ نہیں بولیں گے، قوم کا برا نہیں مانگیں گے، رشوت نہیں لیں گے، بے شرمی نہیں کریں گے، جاسوسی نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے کی ٹانگیں نہیں کاٹیں گے، کیا تیار ہیں؟ Are they ready.

جناب چیئرمین، نیازی صاحب تشریف رکھیں let us put it to vote. I now put the recommendation before the House.

(The motion was negatived).

Mr. Chairman: The recommendation is rejected. There are four

more items, these will be taken after Maghreb prayer. Now, the House is adjourned for Maghreb prayer and we shall reconvene at 7.50 (in 20 minutes). Thank you.

(The House was adjourned for Maghreb prayer to reconvene at 7.50p.m.)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد اجلاس جناب چیئرمین کی صدارت میں شروع ہوا)

جناب چیئرمین، السلام علیکم۔ جی

personal explanation? Who has made any personal explanation?

سینیٹر الیاس احمد بلور، اس سے پہلے کی تقریر میں جب آپ نے جلدی vote کرا دیا تھا۔ میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب' نیازی صاحب میرے بڑے اچھے دوست ہیں' انہوں نے اس طرف ایک ہاتھ کھینچ کر کہا کہ یہ جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں' یہ سب martial law سے نکل کر آئے ہوئے ہیں۔ میں House کی وساطت سے قوم اور نیازی صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ NAP جس میں ہمارے بلوچستان کے پختون لوگ بیٹھے ہوئے ہیں----

جناب چیئرمین، NAP, NAB نہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، NAP نے' جس میں ہمارے nationalist پختون' بلوچ دوست بیٹھے ہوئے ہیں' ہم لوگوں نے کبھی' کسی martial law government میں نہ شمولیت کی ہے' نہ ان کا ساتھ دیا ہے' نہ ان کے وزیر رہے ہیں' نہ ان کے ساتھ کبھی چلے ہیں اور نہ ہی ہماری NAP کی production Army کے through ہوئی ہے۔ ہم لوگ عوام دوست' قومیت پسند لوگ ہیں جو جمہوریت کے لیے لڑتے ہیں اور نیازی صاحب کو مہربانی کر کے سب کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ نیازی صاحب' ماشااللہ خود ہر دور کے وزیر رہے ہیں' ایک نواز شریف

صاحب سے ملنی ہوئی ہے' اگر ان کے پاس two third majority نہ ہوتی تو وہ بھی ان کو وزیر

لے لیتے۔ Thank you very much.

ANNOUNCEMENT SENATOR MIAN RAZA RABBANI HAS BEEN APPOINTED AS THE LEADER OF THE OPPOSITION IN THE SENATE.

Mr. Chairman: Now, before we go on, I have a very important announcement to make. In pursuance of Rule 2 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the Chair recognizes Senator Mian Raza Rabbani as Leader of the Opposition in the Senate.

(Desk thumping)

Mr. Chairman: Congratulations once again Mr. Raza Rabbani and now these are all formal. So, item 14 and 15 are to be clubbed and that is OK Kamran,

آپ کا بھی ہے اور جو 15 ہے وہ خورشید صاحب کا ہے' خورشید صاحب ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، کس نے؟

FURTHER DISCUSSION ON RECOMMENDATIONS ON THE FINANCE BILL 2006-07.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ، خان صاحب نے فرمایا ہے کہ کچھ جماعتیں آرمی کی پیداوار ہیں ---

جناب چیئرمین، وہ ہو گیا ہے اب آگے چلیں' وہ بات ہو گئی ہے' اس میں کوئی specific نام نہیں تھا۔ کامران 14 آپ move کرلیں اور پھر آگے No.15 خورشید صاحب کا ہے' ہم اس کے ساتھ club کر لیتے ہیں۔ جی کامران۔

Senator Kamran Murtaza: Sir, I seek leave of the House to

move that the duties and taxes on the luxury cars be enhanced.

Mr. Chairman: No. 15, Khurshid Sahib

آپ پڑھیے۔

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman! I seek the leave of the House to move that the import duty on luxury cars on 1800 cc and above be enhanced to 200 percent. Maulana Gul Naseeb Khan, Dr. Said and Mr. Kamran Murtaza are my co-sponsors in this.

Mr. Chairman: No. 14 and 15, is it opposed? Omar Ayub Sahib.

Mr. Omar Ayub Khan: Items No. 14 as well as No. 15 are opposed sir.

جناب چیئرمین، کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! oppose کر رہے ہیں' یہ تو ہماری اتنی innocent سی خواہش تھی' اس کو بھی oppose کر رہے ہیں جناب۔

جناب چیئرمین، آپ کو وجہ بھی بتائیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ہم تو سمجھ رہے تھے کہ اس کو oppose نہیں کریں گے' پتا چل گیا کہ pro people budget کیا ہوتا ہے۔ جناب! اس کو بھی oppose کر رہے ہیں تو پھر باقی کیا رہ گیا۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ اس کو oppose نہیں کریں گے۔ انہوں نے یہ بتایا تھا کہ ہمارا بجٹ بڑا pro people budget ہے تو اگر pro people یہ ہوتا ہے کہ بڑی گاڑیوں' luxury گاڑیوں پر taxes کو نہ بڑھایا جائے میرا خیال ہے یہ پہلا item تھا' جس میں ہم نے کہا کہ اس میں taxes raise کریں اور اس سے عام لوگوں پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ جناب! یہ چند ہزار لوگ ہیں جن کے استعمال میں یہ گاڑیاں ہوتی ہیں اور ہم کو ان دو طبقوں کو الگ کرنا پڑے گا کہ جو ضرورت کے لیے استعمال کرتے ہیں اور جو گاڑی middle class کے لیے استعمال ہوتی ہے اور وہ لوگ جو اس کو تعیش کے لیے استعمال کرتے ہیں یا جن کے استعمال میں luxury

گاڑیاں آتی ہیں۔ جناب! luxury گاڑیوں پر پہلے بھی taxes تھے مگر اسی گورنمنٹ نے ان taxes کو reduce کر دیا تھا۔ ہم as a gesture یہ water testing چاہتے تھے کہ اس کو کیوں reduce کیا ہے تو ہم نے اس لیے اس کو propose کیا تھا کہ یہ ایک مخصوص طبقے کے استعمال میں ہے۔ اس لئے اس پر duty raise ہو جائے۔ یہ oppose کر رہے ہیں ہم اس کو مناسب تو نہیں سمجھ رہے۔

جناب چیئرمین، سن لیجئے، یہ ضرور وجہ بتائیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! ایک بات اور ہے انہوں نے کہا تھا کہ buses پر taxes ختم کردیئے ہیں وہ ابھی تک free of Sales Tax نہیں ہوئی ہیں، اس کو بھی اس کے ساتھ ہی ملا لیں۔

جناب چیئرمین، Public Transport کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، ایک طرف تو یہ لگژری گاڑیوں پر raise نہیں کر رہے اور بسوں پر کم نہیں کر رہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے سینیٹر بھائی کامران مرتضٰی صاحب نے کہا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ایسی تجویز تھی جس پر ہمیں غلط فہمی تھی کہ شاید ہمارے سرکاری benches کے بھائی، بہنیں کھلے دل کے ساتھ تعاون کریں گے لیکن بہرحال انہوں نے oppose کرنا prefer کیا۔ تو ہم چند معروضات پیش کرتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس ملک میں ایک صحیح ٹرانسپورٹ پالیسی کی شدید کمی ہے۔ ٹرانسپورٹ پالیسی کسی ملک کی ترقی کے لئے نہایت ہی اہم اور critical factors میں سے ایک ہے اور دنیا میں کہیں ہمہ گیر معاشی ترقی ٹرانسپورٹ کی development کے بغیر نہیں ہوتی۔ آپ یہ خیال کیجئے کہ برصغیر میں شیرشاہ سوری نے سڑکوں کا جال پھیلایا۔ برطانوی دور اقتدار میں road development کو ترقی دی گئی لیکن اصل emphasis ریلوے پر رہا۔ اور یہ back bone تھی اس economy relationship کی جو colony اور mother country کے درمیان

قائم ہوئی۔

جناب والا! یہی صورتحال آپ کو دنیا کے تمام ممالک میں نظر آتی ہے ۔ ہمارے ملک میں rail, road transport اور پھر city transport یعنی public transport کے ساتھ پھر بعض private cars اور دوسرے means of movement سب integrated چیزیں ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کے حالات کو سامنے رکھ کر خاص طور پر جو oil پر ہماری dependence ہے اور آج سے سات ' آٹھ سال پہلے ہم ضروریات کا 30,31% خود produce کر رہے تھے لیکن چونکہ اب مانگ بڑھ رہی ہے supply نہیں بڑھی ہے تو یہ 20% پر آگیا ہے ۔ اور یہ رفتار اگر جاری رہتی ہے تو یہ اور نیچے جائے گا جس کے نتیجے کے طور پر ایک طرف بین الاقوامی منڈیوں میں oil کی قیمت بڑھ رہی ہے ' ادھر آپ کی demand بڑھ رہی ہے ۔ جس رفتار سے آپ گاڑیاں بنا رہے ہیں' import کر رہے ہیں اور بڑی گاڑیاں Luxury گاڑیاں جن میں consumption بھی زیادہ ہوتی ہے ۔ اگر دنیا کے دوسرے ممالک سے آپ موازنہ کریں تو اس وقت امریکہ تک میں جو رجحان ہے وہ یہ ہے کہ کس طریقے سے بڑی گاڑی کے مقابلے میں چھوٹی گاڑی کی طرف آیا جائے۔

جناب والا! ہندوستان کو آپ دیکھئے ' اس کی بڑی مثالیں آپ دیتے ہیں لیکن وہاں وزیراعظم ' صدر ' وزراء ' members of the Parliament چھوٹی گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں۔ اس سے ان کی کوئی عزت کم نہیں ہو جاتی اس لئے کہ عزت کا معیار گاڑی نہیں ' عزت کا معیار آپ کا کردار ہے ' آپ کی خدمات ہیں ' آپ کا contribution ہے 'وہ تو یہاں ناپید ہے ۔ یہاں ہم سمجھتے ہیں کہ مرسڈیز گاڑیوں کا ' BMW کا ایک کارواں پیچھے لگا لیجئے۔ آپ نے اسی بجٹ میں دیکھا ہے کہ دو بلین کی صرف مرسڈیز اور لگژری گاڑیاں ایک سال میں منگوائی گئی ہیں۔ import میں اگر آپ دیکھیں تو اس کا رجحان بھی یہ ہے کہ اس سال ڈیڑھ بلین ڈالر آپ نے کاروں کی import پر خرچ کیا ہے اور تمام اندازہ یہ ہے کہ ایک بلین ڈالر کی گاڑیاں اس وجہ سے ہمارے ملک میں آئیں۔ یہ سارے حالات سامنے رکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ صحت مند ٹرانسپورٹ پالیسی کی ضرورت ہے اور اس کا ایک اہم عنصر یہ ہونا چاہیے کہ لگژری گاڑیوں کی ban import ہونی چاہیے۔ اگر ban نہیں کرتے ہیں تو کم از کم اس کے اوپر خاصی duty ہو۔ آپ ایک طرف تو یہ

کہتے ہیں کہ ہمیں آمدنی چاہیے ۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ sugur پر Sales Tax کم کیجئے ۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ چائے پر Sales Taxe کم کیجئے ، ہم کہتے ہیں کہ پٹرول پر کم کیجئے ۔ آپ دہائی دیتے ہیں کہ اتنا نقصان ہو رہا ہے exchequer کا۔ ہم کہتے ہیں کہ exchequer کو بڑھانے کے لئے یہ راستے موجود ہیں ۔ ہم نے تجویز دی تھی کہ آپ صرف real estate کے transfer پر ہی نہیں بلکہ اس کی ہر stage کے اوپر ٹیکس لگائیے ۔ ٹھیک ہے چھوٹے مکان اور زمین کو چھوڑ دیجئے لیکن یہ جو ایک elite class ہے اور جو دولت کی ایک قسم کی نمائش کر رہے ہیں کہ سوسائٹی بیچ میں بٹ رہی ہے ، ان پر ٹیکس لگائیے۔ آپ اپنی شاہ خرچیوں کو ختم کیجیے ۔ بہت سے معاملات میں جو کھلے اور ڈھکے اخراجات ہیں ، انہیں کنٹرول کیجیے۔ اس طرح کے راستے موجود ہیں ، لیکن ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں اور اس کے ذریعے آپ کو آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ملے گا۔ یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ یہ کسی بھی international treaty کے خلاف ہے ۔ WTO regime میں یہ بات بطور اصول کے لکھی ہوئی ہے کہ تمام لگژری آئٹمز پر آپ excessive duty لگا سکتے ہیں اور دنیا کے بیشتر ممالک میں لگی ہوئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم یہ راستہ اختیار نہیں کرتے ۔ اگر یہ راستہ اختیار نہیں کرتے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ہمارے سامنے دراصل خوشحال طبقہ ، نو دولتیے اور ان کے مطالبات کو پورا کرنا ہے ۔

جناب والا need کا پورا کرنا ایک صحتمند معاشی نظام کی ضرورت ہے اور greed کے پیچھے پڑنا تباہی کا راستہ ہے ۔ ہم نے greed کی کوشش کی ہے اور need سے ہم ہٹ رہے ہیں ۔ جو need ہے حقیقی ، وہ ٹرانسپورٹ کی ہے۔ ریلوے ٹرانسپورٹ تیار کریں۔ آپ سڑکیں زیادہ بنائیں اور آپ کاروں کی امپورٹ اور کاروں کے ذریعے سے psychological pollution یہ ساری چیزیں پیدا ہو رہی ہیں ۔ ان تمام کو regulate کریں ۔ تو یہ ایک معمولی سی تجویز ہے ، لیکن اس کی حیثیت صحیح سمت میں ایک کی سی ہے ، ایک message کی ہے اور وہ message یہ ہے کہ امراء contribute کریں ملک کے عام شہریوں ، غریبوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے اور ملک میں دولت کی نمائش کو زیادہ سے زیادہ discourage کیا جائے ۔ اس کے مقابلے میں جو حقیقی ضروریات ہیں ، ان کے پورا کرنے کو آسان بنایا جائے ۔ یہ ہے وہ framework اور اسی بناء پر ہم تجویز لائے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر عمر شاہد۔ ڈاکٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔ کامران بول چکے، اور بولنا چاہیں گے؛ عمر ایوب صاحب۔

جناب عمر ایوب خان : جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آئٹم نمبر ۱۴ اور ۱۵ جو لگژری کاروں پر ڈیوٹی کے حوالے سے ہے ' just to set the record straight یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ دو سو فیصد پر اسے enhance کیا جائے۔ اس وقت جناب جو کسٹم ڈیوٹی لگژری کاروں پر ہے' وہ تقریباً پچھتر فیصد ہے۔ اس کے بعد اس پر پندرہ فیصد سیلز ٹیکس لگتا ہے اور پھر ود ہولڈنگ ٹیکس بھی تقریباً چھ فیصد لگتا ہے۔ Almost close to 90% above چلا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی well thought strategy تھی اور وہ figures بھی آپ دیکھیں کہ جو لگژری کاریں درآمد ہو رہی ہیں ' اس کا پاکستان کی گورنمنٹ پر کوئی منفی اثر نہیں پڑ رہا بلکہ مثبت ہو رہا ہے کیونکہ اس مد میں revenue base double ہو چکا ہے اور اس کی وجہ سے جو revenue base ہم زیادہ کر رہے ہیں مختلف heads میں' یعنی ہم لوگ بڑھا رہے ہیں اور وہی revenue add جو ہے ' حالانکہ is not that large amount جو amount ہمیں ملتی ہے۔ تقریباً پچھلے سالوں سے وہ ڈبل ہو چکی ہے اور وہ ہماری kitty میں آتا ہے جس کے ذریعے ہم لوگ development اور باقی expenditure بھی کر سکتے ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ جو ہمارا baggage اور transfer building scheme تھی اس میں پہلے ادوار میں جو گاڑیاں آتی تھیں کہ جو پانچ سال پرانی گاڑیاں آتی تھیں ' جن کی consumption زیادہ ہوتی تھی' ان پر اب ممانعت ہے۔ پانچ سال سے زیادہ پرانی گاڑیاں نہیں ہوں گی ۔ جو معزز سینیٹر صاحب بات کر رہے تھے' پروفیسر خورشید صاحب کہ بڑی گاڑیوں کی consumption زیادہ ہوتی ہے تو جو پرانی ٹیکنالوجی کی گاڑیاں ہوتی تھیں ان کی fuel consumption زیادہ ہوتی تھی۔ وہ بھی ایک limit ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین ایک correction بھی کرتا چلوں کہ انہوں نے ایک example بھی دی تھی کہ neighbouring کے پرائم منسٹر چھوٹی گاڑی میں آتے تھے ۔ that is not correct جناب چیئرمین ۔ He comes in a BMW 7th series. Thank you

very much.

Mr. Chairman: I put the items No. 14 and 15 to the House.

(The motion was negatived.)

Mr. Chairman: The recommendations arerejected. Pleasecount. I think it is quite obvious but if you want to count

17 is different, probably they تو کر لیں۔ نمبر 16 جو ہے پٹرولیم کے ساتھ ہے اور may be difficult to club them. پروفیسر ابراہیم صاحب! آپ move کریں۔

Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan: Thank you, Mr. Chairman! Ibeg your pardon to move that the sales tax, excise duty and petroleum development, levy on petroleum products be reduced by 50%, so as to provide relief to the consumer and reduce the cost of imports for agriculture and industrial production.

Mr. Chairman: Is it opposed. Opposed. Yes, Professor Ibrahim Sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : جناب چیئرمین! پٹرولیم products پر اس وقت میرا خیال ہے کہ سب سے زیادہ حکومت کما رہی ہے اور پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں عام استعمال کی ہر چیز کی قیمت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! ہماری تجویز یہ ہے کہ حکومت اس میں کوئی نقصان برداشت نہ کرے بلکہ اپنے نفع میں تھوڑی سی کمی کر لے اور اس کے نتیجے میں پاکستان کے عام آدمی کو ریلیف ملے گا اور اس کی مشکلات اور مسائل میں تھوڑی سی کمی واقع ہوگی۔ بجٹ کے بارے میں بار بار کہا جاتا ہے کہ یہ people friendly ہے اور اس میں عوام کو بڑا ریلیف ہے لیکن ہماری تجویز کو بھی یہاں پر oppose کیا جا رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے اس بات پر اور اس کے نتیجے میں عوام کی مشکلات میں اضافہ ہی ہوگا اس میں کمی نہیں ہوگی۔ ہماری تجویز کو اگر حکومت قبول کرے اور اس میں کمی کر دی جائے ' ایک لیٹر میں

تقریباً نصف ان کو منافع ملتا ہے ڈیزل میں بھی اور پٹرول میں بھی اور دوسری products میں بھی۔ تو اس لئے یہ انتہائی مناسب تجویز ہے اور یہ تجویز اگر حکومت ثابت کرنا چاہتی ہے کہ ان کا بجٹ people friendly ہو تو اس تجویز کو قبول کیا جائے۔ جناب چیئرمین! اس وقت اس کا فائدہ عام مارکیٹ میں بھی عام آدمی کو ہوگا اور agriculture and industrial sector میں جو ہماری معیشت کی بالکل بنیاد ہے اور ریڑھ کی ہڈی ہے اس کو بھی تقویت ملے گی۔ اس وقت بہت سارے علاقے ایسے ہیں جہاں پر ٹیوب ویل ڈیزل سے چل رہے ہیں اور ان کو مشکلات کا سامنا ہے ان کو بھی آسانی پیدا ہوسکتی ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے پرزور مطالبہ کروں گا کہ اس تجویز کی مخالفت نہ کی جائے اور اس کو قبول کیا جائے اور اس ڈیوٹی کو پچاس فیصد کم کیا جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر محمد ساجد صاحب نہیں ہیں جی خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! پروفیسر ابراہیم صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے میں آپ کی خدمت میں اور آپ کی توسط سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم اس مسئلے پر راج ہٹ کا مظاہرہ نہ کریں۔ اور کھلے دل سے غور کریں کہ ہم ان کے سامنے کیا تجویز لے کر آ رہے ہیں اور جناب والا! صرف حکومت کو ہی نہیں، میں چاہتا ہوں کہ یہ پیغام پورے ملک کو پہنچے، اس لئے کہ بہرحال اصل suffering end پر قوم ہے۔ اور پٹرول کو میں باقی تمام اشیاء سے سمجھتا ہوں کہ جہاں پٹرول خود ایک consumable commodity اشیاء صرف میں سے ہے اور directly ٹرانسپورٹ میں ایک بڑی تعداد موٹر سائیکل سے لے کر کار چلانے والے، سب اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ نیز پٹرول ایک بڑا اہم input ہے۔ ٹرانسپورٹ انڈسٹری کے لئے، agriculture کے لئے، manufacture industry کے لئے، اور energy producer کے ذریعے سے بھی، تو اس پہلو سے یہ ایک ایسا آئیٹم ہے کہ جو ہر ایک کو directly and indirectly متاثر کر رہا ہے۔ پھر اس کی dependence international market پر ہے۔ dimension یہ بھی ہے کہ اس میں ہماری بڑی volatile بھی ہے لیکن صاف نظر آ رہا ہے کہ مختلف وجوہ اور international market

کی بنا پر قیمتیں بڑھ رہی ہیں' کم ہونے کے chances بہت کم ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ تین سال پہلے جو international rate تھا آج اس سے چھ گنا بڑھ گیا ہے۔ اور خدانخواستہ ایران کے سلسلے میں کوئی حماقت امریکہ کر گزرتا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ قیمت کہاں پہنچے گی' تو اس لئے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک ایسی commodity کو حکومت کم از کم اپنے لیے revenue کا major ذریعہ نہ بنائے بلکہ ملک کے عام افراد کی ضروریات' industrial ضروریات' agriculture کی ضروریات دیکھے اور اگر ملک میں اس کے نتیجے کے طور پر energy کی cost of production کم ہونے کی وجہ سے ہماری پیداوار competitive ہوتی ہے' ملک میں لوگوں کو price table کا فائدہ پہنچتا ہے لیکن بین الاقوامی طور پر آپ کے سارے products زیادہ competitive ہو جاتے ہیں۔ آپ کی export اس سے بڑھے گی' پیداوار بڑھے گی اور اس کا long period فائدہ حکومت کو بھی ہوگا۔ اس لیے باقی تمام جو آپ کے indirect taxes ہیں ان کے ذریعے حکومت کی آمدنی بڑھے گی۔ لیکن ساتھ ساتھ ملک میں روزگار پیدا ہوگا' لوگوں کی آمدنی بڑھے گی' activity بڑھے گی اور process of growth تیزی سے آگے بڑھے گا۔ تو اس dynamics کو اگر آپ اچھی طرح سمجھ لیں تو پھر ہماری strategy یہ ہونی چاہیے کہ ہم petrol اور اس کی inputs کی قیمتوں کو کم رکھیں حتیٰ کہ subsidize کرنا ہو تو subsidize کریں لیکن ہم subsidy کی بات نہیں کر رہے' ہم تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ جو ٹیکس آپ already لے رہے ہیں اس کو صرف آدھا کر دیں۔ آپ لیتے رہیں لیکن اسے آدھا کر دیں۔ اس سے بھی ایک substantial فرق پڑے گا اور اس کا multiplying effect ہر طرف رونما ہوگا۔ تو یہ ایک بہت ہی اہم چیز ہے اس پر کھلے دل کے ساتھ غور کریں اور اس بارے میں اگر حکومت فی الحقیقت ایک دفعہ موثر اقدام کر لیتی ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس حکومت کے کھاتے میں اس کی ایک گراں قدر خدمت کے اعتبار سے جائے گا۔ عوام دوست کی بات تو اپنی جگہ ہے۔ اس لیے اسے صرف اپوزیشن کی تجویز نہ سمجھیں بلکہ ملک کے حقیقی مفاد کے اندر اس پر غور کریں اور اس طریقے سے ایک اچھی مثال قائم کریں۔

سینیٹر میر محمد نصیر خان مینگل : جناب چیئرمین! جیسا کہ معزز رکن نے بتایا کہ

پٹرولیم مصنوعات پر حکومت زیادہ منافع کما رہی ہے اس سے میں متفق نہیں ہوں بلکہ مئی 2004ء سے لے کر آج تک PDL کی مد میں حکومت خسارہ برداشت کر چکی ہے اور اس وقت PDL کی مد میں چھوٹ ہے، کوئی پی ڈی ایل نافذ نہیں کیا گیا ہے۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری:۔ بجٹ میں ہمیں بتا دیں کہ پی ڈی ایل کے اتنے بلین انہوں نے کہاں سے pay کیے ہیں؟

Senator Mir Muhammad Naseer Mangal: Currently, there is no PDL on our petroleum products.

اس وقت ہم نے نہیں لگایا ہے بلکہ HSD, LDO اور کیروسین پر Rs. 5.44, Rs.6.92 and Rs.7.87 subsidy اپنے budgetary resources سے دیا جا رہا ہے۔ چونکہ یہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے جیسا کہ اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ سری لنکا میں 5% بڑھایا جا رہا ہے اور اسی طرح انڈیا میں بڑھایا جا رہا ہے تو جب عالمی طور پر قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو اس کے حساب سے ہم پر بوجھ بڑھ جاتا ہے لیکن اس سلسلے میں حکومت اپنی طرف سے اتنے زیادہ taxes نہیں لگا رہی ہے کہ عوام پر بوجھ بڑھے۔ چونکہ ہم بھی ان کی طرح عوام کے نمائندے ہیں، ہمیں بھی اس کا احساس ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ قیمتیں کم ہوں۔

جہاں تک 50% reduction کا انہوں نے recommend کیا ہوا ہے چونکہ یہ سی بی آر کی طرف سے ہے اور حکومت کے اس بجٹ کو چلانے کے لیے taxes لگاتے ہیں تو یہ ایک مجبوری ہے otherwise حکومت کو کوئی خوشی نہیں کہ کسی طریقے سے tax بڑھائے جائیں۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، PDL is a levy اگر اس میں کم کیا ہے تو خسارہ نہیں ہے ---

(Interruption)

Senator Wasim Sajjad: Sir, it is not a question. Sir, put the recommendation to the House.

Mr. Chairman: Item No.6 is put to the House.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The recommendation is rejected.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، اس پر voting کروائیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے نمبر 17 پر voting کرلیں۔ جی بنگزئی صاحب نمبر 17۔

Senator Liaqat Ali Bangulzai: Sir, I beg to move that GST on sugar, ghee and tea be abolished so as to provide immediate relief to the common man.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Omar Ayub Khan: Opposed.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! ایک طرف چینی، گھی، چائے اور دیگر اشیاء خورد و نوش general sales tax بھوک سے تڑپتے اور پیاسے لبوں سے مجبور لوگوں کے پیٹ پر لات مارنے کے مترادف ایک ظالمانہ بے رحمانہ اور سفاکانہ عمل سے تشبیہہ دیے جانے کا نام ہے جبکہ دوسری طرف جناب چیئرمین multinational کمپنیوں کے اشیاء پر مبنی mobile phones, cars, motorcycles, television, VCR, VCD etc., کم از کم tax اور custom duty سے مستثنیٰ قرار دے کر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک عزیز کو ایک consumer market بنانے کی سوچی سمجھی سازش پر حکومت عمل پیرا ہے۔ جناب چیئرمین! Utility Stores کے حوالے سے اس ہاؤس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ان کے جال پورے ملک میں پھیلائے جائیں گے جو کہ میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! موجودہ حکومت کے بس سے باہر ہے اور حکومت یقینی طور پر اس سے قاصر بھی ہے۔ میری تجویز یہ ہے جناب چیئرمین! کہ اس ضمن میں پرانے ARD نظام کو نافذ العمل کر کے franchise طریقہ کار اپنایا جائے۔ Authorised Ration Depots اس بحران میں حکومت اور عوام کے لیے ایک انتہائی مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر اس فارمولے پر عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ Utility

Stores کی افادیت کو عوام الناس کے ساتھ share کر کے ہم زیادہ سودمند اور بہتر نتائج حاصل کرنے کی شعوری کوشش کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! چینی، گھی اور چائے کی جو اس وقت position ہے TCP کے پاس دو لاکھ سترہ ہزار ٹن چینی موجود ہے جو حکومت نے ڈیڑھ سال قبل ساڑھے تین ارب روپے میں خریدی اور اس پر service charges اور mark up ڈال کر بھی اس کی قیمت چار ارب روپے سے زیادہ نہیں بنتی۔ اس کو ساڑھے ستائیس روپے کلو بیچ کر حکومت چھ ارب روپے بنانا چاہتی ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں جناب چیئرمین! کہ حکومت اپنی رعایا کے ساتھ بھی business minded ہو کر ہر اس فارمولے کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دینے کا عزم کیے ہوئے اور قوم کو لوٹنے کا عزم رکھے ہوئے ہے۔جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ غربت کا یہ پھنکارتا ہوا شیش ناگ مہنگائی کے تازیانے بجاتے ہوئے بام عروج کو پہنچ چکا ہے اور لوگوں کو بے موت مار دینے کا سبب ہے۔ جناب چیئرمین! جیسے کہ بجٹ کے اعدادو شمار ہمیں دیئے گئے ہیں، اگر ان کو ہم درست مان بھی لیں تو بھی 99 کے مقابلے میں اشیاء خورد و نوش کی قیمتیں اس وقت%482 بڑھ گئی ہیں۔ اس سیلاب کو روکنے کے لئے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا۔ کہا گیا کہ یوٹیلٹی سٹورز پر سستا آٹا فراہم کیا جائے گا، گھی مہیا کیا جائے گا، چینی وافر مقدار میں دی جائے گی۔ ملک بھر میں اس وقت ان سٹوروں کی تعداد 350 کے لگ بھگ ہے۔ اگر ہم اس تعداد کو پندرہ کروڑ کیآبادی پر تقسیم کرلیں تو ہرسٹور کے حصے میں 428500 ---

جناب چیئرمین، بحث جی ایس ٹی پر ہو رہی ہے۔ تھوڑا سا مختصر رکھیں۔ جی ایس ٹی پر آئیں۔ آپ سٹورز کی بات کر رہے ہیں، تھوڑا سا اسے مختصر رکھیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، یہ اشیاء خورد و نوش ہیں۔ سب سے آخری مقرر میں ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں آگے وزیر صاحب نے بھی تقریر کرنی ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، وہ تو وائنڈ اپ کریں گے۔

جناب چیئرمین، بولیں بولیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ زخموں پر نمک پاشی

اگر کسی چیز کا نام ہے تو وہ یہی ہے کہ ہم یوٹیلٹی سٹورز کھولیں گے۔ اس وقت 475 یوٹیلٹی سٹورز جن کا میں نے حوالہ دیا تو چار لاکھ افراد کے لئے ایک یوٹیلٹی سٹور ہے۔ جب کہ دوسری طرف مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ وزیراعظم صاحب کو سمارٹ رکھنے کے لئے ستائیس لاکھ روپے کی ایک ورزش مشین خریدی گئی ہے جو کہ گریڈ ایک کے ملازم کی سو سال کی تنخواہ کے برابر ہے۔

جناب چیئرمین! 30 کروڑ روپے سے زیادہ کی گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ 1997 میں منظور کئے گئے این ایف سی ایوارڈ کی معیاد 2002 میں ختم ہوگئی لیکن تین بجٹ اس کے بغیر پیش کر کے پاس بھی کر دیئے گئے۔ چھوٹے بڑے صوبے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ جب ہمیں معلوم نہیں کہ ہمیں کیا ملنے والا ہے تو ہم بجٹ کس طرح بنائیں۔

جناب چیئرمین، یہ تو آپ کی بجٹ تقریر ہوگئی' آپ مہربانی کر کے جی ایس ٹی پر رکھیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے حسب حکم ختم کرنے جا رہا ہوں' مجھے مزید دو منٹ دے دیں۔ جناب چیئرمین! اقتصادی رابطہ کمیٹی نے بیس شوگر ملوں کو چار لاکھ ٹن خام چینی ڈیوٹی فری درآمد کرنے کی اجازت دی تھی یہ وہ حقائق ہیں جن کا انہوں نے خود اظہار کیا ہے۔ اس وقت اندرون ملک چینی کی قیمت 42 روپے کلو ہے۔ شوگر مل کو درآمد شدہ چینی تیاری کے بعد 21 سے 22 روپے فی کلو گرام ملتی ہے۔ مل مالکان نے نہ صرف 42 روپے فی کلو چینی فروخت کی بلکہ انہوں نے سیلز ٹیکس 29 روپے فی کلو کے حساب سے ادا کیا جبکہ اس وقت مارکیٹ میں 42 روپے فی کلو چینی بک رہی ہے۔ جہاں تک مہنگائی کو کنٹرول کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے کا عمل ہے۔

جناب چیئرمین! میں بطور ٹیسٹ گیند حکومت کے کورٹ میں پھینک کر پندرہ کروڑ عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ حقیقی معنوں میں ان کے دکھ درد کے خاتمے کے لیے اور خورد و نوش کی اشیاء سے جنرل سیلز ٹیکس کے خاتمے کے لئے وہ کس قدر مخلص ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے حکومتی اراکین میری اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین، جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! دل چاہتا ہے کہ اس بحث کی شاید Opposition کی طرف سے آخری تقریر کا میں ایک شعر سے آغاز کروں۔

غالب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے ان کو دل اور جو نہ دے مجھ کو زباں اور

نظر تو یہی آ رہا ہے۔ جہاں تک معاملہ اس ہماری تجویز کا ہے۔ میں اپنے بھائی لیاقت بلوچ صاحب کی تمام باتوں کی تائید کرتے ہوئے صرف دو تین چیزیں آپ کے توسط سے مزید عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ ہے کہ اگر اس وقت جو inflation rate ہے اس region میں۔ یہ ابھی Asian Development Outlook 2006 شائع ہوا ہے جس کی صفحہ 318 پر comparative figures دی گئی ہیں۔ آپ کی توجہ کے لیے اور اپنی تجویز کے پس منظر کو واضح کرنے کے لیے میں پیش کرتا ہوں۔ South Asia کا inflationary rate کا جو average ہے 2004 کے لیے 6.2 ہے' 2005 کے لیے 5.3 ہے اور 2006 کے لیے 6.1 ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان کا جو ہے وہ 2004 میں 4.6 ہے' 2005 میں 9.3 اور 2006 میں 8.5 ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی ممالک ہیں ان سب میں ہمیں average سے کم نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر بنگلہ دیش میں 2004 میں 5.8 ہے' 2005 میں 6.5 ہے اور 2006 میں 7.5 ہے' تینوں سال ہم سے نیچے ہے۔ انڈیا 5.5 and 4.5, 6.5 ہے۔ بھوٹان 5.5 and 4.8, 3.6 ہے۔ نیپال' ساری شورشوں کے باوجود 8.0 and 4.5, 4.0 ہے۔ مالدیو' 2.8 and 3.3, 6.4 ہے۔ ہمارے ہاں inflation rate سب سے زیادہ ہے اور ایسی صورتحال میں اس بات کی ضرورت ہے کہ کم از کم جو essential commodities ہیں ان کو سستا کرنے کی کوشش کی جائے۔ انڈیا کے بارے میں میں اس سے پہلے یہ بات کر چکا ہوں کہ انڈیا میں اس وقت average Sales Tax 7% ہے۔ Sugar پر انڈیا میں کوئی Sales Tax نہیں ہے اور اس کے ساتھ جو ایک tax ہے انڈیا میں وہ صرف Rs.87/- per 100 kilogram ہے جو 0.87 paisas per kilogram آتا ہے جبکہ آپ کے ہاں Sales Tax جو ہے تقریباً Rs.4.50 per kilogram اس وقت ہے۔ ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر

محض آپ یہ نہ دیکھیں کہ تھوڑا سا revenue loss جو آپ کو ہوگا وہ کیا ہے' آپ یہ دیکھیں کہ عوام کو آپ کتنی سہولت فراہم کر سکتے ہیں اور ہم نے صرف تین commodities کے لئے suggest کیا ہے۔ اس کے لئے ایک چینی' دوسرا چائے اور تیسرا گھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ چینی کی قیمت پچھلے سات سال میں دگنی ہوگئی ہے۔ گھی کی قیمت پچھلے سال میں 50% بڑھی ہے۔ اس کو کم کرنے کا جہاں پر یہ راستہ ہے کہ پیداوار کو بڑھایا جائے' supply side کا اہتمام کیا جائے وہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ کم از کم جی ایس ٹی کو ختم کر کے لوگوں کو آپ positive relief دیں اور یہ وہ relief ہے جو آج آپ اعلان کریں گے اور کل ہر شخص کو حاصل ہو جائے گا۔ خدا کے لئے اس golden opportunity کو ضائع نہ کریں۔ آگے آپ کی قسمت ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب عمر ایوب۔

جناب عمر ایوب خان ، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ دونوں سینیٹر حضرات نے اپنی آراء کا اظہار کیا۔ جس طرح میں نے گزارش کی کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہم اس کو oppose کر رہے ہیں اور بنیادی وجہ opposition کی بھی ہے کہ Standing Committee on Finance and Revenue میں اس پر کافی طویل بحث ہوئی اور ہمارے چیئرمین سی بی آر نے معزز ممبران کو educate بھی کیا اور بتایا کہ حقائق کیا ہیں پھر بھی اس پر consensus نہیں ہو سکا۔ اس لئے یہ minority report, education ہوتی ہے۔ جناب

Every person is educated in one way or the other it does nothing wrong in it sir, if I am offending anyone I apologise but I think all of us are educated through a dialogue process.

تو اس میں جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہاں وقت آپ یہ دیکھیں کہ آپ کی جو اشیائے خورد و نوش ہیں ان میں سوائے گھی ' چائے یا چینی کے کوئی ٹیکس نہیں ہے ۔چینی پر جو لیتے ہیں اور اس کی جو deemed price لگائی گئی ہے اور جو پروفیسر صاحب نے اعداد و شمار بتائے ہیں وہ صحیح ہیں ۔ تقریباً 4.30 per kg. بنتی ہے ۔ لیکن اس کی amount market میں اس سے کافی کم

ہے تقریباً اس پر ۲۹ روپے کی deemed price پر per kg. Sale Tax charge ہوتا ہے اس کے علاوہ جو آئٹم گھی یا چائے ہے ' چائے انڈسٹری ایسی ہے کہ وہ ایک organized sector میں بھی ہے اس پر Sale Tax charge ہوتا ہے وہ اپنی input claim کرتے ہیں اور اس کو out put کے against وہ adjust بھی کرتے ہیں۔ اگر اس پر صرف ایک side سے آپ سیل ٹیکس بڑھا دیں تو اس کا impact positive یا اچھا نہیں ہوگا۔ چونکہ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی جب سیلز ٹیکس کے آئٹم پر بحث کر رہے تھے کہ آپ کا effective rate, out put, input adjustment کے بعد کتنا ہوتا ہے وہ تقریباً ساڑھے سات ' آٹھ فیصد ہوتا ہے ۔ اسی طرح ہم لوگ edible یا گھی کے بارے میں بات کرتے ہیں تو اس پر Sales Tax نہیں ہے ایکسائیز ڈیوٹی ہے جو کہ input اور out put stage پر adjustable ہوتی ہے at the rate of 15% یہ تقریباً duties ہیں۔ اس وقت ماسوائے ان تین items کے باقی تقریباً ' ہم نے جو ابھی بجٹ پیش کیا ہے اور یہ سینیٹ ' قومی اسمبلی کو اپنی سفارشات انشاء اللہ بھیجے گا۔ آپ جناب! دیکھیں کہ dairy industries کو total zero rate کر دیا ہے ۔ اس کی اشیاء کو تقریباً zero rate کردیا ہے۔ across the board آپ دیکھیں value change کو ' پچھلے سال بھی ہم نے ٹیکسٹائل اور باقی انڈسٹریز جو export oriented ہیں ان کو duty free قرار دے دیا ہے۔ تو across the board government کی effort یہی ہے کہ duty rate نیچے آئے اور یہ ہوتا بھی رہا ہے۔ پچھلے چار پانچ سال آپ دیکھیں کہ progressively duty rates نیچے آتے رہے ہیں۔ اگلے دور میں آپ دیکھیں گے کہ جس طرح انشاء اللہ حکومت کی ability ہوتی ہے تو then we can see the other products as well. With that I leave it to you in the House sir, Thank you very much.

Mr. Chairman: We will put the recommendations to the House. Item No.17.

(The recommendation is rejected.)

متعدد آوازیں۔ گنتی کرائیں جی ۔ گنتی کریں۔

(اس موقع پر گنتی کرائی گئی)

Mr. Chairman: So, I have to count here. In favour 26, against 35.

(The moton was negatived)

Senator Prof. Khurshid Ahmed: But we have at at least put the record straight.

Mr. Chairman: Absolutely. In the last Mr. Omar Ayub, wind up please.

جناب عمر ایوب خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اس ہاؤس کا، بالخصوص آپ کا، جتنے بھی سینیٹ کے employees ہیں ان کا، سیکریٹریٹ کا اور بالخصوص سینیٹر احمد علی صاحب Standing Commitee on Finance and Revenue of کے چیئرمین، the Senate اور ہمارے Treasury members، Opposition members، ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح جناب! Standing Committee نے اپنا طویل وقت خرچ کیا اور budgetary concentration پر انہوں نے لگایا اور جو suggestions تھیں وہ consensus کے ساتھ سامنے آئیں اور کچھ ان میں minority suggestions تھیں وہ آج پیش ہوئیں اور میرا خیال ہے یہ جمہوریت کا ایک حصہ ہے، چاہے وہ accept ہوتی ہیں یا نہیں ہوتیں مگر ان پر بحث ہوئی اور اس پر اچھے points of view exchange ہوئے اور اپوزیشن کو chance ملا کہ وہ اپنی suggestions ہاؤس کے سامنے لا سکیں اور گورنمنٹ کو بھی chance ملا کہ وہ مختلف وزارتیں جن کے بارے میں minority reports آئیں تو وہ بھی اپنا موقف بیان کر سکیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ on record لاتا ہوں کہ Ministry of Finance کی طرف سے، حکومت پاکستان کی طرف سے اور Central Board of Revenue کی طرف سے ہم سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں بات آگے بڑھاتا ہوں کہ آج جس بجٹ کے بارے میں ہم لوگوں نے بحث کی اور جس کے بارے میں مختلف recommendations آئیں۔ آج کا پاکستان اللہ

تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور آج کی معیشت آج سے 7,8 سال پہلے کی معیشت سے تقریباً دوگنی ہو چکی ہے۔ اس بڑھتی ہوئی معیشت کے جو constraints ہیں، میں ان پر بھی بات کروں گا۔ میں یہ بات کرتا چلوں کہ جو مجھے 5 جون کو نیشنل اسمبلی میں تقریباً 1300 ارب روپے کا فیڈرل بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہوا وہ پاکستان کی تاریخ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجموعی طور پر سب سے بڑا بجٹ تھا۔ آپ یہ دیکھیئے کہ اس پر جو public sector development programme کا component ہے، اس کو آپ مجموعی طور پر دیکھیں، صوبوں کو دیکھیں تو اس میں تقریباً 435 ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ شامل ہے جس میں Central Board of Revenue کا جو اس سال کا tax target ہے وہ تقریباً 835 ارب روپے کا ہے۔ Overall دیکھیں تو آپ کی معیشت بڑھی ہے، دوگنی ہوئی ہے۔ آپ کا tax target جو کہ ایک زمانے میں تین سویا ساڑھے تین سو ارب سے زیادہ تجاوز نہیں کرتا تھا وہ آج 835 ارب پر پہنچ گیا ہے۔ Public Sector Development Programme کا target جو کہ تقریباً سو ارب روپے سے تجاوز نہیں کرتا تھا وہ 435 ارب پر چلا گیا۔ ان تینوں چیزوں کو مجموعی طور پر دیکھیں تو ایک vibrant economic entity آپ کے سامنے آتی ہے جس کو نہ صرف اندورن ملک بلکہ جو لوگ بیرون ملک ہیں وہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب یہ budget making exercise شروع ہوئی تھی تو ہم لوگ جو سارے budget makers ہیں اس میں Finance Department, Central Board of Revenue, ہمارے وزیر اعظم صاحب جن کے پاس duel portfolio بھی ہے as Finance Minister Advisor to the Prime Minister on Finance Dr. Sulman Shah جب ہم سارے بیٹھے تو ہم نے دیکھا کہ اس معیشت کو آگے لیجانے کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے، کیونکہ بجٹ ایک ایسا document ہوتا ہے جو کہ حکومت کی intentions آگے لیجانے کے لئے signal کرتا ہے۔ وہ چیز اس بجٹ میں نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ یہ بجٹ ایک relief oriented budget تھا، عوام کو اس میں relief ملا ہے۔ اس کے بارے میں بھی میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس بجٹ میں ہم نے ترقیاتی projects پر stress کیا ہے، ایک یا دو صوبوں میں نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ہم نے زور دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں ہم نے ان چیزوں کو stress کیا ہے کہ ہم لوگ constraints ہٹائیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: I think

جو point raise ہوا ہے تو اس کے جواب میں وہ کہہ رہے ہیں۔

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! یا مجھے اجازت دی جائے let me continue sir. جناب چیئرمین Human Resources Development پر ہم نے stress کیا ہے۔ ہم لوگ opposition کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب یہ باتیں ہو چکی ہیں۔ ختم ہو گیا اور یہ باتیں ہو چکی ہیں over and over again۔ متعلقہ وزیروں کا جواب آ گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! اگر یہ موقع دیں تو میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: Raza Sahib, if a Minister wants to speak please hear him out.

Senator Mian Raza Rabbani: Recommendations have come, Ministers have given their replies and that is the end of the matter.

Mr. Chairman: He is giving you more details.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, that is the end of the matter.

اب اس کے بعد اور کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، انہیں اپنے کمرے میں بلوا کے ہاتھ دھلوا دیں۔ بس کافی ہو گیا Sir وقت ضائع کر رہے ہیں آپ۔

جناب چیئرمین، وسیم صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی ، نہیں Sir بنتا ہی نہیں ہے ۔ There is no precedence and there is no گنجائش for the honourable Minister to speak. The wind up کیا wind up کرنا تھا تو یہ اس دن آتے۔ آغا صاحب نے اس دن انہیں and that is the end. اور یہاں پر وزراء جواب دے چکے ہیں debate is over now.

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، نامنظور، نامنظور۔

Mr. Chairman: Let us have peace and order in the House. This is not the decorum of the House.

Mr. Omar Ayub Khan: Mr. Chairman! I want to categorically state

They are making hue and cry of کہ انہوں نے بات کی ہے defence کے بارے میں defence budget. Defence is the insurance policy against the aggression of any of our neighbours. Defence budget آپ ہندوستان کا دیکھیں، ان کا پاکستانی rupees میں آپ allocation دیکھیں تو بارہ سو ارب روپے increase ہوا ہے۔

(اس موقع پر اپوزیشن نامنظور کے نعرے لگاتی رہی)

جناب عمر ایوب خان، ہمارے بجٹ کا total تقریباً ان کا increase ہے ۔ ان کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ they spend even ۴۸ گھنٹے ۔ اس بجٹ کو increase کریں گے۔ انہوں نے یہ تاثر دیا ہوا ہے کہ pension جو ہے وہ کہیں چھپائی جاتی ہیں ۔برملا لوگ کہتے ہیں کہ جناب چیئرمین! کہ defence budget وہاں پر pension جو ہے اس میں include ہے اور سول side پر اس کو ہم دکھاتے ہیں ۔جناب چیئرمین! آپ یہ دکھائیں آپ یہ دیکھیں کہ defence budget as a percentage of GDP جو نیچے گیا تھا تو وہ تقریباً ہمارا جو

budget آج کا ہے وہ 3.2% percentage of GDP ہے جو آج سے کچھ عرصہ پہلے ان کے دور میں 6.5% تھا جناب چیئرمین! defence budget ایک صحیح scruitiny کے ذریعہ پاس ہوتا ہے منسٹر آف فنانس میں بھی ۔جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پٹرول کے بارے میں آپ دیکھ لیں۔ جب پٹرولیم کی قیمت ۹ ڈالر فی بیرل تھی 99-1998 ، میں ' اس وقت ان کی حکومت پٹرول ڈوپلیمنٹ لیوی charges کرتی تھی ۔۶۲ ارب روپیہ اور آج یہ تقریباً 17% ریونیو کا tax ہے۔ انہوں نے یہ لوگوں پر pass نہیں کیا ۔ جناب چیئرمین! آج ہمارا پٹرول لیوی جو کہ جب تیل آپ کا صرف جو کہ ایک سال میں ۷۰ ڈالر سے بھی تجاوز ہو گیا ہے ۔PDL جو ہے وہ ہم لوگوں نے زیرو کیا ہوا ہے اور وہ سارے کا سارا ہم عوام کو pass-on کر رہے ہیں۔ ڈیزل کی جو چیزیں ہیں وہ ہم لوگوں کو pass on کر رہے ہیں۔جناب! میں repeat کرتا ہوں کیونکہ لوگوں کو آواز نہیں آ رہی تھی ۔لوگ 99-1998 میں جب تیل کی قیمت ۹ ڈالر فی بیرل تھی ۔اس وقت ان کی حکومت 99-1998 میں جب تیل کی قیمت 9 ڈالر فی بیرل تھی اس وقت انہوں نے پٹرول ڈوپلیمنٹ لیوی ۶۲ ارب روپے collect کیے اور یہ تقریباً 17% tax revenue تھا۔ اس وقت عوام دوست حکومتیں کہاں پر تھی---

(اس مرحلے پر اپوزیشن ایوان سے واک آؤٹ کر گئی ۔)

جناب عمر ایوب خان۔ اس وقت ان کا ضمیر کیوں نہیں جاگتا تھا انہوں نے pass-on نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! آج جب تیل کی قیمت ۷۰ ڈالر فی بیرل سے تجاوز ہو گئی ہے آج اس وقت ہم لوگ تقریباً سارے کا سارا ڈیزل subsidy کر رہے ہیں اور اگلے سال یہ زیرو ہو جائے گا۔جناب چیئرمین! میں یہ بات کرتا چلوں کہ یہاں defence کی بات ہو رہی تھی کہ یہاں پر شور اتنا تھا کہ میں آپ سے گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے ہمسایہ ملک کا آپ بجٹ دیکھ لیں کہ defence budget ان کا دیکھ لیں وہ 1200 ارب روپے پاکستانی بنتے ہیں۔اور ہندوستانی روپے ان کا 800 بنتا ہے یہ کل ہمارے ملکی بجٹ کا تقریباً فیڈرل بجٹ کے قریب قریب آتا ہے۔ ہندوستان کا جو بجٹ increase ہے ۔آپ compare کریں ۔ جناب چیئرمین! ہم نے اپنے ملک کی سالمیت کا دفاع کرنا ہے ۔ اپنی جغرافیائی حدود کا دفاع کرنا ہے ۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ جو

یہاں پر across the divide اپوزیشن کے اراکین بیٹھے ہوئے ہیں - یہ ۲۱ ہزار فٹ سیا چن کی پاک پوسٹ چوٹی پر ۴۸ گھنٹے وہاں پر جا کر نکالیں اور پھر آ کر یہ بات کریں کہ defence budget کتنا ہو جاتا ہے۔ تو میں مانتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ یہاں سے تجویز آئی کہ defence budget کا revenue portion آپ کو discuss کرنا چاہیے ۔جناب چیئرمین! کوئی زیادہ یہاں پر کوئی آئن سٹائن یا genius کی ضرورت نہیں ہے ۔ آپ کے پاس کل defence budget میں سے ریونیو پورشن نکال دیں تو آپ کے پاس کیا رہ گیا ہے ۔ ساری دنیا کو پتا چل گیا کہ آپ کا investment آپ کے infrastrctur میں ڈیفنس کے کتنا جا رہا ہے۔ تو یہ کیا ہمارا strategic objective violate کرنا چاہتے ہیں اور اس کو داؤ پر لگانا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا چلوں کہ عام آدمی کے لیے پاکستان میں 34.4 ارب روپیہ تقریباً 35 ارب روپیہ خوشحال پاکستان پروگرام کے لیے اور خوشحال پاکستان فنڈ کے ذریعے مجموعی طور پر اس سال ہم انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سال میں ہم خرچ کریں گے اور اس سے پاکستان کی انشاء اللہ تعالیٰ 6035 یونین کونسلوں میں ایک انقلابی effect آئے گا ۔ جناب چیئرمین! کاش یہ یہاں پر ہوتے تو میں ان کو بتا سکتا کہ یہاں پر آج ہمارے budgetary proposal پر جو اپوزیشن نے تنقید کی ہے ۔ان کے پاس کوئی مثبت یا ٹھوس تنقید تھی ہی نہیں اس لئے جو بھی proposal ہوتی۔ یہاں پر انہوں نے کہا revenue کو آپ زیادہ کریں فلاں فلاں مد میں یا فلاں فلاں چیز کے current expenditure کو کم کریں۔ کوئی مثبت چیز نہیں تھی۔ بات یہاں پر ہوئی supplementary budget کے lay کرنے پر' جناب چیئرمین! آپ اس معزز ایوان کا ریکارڈ دیکھ لیں۔ آپ دیکھیں گے کہ تقریباً مختلف اراکین نے یہاں پر اس ایوان کا ایک گھنٹہ لیا ہے اس نکتے پر تو اس کے بارے میں ہم لوگ حقائق کو مدنظر رکھیں۔

جناب چیئرمین! میں اس کو House کی property بنانا چاہتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ میں آپ کے سامنے بتانا چاہتا ہوں۔ جناب مخدوم شہاب الدین صاحب نے ۱۴ جون ۱۹۹۵ء کو پچھلے سال ۹۵-۱۹۹۴ کا بجٹ lay کیا تھا اور اس سے پچھلے سال کا ۹۴-۱۹۹۳ء کا supplementary budget ۲۴ جون کو قومی اسمبلی میں lay کیا گیا تھا۔ ان کے facts کہاں پر ہیں؟ میں ان کو challenge کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک بھانڈا بنایا ہوا تھا۔ ایک قسم کا a storm in a tea cup

بنایا ہوا تھا۔ جناب چیئرمین! اب آتے ہیں دوسری طرف سرتاج عزیز نے ۹۸-۱۹۹۷ء کا بجٹ ۱۲ جون ۱۹۹۷ء کو پیش کیا تھا۔ اس سے پچھلے سال کا جو supplementay budget وہ تقریباً ۷ دن کی تاخیر کے بعد ۲۰ جون ۱۹۹۷ء کو قومی اسمبلی میں lay ہوا تھا۔ اسی طرح آپ آ جائیں اسحاق ڈار صاحب صرف ایک سال Finance Minister رہے ہیں تو کافی عرصہ میرے خیال میں باہر رہے ہیں' ان کی memory refresh کرنے کے لئے میں بیان کرنا چاہتا ہوں' وہ سن بھی رہے ہوں گے۔1999-2000 جناب اسحاق ڈار صاحب نے ۱۲ جون ۱۹۹۹ کو قومی اسمبلی میں پیش کیا تھا۔۹۹-۹۸ء کا جو supplementary budget ہے انہوں نے ۲۱ جون ۱۹۹۹ء کو قومی اسمبلی میں پیش کیا تھا۔ جناب چیئرمین! یہ حقائق ہیں۔ میں نے قومی اسمبلی میں ۵ جون ۲۰۰۶ کو اس ۰۷-۲۰۰۶ کا بجٹ پیش کیا اور انشاء اللہ schedule کے مطابق supplementary budget ۱۶ تاریخ کو وہاں پر lay کیا جائے گا۔ Credit جاتا ہے صدر مملکت جناب پرویز مشرف صاحب کو کہ LFO کے ذریعے یہ بجٹ سینیٹ میں transmit ہوتا ہے اور یہاں اس پر بحث بھی ہوتی ہے اور پھر قومی اسمبلی کو with recommendations transmit ہوتا ہے۔ اس چیز کو جناب چیئرمین! فراخدلی کے ساتھ اپوزیشن والوں کو ماننا چاہیے اور ان کی ان allegations کو رد کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے۔ انہوں نے صرف point score کرنے کے لئے یہاں پر باتیں کی ہیں۔ مجھے امید تھی کہ یہ senior اراکین پارلیمنٹ ہیں یہ کم از کم اتنے weak wicket پر نہ کھیلتے۔ ان کے پاس جناب چیئرمین! جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں کہ they were clutching on to stars because they didn't have anything substantial to contest about this budget. وہی reason ہے کہ انہوں نے ایک قسم کی allegation پر مبنی supplementary budget کی بات کی۔ لہذا' میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میں اس کو Floor of the House پر lay کرتا ہوں تا کہ یہ اس معزز ایوان کے ریکارڈ کا حصہ بنے۔

جناب چیئرمین! پھر ہم اس بات کو آگے چلاتے ہیں تو اس پر جناب اسحاق ڈار صاحب نے یہاں پر ایک بات کی' figures کے بارے میں انہوں نے بات کی۔ جناب چیئرمین! یہ تو میں نے supplementary budget کے بارے میں آپ کو prove کیا with facts and figures کہ ان کے پاس جو حقائق ہیں وہ صحیح نہیں ہیں یا ان کے پاس حقائق ہیں بھی تو وہ

ان کو negatively project کرنا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم لوگ آتے ہیں official fiscal deficit پر بھی جناب چیئرمین! بات ان کی it will set the record straight. understanding کی نہیں' کیونکہ بدقسمتی کے ساتھ وہ صرف ایک سال Finance Minister رہے ہیں۔ ہمارے بزرگ بھی ہیں اور ہمارے بڑے بھائی بھی ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر میں ان کو offer بھی کرتا ہوں کہ ہم آپس میں بیٹھ کر ان کو line by line سمجھا بھی دیں گے۔ جناب چیئرمین! لیکن گزارش یہ ہے کہ آپ کا total Federal Current Budget جو ہے وہ ۱۸ ۹ ارب روپے کا ہے جوکہ annual budget statement میں clearly دیا ہوا ہے اور آپ کا Consolidated Current Budget جو ہے اس سال کا وہ ۷۹۲ ارب روپے کا ہے۔ یہ differential اس لئے آتا ہوتا ہے کیونکہ آپ کے total Federal current budget اور Consolidated Federal budget میں difference صرف یہ آتا ہے۔ یہ صرف پاکستان specific نہیں ہے' یہ ایک international standard ہے' یہ مجاز ہوتا ہے کہ آپ کا consolidated budget جو ہے ہمیشہ current سے کم ہوتا ہے۔ اس پر double counting کی یہ وجہ ہے۔ اس میں provincial grants نکالی جاتی ہیں اور اس میں سے آپ کے foreign debt کی principal amount کی repayments ہیں' وہ نکالی جاتی ہیں اور اس سے آپ fiscal deficit calculate کریں تو exactly 4.2% بنتا ہے۔ ان کے allegations تھے' ان کو میں پھر on the floor of the House debunk کرتا ہوں۔ کاش! وہ یہاں پر بیٹھتے اور سن سکتے' ہم لوگ اس چیز کو mind نہیں کرتے' ہم لوگ کسی اور time ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ جتنے سارے اراکین ہیں جو سمجھنا چاہتے ہیں' ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو بھی بتا دیں گے۔ جناب چیئرمین! this is just to set record straight کہ figure fudging کی یہاں بات ہو سکتی ہے تو Opposition کے اراکین سے کوئی بہتر ماہر نہیں ہو سکتا کیونکہ اس دور میں پاکستان کو 25 million dollar کی ایک قسم کی IMF کو penalty ادا کرنی پڑی' وہ زیادہ بہتر explain کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں پھر اس بات پر آتا ہوں کہ انہوں نے اس بات کا allegation لگایا' کاش! وہ سن سکتے' privatization proceeds کے بارے میں انہوں نے بات کی۔ جناب چیئرمین! ایک rule based fiscal management system جو ہے' وہ اس

وقت کے وزیر اعظم اور اس وقت کے وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز صاحب نے 2000 میں through the Privatization Commission Ordinance کے ذریعے نکالا تھا اور اس پر debtretirement یا قرضے کے ادائیگی' 90% اس پر stipulated ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے وہ اس House کی property بنانا چاہتا ہوں اور میں گزارش کروں گا کہ اس کے بعد آپ کا staff documents کو for the record collect کر لے۔ 90% debt retirement اور 10% poverty alleviation کے لئے وہ استعمال کر سکے اور جناب چیئرمین! اس کو آگے مزید بڑھاتے ہوئے جو انہوں نے مختلف قسم کے الزمات لگائے تھے تو میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں اور میرے یہ figures موجود ہیں کہ 1994-95, 1995-96, 1996-97 جس وقت محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ کی حکومت تھی اور اس کے بعد جناب میاں نواز شریف کی حکومت تھی۔ جناب چیئرمین صاحب! اس وقت یہ چیز یہاں پر صاف لکھی ہوئی ہے کہ Rs.5000 millions have been estimated for financing the PSDP from privatization fund, یہ contribution from privatization fund and provincial governments for financing of PSDP. جناب چیئرمین! اس وقت PSDP کو through the privatiztion proceeds fund کرتے تھے۔ جناب چیئرمین! آج یہ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ نے یہ کر دیا ہے' آپ یہ دیکھیں کہ اس حکومت نے Asian Development Bank کا بڑا قرضہ تھا' مہنگا قرضہ تھا' ایک ارب dollar سے زیادہ تھا' ہم نے وہ prepay کیا۔ جناب چیئرمین! آپ State Bank of Pakistan کا record اٹھا لیں کہ جس دن ہمارے پاس privatization proceeds آتی ہیں' 90% اس privatization proceeds کی automatically debt retirement پر next day proceeds چلی جاتی ہیں اور آپ کا debt اس amount سے' آپ پر جو قرضہ ہے' وہ ختم ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! کشکول کسی نے توڑا ہے تو اس حکومت نے توڑا ہے' کشکول کے ساتھ جو پھرتے رہے ہیں تو ایوان کے اس طرف جو ہیں' وہ پھرتے رہے ہیں اور اس نے ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی گروی کر دیا تھا۔ جناب چیئرمین! یہ بھی نہیں' fiscal responsibility اور debt limitation جو ہے' جو unanimously ان دونوں ایوانوں نے

pass کیا ہے' اس کے ذریعے ہم نے کشکول کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا۔ ہم نے اس پر یہ چیز بھی کہی ہے کہ ہم مجموعی طور پر 60% of our GDP سے زیادہ ہمارے قرضے نہیں جائیں گے۔ جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ آپ یہ دیکھیں کہ مجموعی طور پر جب ہماری GDP 63 billion dollars تھی' ہم پر foreign debt اور foreign exchange liabilities تقریباً 38. 93 billion dollars کی تھیں۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہماری GDP 129 ارب dollar کی ہے' ہم پر over all foreign debt اور 36.6 foreign liabilities ارب dollar ہے۔ آپ کی معیشت' ہماری معیشت' ہماری عوام کی معیشت دوگنا سے بھی زیادہ ہو گی ہے تقریباً double ہو گئی ہے۔ آپ کے قرضے 38.9 ارب dollar سے نیچے ہو کر 36.6 ارب dollar پر آ گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ملک کی performance ہوتی ہے جس کے لئے اس ملک کی leadership نے' صدر مملکت صاحب اور وزیر اعظم صاحب نے دن رات محنت کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس چیز کو آگے بڑھاتے بھی جائیں گے۔

جناب چیئرمین ! National Finance Commission کی بات کرتے ہیں' جو amendment ہوئی ہے' جناب چیئرمین! صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور وزرائے خزانہ نے اس سال کے شروع میں صدر مملکت صاحب کو اختیار دیا تھا کہ آپ جو award دیں گے' ہمیں منظور ہوگا۔ جناب چیئرمین! انہوں نے قوم کے سامنے جو award announce کیا ہے' اس سے' اس سال انشاء اللہ جو مجموعی increase ہو رہی ہے' 85.8 ارب روپے مزید صوبوں کو جائیں گے اور یہ 27% increase ہے۔

جناب چیئرمین! انشاء اللہ تعالیٰ ہماری کوشش یہی ہے کہ ہم اپنے عوام' اپنے لوگوں کی دن' رات خدمت کریں' ایک نیا اورمضبوط پاکستان سامنے لائیں کیونکہ کم از کم ہم لوگ اپنی آنے والے نسلوں کو بھاری قرضے کے عوض گروی نہیں رہنے دیں گے۔ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے اور ہم لوگ اس کی اجازت کبھی بھی نہیں دیں گے۔ ہم لوگ ایک خوشحال' روشن پاکستان دیکھنا چاہتے ہیں' جہاں پر سب لوگ خوشحالی اور بھائی چارے سے رہ سکیں۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr . Chairman: That concludes today's business . I had requested for three point of orders, if we can take them quickly. One was of Saadia Abbasi Sahiba

وہ تو ہیں نہیں، گلش سعید صاحبہ اور محمد علی بروہی صاحب کا ہے۔ گلشن سعید صاحبہ! آپ نے ابھی کچھ بولنا ہے؟ اچھا، محمد علی آپ نے؟ ٹھیک ہے۔ Tomorrow is private members day so, we will adjourn now, the House is adjourned now *Insha-Allah* to meet again tomorrow,Tuesday, the 13th June at 5.00 P.M. پہلے نہیں ، private members day چار کہہ رہے تھے، میرا خیال ہے پانچ ہی رہنے دیں کیونکہ پھر agenda بھی ہوگا۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on 13th June,2006 at 5 p.m].
